

سے اُس کی کچھ شان بڑھتی ہے ۔ اور نہ تمہاری
ایمانداری سے وہ زیادہ مضبوط ہوتا ہے ۔ — کیوں ؟ ہے
یا نہیں ؟ اور اگر وہ آدمی ہے ۔ تو کیسا زمین
آسان کا فرق ہے !

دایہ

ہاں ! میں مانتی ہوں ۔ جو وہ آسان ہوتا تو ہمیں
شکریہ ادا کرنے کا زیادہ موقع دیتا خدا ہی جانتا
ہے ہمارا کیسا کیسا جی تڑپا ہے کم ہم بھی اُس
کے ساتھ کچھ سلوک کرتے ۔ پر اُس نے تو ہم سے
کچھ چاہا ہی نہیں : اور نہ اُسے کچھ ضرورت
تھی ۔ وہ تو ایسا تھا جیسے اُسے دبا کی کسی چیز
سے واسطہ ہی نہیں اور اُس کی نیت بالکل بھری
ہوئی ہے ۔ وہ تو فرشتوں کی طرح کسی چیز کی
برواہ ہی نہیں کرنا بس اُنے حال میں مگن
ہے اور فرشتے ایسے ہی ہو بھی سکتے ہیں

ریشح

اور جب وہ آخر ہماری نظروں سے غائب
ہو گیا ، تو —

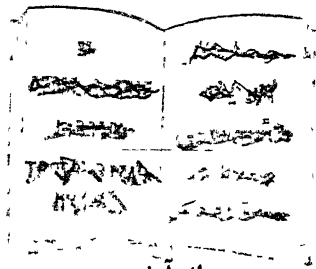
نانکن

لیسنگ ے نانک ”نانن در وانزے“ کا اصل
جرمن سے اُردو ترجمہ .

ار

منتہی فاضل محمد نعیم الرحمن - ایم اے
ایم آر اے ایس

لیکچرر عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی



الہ آباد

ہندوستانی ایکادیمی، یو - پی .

Published by
the Hindustani Academy, U. P.,
Allahabad.

First Edition.

Printed by Rashid Khan
at the Minerva Press,
Allahabad, Allahabad.

اطلاع



ہندوستانی اکیڈمی نے منجملہ دوسری علمی اور ادبی خدمات کے یہ ارادہ کیا ہے کہ صوبہ کے اہل قلم کی اعانت اس طریقہ پر کرے کہ ان کے علمی اور ادبی کارناموں کو جو کسی وجہ سے شائع نہیں ہو سکے ہیں لیکن ان کے شائع ہونے سے علم اور ادب کی ترقی کی اُمید ہے، اپنے صرفے سے طبع کرائے۔

چنانچہ اس غرض سے سال گذشتہ سنہ ۱۹۲۷-۲۸ع میں ایک رقم اس مدد کے لئے علیحدہ کی گئی اور اخباروں کے ذریعہ سے اہل قلم کو دعوت دی گئی کہ اپنی تصانیف دفتر میں بھیجیں۔

اس اعلان کے بعد جو نسخے دفتر میں موصول ہوئے اور ان میں سے جو کتابیں،

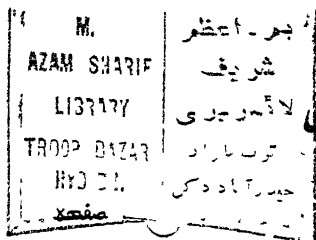
طبع اور اشاعت کے لئے منظور کی گئیں ان
میں ”فاتن“ بھی شامل ہے -

اصل کتاب جرمن زبان کے مشہور تراجم نگار
ٹیسنگ کی تصنیف ہے - اس کا ترجمہ مولوی
نعیم الرحمن صاحب ایم اے لکچرار عربی و فارسی
یونیورسٹی الہ آباد نے براہ راست جرمن زبان سے
اُردو میں کیا ہے -

امید ہے کہ ایکیتیہی کی یہ کارروائی اہل
ملک پسند کریں گے -

تارا چند
جنرل سکریٹری

فروری سنہ ۱۹۳۰ء



مضامین

۱	دیباچہ
ج	لیسنگ کی لائف ..
یط	لیسنگ کا طرز تحریر
کا	جرمن ڈراما اور لیسنگ
کا	ناتن
نو	ناتن کے اشخاص
۱	پہلا ایکٹ ..
۸۹	دوسرا ایکٹ .
۱۷۵	تیسرا ایکٹ
۲۶۷	چوتھا ایکٹ ..
۳۵۱	پانچواں ایکٹ
۴۳۷	فوت

دیباچہ

آج کل ہمارے ملک میں جو فتنہ برپا ہے اُس کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ ہے کہ آپس میں لڑنے والے ایک دوسرے کے مذہبی عقیدوں سے ناواقف ہیں ، اور ہر فریق سخت تعصب اور تنگ نظری سے کام لے رہا ہے ۔ بدنصیبی سے لٹریچر بھی ایسا نکل رہا ہے جو ایک کو دوسرے سے دست و گریباں دکھنے میں مدد دے رہا ہے ۔ اگر دونوں طرف معقولیت ہوتی اور رواداری سے کام لیا جاتا ، تو معلوم ہو جاتا کہ حق سب جگہ اور سب کے پاس ہے ۔ ہمارے ملک کی یہ حالت کوئی انوکھی نہیں ہے ۔ یورپ میں بھی عیسائی اور مسلمان ایک دوسرے کے دشمن تھے ۔ لیکن جب ہر ایک نے اپنی اپنی جگہ پر غور کیا ، تو دونوں نے اپنی تنگ نظری کا اعتراف کیا ۔ یہ نہیں ہو سکا ، اور نہ ہو سکتا ہے ، کہ بھت کا دروازہ بند ہو جائے ۔ مگر یورپ نے معقولیت اختیار کر لی ۔ اس

معاملے میں ”د ناتن“ جیسے ناٹکوں نے ابتدا کی .
میں بھی اسی سے شروع کر رہا ہوں . نیک نیتی
کا اجر خدا کے ہاتھ ہے . مجھے امید ہے کہ جو
کچھ ”د ناتن“ نے یورپ میں کیا ، وہی ہندوستان
میں بھی کریگا .

مجھے جو کچھ بھی کہنا ہے وہ ”د ناتن“ کے
عنوان میں کہ چکا ہوں صرف اتنا کہنا اور باقی
کہ گیا ہے کہ میں نے اس ناٹک کو براہ راست جرمن
سے ترجمہ کیا ہے . یورپ کی زبانوں میں اس کے
ترجمے ہو چکے ہیں . انگریزی میں بھی ہوا . مگر
میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ میرا ترجمہ انگریزی
ترجمہ سے ضرور بہتر ہے . زیادہ وضاحت کے لئے میں
نے اس کے آخر میں نوٹ بڑھا دیئے ہیں ، جو
اس کے سمجھنے میں بہت زیادہ مددگار ہونگے .

کاش میرے اہل وطن اس سے بھی فائدہ اُٹھائیں
جو یورپ نے اُٹھایا ہے !

محمد نعیم الرحمن

بیلی روڈ - الہ آباد

اگست سنہ ۱۹۲۸ ع

لیسنگ

ملک جرمنی کے صوبہ سیکسنی کے شہر کامنتس *
 کو یہ قابل رشک شرف حاصل ہے کہ اُس
 لائف نے ۲۲ جنوری سنہ ۱۷۲۹ عیسوی کو
 لیسنگ سا نامور شخص پیدا کیا۔ اُس کا پورا نام
 گوٹ ہولڈ افرایم لیسنگ † ہے۔ کلیمنس لیسنگ ‡
 کا نام بڑا عظیم یورپ کی نہفت مذہبی میں
 خاص وقعت اور اہمیت رکھتا ہے، اُس کے اجداد
 میں سے تھا

لیسنگ کی پیدائش کے وقت اُس کا باپ یوہان
 گوٹ فرید §، کامنتس کے موقر اور ذی اثر پادریوں
 میں سے تھا۔ اپنی عالی ہمتی، ادائے فرائض میں
 جافشانی اور غریبوں مسکینوں پر کمال شفقت کی

Kamenz *

Gotthold Ephraim Lessing †

Clemens Lessing ‡

Johann Gottfried §

وجہ سے اُس نے اپنے شہر کے باشندوں کے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ وٹن برگ* کی یونیورسٹی میں اُس نے مذہبیات کا مطالعہ کیا، اور اپنی حیات ہی میں ایک صحیح فکر مصنف ہونے کی شہرت حاصل کر لی تھی۔

گوت فریڈ کے بارہ بچے ہوئے۔ اُن میں سے صرف دو ایسے تھے جو شیرخوارگی سے صحیح سلامت نکل کر بروان چڑھے۔ اُن ہی خوش نصیبوں میں ایک افرائم - لیسنگ بھی تھا لیسنگ بچپن ہی سے نہایت خوش باتش، مندرست اور ہشاش بشاش تھا، اور اسی سن سے اُس میں بڑھنے لکھنے کا نمایاں شوق پایا جاتا تھا اُس کی تعلیم کامنتس کے لاطینی مدرسے میں شروع ہوئی۔ بعد میں سنہ ۱۷۴۱ میں اُسے مائسن† کے مدرسے سینٹ آفرا‡ میں بھیجا، کیونکہ یہاں اُسے مفت تعلیم دینے کا اہتمام کیا گیا تھا اس مدرسے میں رہنے کے دوران میں اُس نے علوم قدیمہ اور ریاضی

Wittenberg ^

Meissen †

St. Afra ‡

میں اُس قدر نمایاں ترقی کی کہ اُس کا نام تمام مدرسے میں ضرب المنل ہو گیا۔ چھ سال کے بعد سنہ ۱۷۴۶ میں لائبتسیگ * یونیورسٹی میں دینیات کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے داخل ہوا مگر اس مضمون میں اُس کا جی نہ لگا، اور وہ صرف علوم قدیمہ اور فلسفہ کے مطالعہ میں مذہمک ہو گیا۔ چند ہی دنوں میں اپنی لڑکپن کی چھینپ کو خیر باد کہہ کر اپنے ہم سبق دوستوں سے ارتباط بڑھانے اور ایک آزاد منس اور شایستہ دنیادار بننے کی کوشش کرنے لگا۔ اُس کے خاص خاص دوستوں میں وائسے † اور میلیوس ‡ قابل ذکر ہیں، جنہوں نے بعد میں علم و حکمت کی دنیا میں نام پیدا کیا۔ اُسی زمانہ میں نائدر § نامی ایک مشہور اور بختہ کار ایکٹریس لائبتسیگ میں رہتی تھی، جس کی رفاقت اور حلقہٴ اثر میں شہر کے چند معزز افراد بھی شامل تھے۔ لیسنگ اور وائسے اُس کے

Leipzig *

Weisse †

Myhus ‡

Neuber §

تماشوں میں اکثر شریک ہونے تھے۔ لیسنگ نے سینٹ آفرا ہی میں ”نوجوان عالم“ * کے نام سے ایک بزمیہ ناک لکھنا شروع کیا تھا، وہ اب پورا کیا؛ اور نہ صرف یہ کہ نائبر نے اُسے نہایت خوشی سے لیا، بلکہ بہت جلد مقبول عام ناکوں کی فہرست میں شامل ہو گیا۔

جبسا کہ اہل دنیا کا قاعدہ ہے، لوگوں نے لیسنگ کے اس طرز عمل کو آوارگی اور بدخیالی پر محمول کیا، اور آہستہ آہستہ رائی کا پہاڑ بننے لگا۔ باپ نے خبر سنی تو بریسان ہو کے بیٹے کو کامنتس واپس طلب کر لیا۔ گھر کے چند ہی ماہ کے قیام سے والدین پر اُس کی پاکبازی اور نیک چلنی ثابت ہو گئی، اور اُسے اس شرط پر دوبارہ لائبتسیگ جانے کی اجازت ملی کہ وہ وہاں پہنچ کر علم طب کا مطالعہ شروع کرے۔ چنانچہ لائبتسیگ واپس آکر وہ کچھ عرصہ تک طب کے درس میں شریک رہا مگر کیسا علم طب: اُسے یہ دھن تھی کہ میں ناک لکھنے

والوں میں نام پیدا کروں . نتیجہ یہ ہوا کہ جب تک نائبر کا تھیٹر زندہ رہا اُس کا تقریباً تمام وقت نانک اور تماشے ہی میں صرف ہوتا رہا . آخر جب سنہ ۱۷۴۸ میں نانک کی کسنی کے ثوت جانے سے لائٹسیگ میں لیسنگ کی دلچسپی کا سامان بھی ختم ہو گیا . سو وہ وہاں سے وٹن برگ گیا؛ اور وہاں سے برلن پہنچا یہاں اُس کے دوست میلیوس نے اُسے اخبار نویسی میں لگا دیا . چنانچہ وہ اسے اسی علمی ذریعہ معاش کے بل پر تین سال تک وہاں مقیم رہا . وہیں رہ کر اُس نے رولن * کی تاریخ کا ترجمہ کیا ، چند نانک لکھے (جو اُس کے شروع شروع کے نانکوں میں سے بہترین شمار کئے جاتے ہیں) اور میلیوس کی شرکت میں ایک رسالہ شائع کرنا شروع کیا جس میں نانک اور اُس کے متعلقات سے بحث ہوتی تھی . مگر یہ رسالہ جلد ہی بند ہو گیا . سنہ ۱۷۵۱ میں اُسے فوس گزت † میں نقاد کا عہدہ ملا . اس حیثیت میں اُسے چند اعلیٰ درجے کی جرمن

اور فرانسیسی علمی کتب کے دیکھنے کا اتفاق ہوا . اسی زمانے میں اور ان ہی اسباب کی بدولت اُسے ولتر * اور اُس کے خیالات سے واقف ہونے کا بھی موقع ملا . مگر اُس کا باپ اُس کی اس طرز زندگی سے خوش نہ تھا ؛ اور ابھی ایک سال بھی پورا نہ ہوا تھا کہ لیسنگ کو وتن برگ جاکر تعلیم کی تکمیل کا حکم ہو گیا چنانچہ وہ با دل ناخواستہ سال کے آخری حصے میں دوبارہ وتن برگ کو روانہ ہوا . اس مرتبہ وہ وہاں ایک سال کے قریب رہا ، اور ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد برلن کو واپس ہوا . اِس کے بعد کے تین سال اُس کی زندگی کا نہایت مصروف زمانہ ہے . پہلے اُس نے کتب فروشوں کے لئے بہت سی کتابوں کے ترجمے کئے . پھر کچھ عرصہ تک ناتک کے متعلق ایک رسالہ نکالتا رہا ؛ اور غالباً اسی دوران میں اُسے جرمن اور لاطینی اشعار کا ایک مجموعہ شایع کیا . ان اشعار کے تخیل کی بلندی اس کے ادب کے حسن اور موسیقیت کے سحر نے نفاذان فن کو

اپنا مسخر کر لیا۔ جرمن طالب علم نو ان ہی اشعار کی وجہ سے آج تک لیسنگ کے گرویدہ ہیں۔ دیباے ادب میں اتنی شہرت حاصل کر کے وہ ایک مربہ پھر فوس گزٹ میں نقاد کے عہدے پر مامور ہوا، اور اس مرتبہ اس نے چند نہایت جید علمی مضامین لکھے۔ اُن کی ضخامت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اُس نے ان میں سے جیدہ جیدہ مضامین اور اشعار کو چھ جلدوں میں شایع کیا، اور علماء وقت کے گروہ میں ایک بلند رتبہ اور قابل فخر مقام حاصل کر لیا اسی مجموعے میں اُس کے خطوط کا ایک سلسلہ بھی ہے۔ جرمن ادبیات میں اس طرز و انداز اور اس آزادانہ صراحت کے ساتھ علمی مضامین پر بحث کی گئی۔ ان دنوں کی تصانیف میں ایک اور اہم چیز اُس کے وہ مضامین ہیں جن کا مجموعی نام 'دو نجات' ہے، اور جن کا مقصد یہ تھا کہ ہوریس† شاعر کو اُس کے بد زبان نقادوں کے

اُس بیجا اعتراض اور ایراد سے بچایا جائے کہ وہ شہوت پرست اور بزدل تھا۔ اُس کے علاوہ ایک اور مجموعے میں عیسائی مذہب کے متعلق مضامین ہیں۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اُن ہی میں سے ایک پرورد مضمون میں لیسنگ حضرت رسول عربی (صلعم) پر اعتقاد و ایمان کا اظہار اور اسلام کی حمایت کرنا ہے۔ اسی میں تین تازہ ناک ”آزاد خیال“ — ”یہود“ + اور ”عورتوں کا دشمن“ ‡ بھی شامل تھے، جو اُس وقت کے بزمیہ ناکوں میں بہترین سمجھے گئے ہیں۔ اُن ناکوں کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف پر فرانسیسی بزمیہ کا رنگ غالب ہے۔ سنہ ۱۷۵۵ میں ایک اور ناک ”مس سارہ سمپسن“ § شایع ہوا۔ گو اُس میں سقم ہے، لیکن اُس ناک نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ اُس زمانے کے جرمن مصنفوں پر یہ ثابت کر دیا کہ ایک آلمیہ ناک کے لئے صرف ”بڑے

Der Friedenkei ~

Die Juden †

Der Misogyn ‡

Miss Sara Simpson §

بڑے آدمیوں “ کی حیات ہی سے نہیں ، بلکہ معمولی ہستیوں کے واقعات زندگی سے بھی بڑے بڑے وقائع اور حوادث اخذ کئے جا سکتے ہیں سنہ ۱۷۵۵ کے آخری زمانے میں ایک مرنہ بھر اُس نے برلن کو خیرباد کہ کر لائبتسیگ کا راستہ لیا اور وہاں پنہیچ کر اُس نے اپنے دوست موس مندل سون * کی شرکت میں ” بوب ما بعد الطبیعیات کے عالم کی حیثیت میں “ † کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ، جس میں یہ ثابت کیا کہ ایک شاعر اور ایک فلسفی میں صحیح طور پر مقابلہ اور موازنہ نہیں ہو سکتا

سنہ ۱۷۵۶ کے موسم سرما میں وہ برلن کے ایک سوداگر کے ہمراہ انگلستان کی سیاحت کے لئے روانہ ہوا . لیکن ” جنگ ہفت سالہ “ نے اُسے امستردام سے آگے نہ بڑھنے دیا ناچار اُسے لائبتسیگ کو واپس ہونا پڑا . ان ایام میں اُس نے چند انگریزی کتابوں کا ترجمہ کیا . کچھ عرصے

(ی ب)

کے بعد حالات کچھ ایسے بدلے کم لیسنگ کو بھر
برلن واپس جانا پڑا .

برلن کی اس تیسری اقامت کے دوران میں
اُس نے اُنے منفیدی ”خطوط علمی“ * شایع کرکے
علمی دنیا میں اور زیادہ شہرت حاصل کی اُن
”خطوط“ کا زور بیان ، صحت خیال اور جدت
آفرینی آج بھی ویسی ہی تازہ ہے جیسی کے
اُس زمانے میں تھی . سنہ ۱۷۵۹ میں اُس کا ایک
المیہ ناولک فلوسس † ، حند اور قصے اور حکایات
شایع ہوئے اُن ہی کے ساتھ ساتھ اُس نے حکایات
دزم اور ناولک پر نہایت پر زور بحث اور تنقید کی
ہے . تنقید کی حیثیت سے یہ قصے اُس کی
بہترین تحریروں میں شمار ہونے ہیں ، اور اخلاقی
نتائج پیدا کرنے میں وہ جرمن زبان سے تمام
اخلاقی قصوں پر فائق ہیں اصل یہ ہے کہ یہ
فوقیت محض مصنف کے پر زور الفاظ اور برجستہ
طرح ادا نے پیدا کی ہے .

سنہ ۱۷۶۰ میں اُنے مسلسل علمی شغلیں سر
 گھبرا کر محض تبدیل افکار کے خیال سے وہ برسلاؤ
 گیا ۔ جہاں اُسے جرنیل ساؤانتسائن † (برشیا کی افواج کے
 سبہ سالار اور گورنر) کی معتمدی کا عہدہ مل گیا ۔
 تقریباً پانچ سال کے بعد ۱۷۶۵ میں وہ اُس عہدہ
 سے مستعفی ہوا ۔ اور کامنٹس میں اُنے مملوک
 الکال والدین سے ملتا اور لائٹسیگ ہوتا ہوا پھر
 برلن پہنچا ۔ سنہ ۱۷۶۶ میں اُس کی رہبر دست
 کتاب ” لؤگون “ ‡ اور سنہ ۱۷۶۷ میں مشہور ناول
 ” منا فون بارن ہلم “ § شائع ہوئے ۔ اسی سال
 (۱۷۶۷) میں وہ هامبورگ || پہنچا اور اپنے ایک
 دوست * بودے ¶ کی شرکت میں ایک تھیٹر اور ایک
 مطبع قائم کیا ، جن سے اُس کی آئندہ زندگی کی
 بہت سی امیدیں وابستہ تھیں ۔ مگر یہ تھیٹر نے

Breslau ~

Tauenzeln †

Laocoon ‡

Minna von Barnhelm §

Hamburg ||

Bode ¶

اس سے وفا کی ، نہ مطلع نے ساہم دیا : دونوں
 ہی اُس کے سر پر قرض کا بار عظیم ڈال کے
 ختم ہو گئے . هامبورگ کے قیام میں بھی اُس
 کا قلم بند نہیں رہا . چنانچہ اُس کی کتاب
 ” ناک کے اصول “ * ان ہی دنوں کی تصنیف
 ہے . اس کتاب میں هامبورگ کے نہایت کے پیش
 کئے ہوئے ناکوں کی تنقید ہے اُس نے سب سے
 بڑا کام یہ کیا کہ جرمنی کے ناک لکھنے والوں
 کو ہمیشہ کے لئے فرانسیسی المیہ ناکوں کی
 غلامی سے آزاد کر کے یونان اور انگلستان — بالخصوص
 شیکسپیر — کے حقیقی معجز نما المیہ طرز کی
 طرف پھیر دیا .

سنہ ۱۷۷۰ میں لیسنگ نے ولفن بوٹٹل † کے
 کتب خانے میں ناظم کا عہدہ حاصل کیا ، اور
 زندگی کا باقی حصہ اسی حال میں بسر کر دینے
 کا تہیہ کر لیا . مگر هامبورگ کے زمانے کے قرض ،
 احباب کے فراق اور صحت کے ضعف سے وہ روز

بروز زیادہ مضحکہ خیز ، یریشان اور بددل رہنے لگا۔ آخر کار ان تکلیفوں سے تنگ آ کر وہ سنہ ۱۷۷۵ میں تفریح طبع کے خیال سے گھر سے نکلا اور کامل نو مہینے تک اٹلی میں سیر و سیاحت کرتا رہا۔ سنہ ۱۷۷۶ میں اُس نے ہامبورگ کے ایک سوداگر کی بیوہ ایوا کینیگ* سے نکاح کیا۔ مگر اُس نے دو ہی سال کے بعد اُسے ہمیتہ کے لئے داغ معارفیت دیا

ان مصیبتوں کے زمانے میں بھی اُس نے دنیا گو اپنے علمی جواہر باری سے مالا مال کئے رکھا : خصوصاً دینبات کے متعلق حند نہایت برزور مضامین شایع کئے سنہ ۱۷۷۲ میں اُس کا ”ایمیلیا گالوتی“ + نامی المیہ ناک نکلا ، جو اپنی سلاست ، روانی اور زور کے سبب سے بہت مشہور ہے۔ مزید برآں اُس نے وُلَن بوئتل کے کتب خانے سے کما حقہ فائدہ اُٹھایا اور سنہ ۱۷۷۳ میں اُس

کئی تفسیروں کا ایک مجموعہ 'د تاریخ و ادبیات' * کے نام سے شایع ہوا شروع ہوا ' اور سنہ ۱۷۷۸ تک جاری رہا اس کے بعد متعدد مضامین اور خطوط مکملے ' جن کا خاص موضوع عیسائی دینبات کی تشریح اور تنقید تھا سنہ ۱۷۷۸ اور ۱۷۷۹ کا سب سے بڑا کارنامہ 'د دانشمند ناس' ہے ' جس کا ترجمہ فی الحال ہمارا مقصد ہے . اس کے بعد سنہ ۱۷۸۰ میں 'د تربیت انسان' ‡ شایع ہوئی ' جس کا پہلا حصہ ہامبورگ کے مجموعے میں سنہ ۱۷۷۷ ہی میں نکل چکا تھا . مصریں کی راے ہے کہ یہ لیسنگ کی آخری بہترین تصنیف بھی اس کا خلاصہ ان اصول کی صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ (۱) ہر ایک بڑے دین نے انسان کی روحانیت کی بلندی اور ارتقاء میں برابر کا حصہ لیا ہے ' (۲) تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ ترقی کے خاص خاص قانون ہیں . جن کے مطابق وہ رونما ہوتی ہے . اور یہ ضروری ہے کہ دنیا اُنے مقصد کے

Zur Geschichte und Literatur *

Nathander Weise †

Die Erziehung des Menschengeschlechts ‡

حاصل کرنے کے دوران میں کبھی کبھی تنزل بھی کیا کرے !

لیسنگ کے آخری دنوں کی ایک اور قابل قدر تصنیف 'دہ آرנסٹ اور فالک' * (سنہ ۱۷۷۷ تا ۱۷۸۰) گو بظاہر تحریک فری میسن کے متعلق ہے ، مگر حقیقت میں مذہبی عصب اور تنگ نظری کے لئے ایک سخت ہاریانہ ہے سنہ ۱۷۸۰ میں دماغی مشغلوں کی کدورت اور طرح طرح کے فکروں نے اُس کی صحت کو کچھ ایسا بگاڑا کہ رفتہ رفتہ تھوڑی سی علالت کے بعد اُس نے سنہ ۱۷۸۱ عیسوی میں ۲۲ جنوری کو برونزوک † میں انتقال کیا . کان الہ لہ .

لیسنگ میانہ قد ، مضبوط و بوانا ، بظاہر ترش مگر حقیقت میں حلیم ، منصر ، نقاد ، فلسفی ، ڈراما نویس اور عالم دینیات شخص تھا . وہ اُنہی نے باکی ' بے خوفی ' پاک نفسی ' آزاد منشی اور صدقہ بین میں لوتھر سے کچھ کم نہ تھا ایک

ایسے زمانے میں ، کہ جب ہر اہل قلم نے اپنی اپنی الگ جماعت قائم کر رکھی تھی ، یہ شخص بے خوف و خطر اپنے خیالات کی اشاعت میں مصروف تھا ۔ نہ اُسے اپنے خلاف سازش کی پروا تھی ، نہ قبولیت عام کا خبط ۔ اُس کی کامیابی کی ایک واضح اور روشن دلیل یہ ہے کہ اُس کی زندگی ہی میں اُس کے ملک (جرمنی) کے نوجوان مصنف اور اہل علم نے اُس کی پیروی شروع کر دی تھی مشہور جرمن مصنف یعقوبی * اُس کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ وہ اہل دماغ کا بادشاہ ہے ” اُس کی موت پر خود گھوٹتے نے یہ لکھا تھا کہ وہ اُس کی موت سے ہم کو جس قدر بے حد و نہایت نقصان پہنچا ہے ، ہم اُس کا کسی طرح صحیح اندازہ نہیں کر سکتے ” وہ جرمنی کے اُن آئندہ اہل فلم اور اہل دماغ کا پیش رو اور اُن کے خیالات کا حقیقی بانی تھا ، جن کے دم سے جرمنی نے علم و فضل میں افضلیت کا

درجہ حاصل کر لیا ، نقد و فکر اُس کا خاص فن تھا ؛ اور گو اُس نے کبھی اپنے آپ کو کسی خاص فلسفی کے پیروں میں شمار نہیں کیا تاہم جس خوبی اور کمال سے اُس نے فن تنقید کو نبھا ، علم و حکمت میں اُس کے اصول قائم کئے ، اور فنون لطیفہ ، شعر ، ناک ، اور مذہب پر جس انداز سے اُس نے بحث کی ، سچ یہ ہے کہ وہ اُسی کا حصہ ہیں ۔ گو آج اُن خیالات اور حالات کی عمومیت کے لحاظ سے ، وہ جدت نہ رکھتے ہوں : لیکن اُس کی حیات میں وہ یقیناً سب پر فائق اور افضل ثابت ہو چکے ہیں ۔ بے تعصب نگاہ سے دیکھا جائے تو آج بھی اُن کی لطافت اور تازگی اُسی طرح باقی ہے جیسے اُس زمانہ میں تھی

طرز تحریر کے لحاظ سے لیسنگ بر اعظم یورپ کے بہترین اور بر ترین مصنفوں میں شمار طرز تحریر ہوتا ہے ۔ اس کے فنون کی ساخت سلیس ، صاف اور واضح ، دقیقہ رس اور داسخ ہوتی ہے ۔ اپنے بیانات میں وہ دلچسپ (گو بعض وقت دور از کار) تلیکوں اور فطری تصویروں کے

حسن سے ، بڑھنے والوں کے دماغ کو ترو تارہ اور اُن کی توجہ کو جذب کئے رکھتا ہے ۔ جیہوئے جیہوئے حتکلوں سے تحریر میں لطافت اور نزاکت پیدا کر دیتا ہے ۔ بعض موفعوں پر اُس طرح طلسم بندی کرتا ہے کہ بڑھنے والے کو شبہ ہونے لگتا ہے کہ مصنف اصلی مضمون اور مقصد سے بہتک گیا ہے ، حالانکہ حذر ہی لمحوں کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ معاملہ اُس کے برعکس ہے ۔ انگلستان کے زبردست ادیب اور مبصر کارلائل کی لیسنگ کے متعلق یہ رائے تھی کہ ، ایک شاعر ، نقاد ، فلسفی اور مقرر کی حیثیت سے سلفیہ کی تحریر کا انداز انگریزوں کے حال اور مزاج کے لئے نہایت مناسب ہے وہ موجدِ بدن ، جادو نگار اور فصیح گو ہے ، بالکل خاموشی سے گفتگو کرتا ہے اُس کے فقرات میں نہ کسی طرح کا اشتعال ہے نہ اختلاف ہے اُن میں محاورہ بورے کمال کہ ساتھ نگینہ کی طرح جزا ہوتا ہے ، بجا موشگافی کا نام تک نہیں ہوتا

اُس کی تحریر پرورد ، آئینے کی طرح صاف شفاف اور معنی خیر ہوتی ہے ” مختصر یہ کہ لیسنگ ایک جادو رقم ، نازک خیال اور سرور آفرین مصنف ہے ۔

علوم و فنون کی مستقل اور بایںذہ ترقی کے لئے منجملہ اور اسباب و ذرائع کے جرمن ڈراما سب سے بڑا معاون سبب اور ذریعہ اور لیسنگ ملک کی حکومت اور ارباب حکومت کے وجود میں مضمحل ہونا ہے اُس زمانے تک خود شاہاں جرمنی کا یہ حال تھا کہ اُن کو بجائے اُس کے کہ اپنی ملکی فائیکوں سے لگاؤ ہوتا ، وہ اٹلی کے فائیکوں اور نمائشوں پر جان دیتے تھے ۔ اِس لئے وہ عموماً اُن ہی کی سرپرستی کرنے اور وہیں کے ایکٹروں کو سرفراز کرتے تھے ۔ ملک کے باشندوں کے حال اور مذاق کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ وہ اٹلی کے کس قدر دلدادہ نہ ہونگے ! حالانکہ خود اٹلی کے بڑے بڑے مستحق ایکٹر ایک بھانڈا یا نقال سے زیادہ حیثیت نہ رکھتے تھے ، مگر اُنے خود ساختہ ، بھوندے اور بھدے تماشوں سے کسی نہ کسی

طرح اپنے تماشائیوں کو خوش کرنے اور خوش رکھنے میں کامیاب ہو جاتے تھے اُن سب میں بہترین شخص ولتن † سمجھا جاتا ہے ، جس نے اپنے معمولی ناکوں میں فرانس کے بردست ڈراما نویس مولیر ‡ کے ناکوں کے بعض حصے نہایت خوبی سے شامل کر رکھے تھے . ممکن ہے کہ یہی شخص جرمنی میں فرانس کے ناکوں کی مقبولیت کا سبب ہوا ہو ؛ کیونکہ بہت عرصے تک جرمن ناک بر فرانس کا رنگ خصوصیت کے ساتھ غالب رہا ہے . جنانچہ سترھویں صدی تک جرمن ناک میں خود جرمنی کے ادبیات کی خصوصی اور شخصی کیفیت کا شائد تک نہ تھا اور شاید یہی وجہ تھی کہ اُس زمانے کے کلیسائی اُسے اس قدر حقیر اور ناگوار سمجھتے تھے کہ اُنہوں نے اُسے ممنوع اور حرام تک قرار دے رکھا تھا

ولتن کے بعد وی لاند ‡ اور کلوبشتوک § سے

Velthen >

Mohere †

Wieland ‡

Klostock §

(کج)

حرمن ناتک کے صحیح زمانے کا آغاز ہوتا ہے۔ گو لیسنگ ان ہی کے فوراً بعد کا شخص ہے، لیکن ان دونوں میں بھی قدامت کا جو رنگ پایا جاتا ہے اُس سے وہ بہت دور ہے حق یہ ہے کہ گوئتے سے قبل کے مساهیر میں صرف یہی ایک شخص ہے جس کی تحریریں اہل جرمنی آج بھی اُنہ خیالات سے قریب اور اینی ضروریات کے لئے مناسب پاتے ہیں۔

لیسنگ کے تخیل کی کارمائی کا بہترین اندازہ اُس کے ناکوں سے ہی ہوتا ہے۔ ان میں اُس کے ناک ”منا فون برنہلم“ * ”ایمیلیا گالوتی“ † اور ”ناتان در وائزے“ ‡ خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔ اُس کے ناکوں کے افراد کی صاف اور واضح تصویریں، کیفیتوں کا باقاعدہ اور فطری سلسلہ، اور تقریروں کی وضاحت، نازگی، روانی اور دلکش تسلسل ایسے امور ہیں کہ اُن کی بدولت اُسے اگر

Minne von Bernhelm *

Emilia Galotti †

Nathan der Weise ‡

تسام دنیا کے نہیں تو کم از کم جرمنی کے بہترین
 ناک لکھنے والوں کی اول صف میں ضرور جگہ
 دینی چاہئے۔ ایک طرف تو اُس کی سخت
 مگر بجائے معقول اور برزور تنقیدیں، دوسری طرف
 اُس کے یہ ناک — ان سب نے مل کر لوگوں کے
 دماغوں کو ایک صحیح اصول کی طرف پھیر دیا،
 اور ڈراما نویسوں کو اتلی اور فرانس کی تخیلی
 غلامی سے آزاد کر دیا

ذائقہ

لیسنک کا ناکہ "دانسند ناتن" جسے ہم
اوراق ما بعد میں "ناتن" کے نام سے ہدیہ
ناظرین کر رہے ہیں۔ سنہ ۱۷۷۹ کے اوائل میں
شائع ہوا تھا گو اُنے وقت اشاعت سے بہت
پہلے اُس کا خاکہ مصنت کے ذہن میں موجود
تھا۔ اور سنہ ۱۷۷۶ میں وہ اُس کے خاکے اور
مضمون پر اُنے چند احباب سے نکت اور مسودہ
بھی کر چکا تھا: مگر چند امور ایسے بیس اُٹے کہ
یہ سنہ ۱۷۷۹ سے پہلے شائع نہ ہو سکا۔

اس کتاب کی اشاعت سے کم و بیش دس
سال بیشتر سے لیسنک مذہبی مباحث میں نہایت
سرگرمی سے حصہ لے رہا تھا ان مباحث
میں اُس نے متعدد یرزور رسائل لکھے، جو
Wolfenbuttel Fragments کے نام شائع ہوئے۔
یہ رسائل اُس کی مکمل ترین اور بہترین تصانیف
میں سے چند ہیں، اور اہل مغرب کے مذہبی

(کو)

خیالات اور عوائد کے ارتقاء میں اُنہوں نے بہت کچھ مدد دی ہے ان رسالوں میں اُس نے عیسائی مذہب کے خصوصی مسئلوں سے شروع کر کے رفتہ رفتہ مذہب پر ایک عمومی نظر ڈالی ہے ۔ اور نہایت وسعت نظر سے مذہبوں کا مقابلہ اور موازنہ کر کے زوردار دلائل اور اقوال سے نہایت راسخ طور پر یہ امور ثابت اور قائم کئے ہیں کہ :

(۱) روحانی زندگی میں موت حاسہ سے زیادہ کام لینا چاہئے ۔ آدمی کو کسی طرح یہ ضرور محسوس کرنا چاہئے کہ روح کا وجود ہے ۔ انسانوں کے باہمی روحانی تعلقات کی کیفیتوں کو اسی حس کے ذریعے سے سمجھنا چاہئے ظاہری حالات ، واقعات یا اقوال کی بناء پر اس کا اندازہ کرنا صحیح نہیں ہے ۔ جب تک ایسا نہ کیا جائیگا ، تب تک نہ تو وہ دل دا بہ دل دھی است ” کا مفہوم سمجھ میں آ سکیگا ، اور نہ اس کی صداقت کا یقین ہو سکیگا

(۲) یہ ممکن ہے کہ کوئی مذہب بالکل کامل طور پر ، یا ہر ایک زمانے کے لئے سجا

اور مناسب ثابت نہ ہو سکے ؛ لیکن یہ بہت ممکن ہے کہ وہی مذہب کم از کم ایک خاص زمانے اور مدت کے لئے کسی قوم اور ملک کی ضروریات کے واسطے صحیح ، کافی اور مناسب ثابت ہو . لہذا یہ بالکل غلط اور نامناسب امر ہے کہ اُس مذہب کو سرے ہی سے غلط اور بیکار سمجھ لیا جائے ایسی رائے قائم کرنے سے پہلے ، جس قوم نے اُس مذہب کو اختیار کیا ہو اُس کے ملک اور وطن (اور خصوصاً اُس مذہب کے شیوع اور عروج کے زمانے) کے حالات کا غور سے مطالعہ کرنا اور ان کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے .

(۳) اس میں شک نہیں کہ دنیا کی عام تاریخ اور تاریخ مذہب میں ہم کو ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن میں ایک (مذہبی) عمل کے رد عمل سے بہت کچھ فتنہ و فساد برپا ہوا ہے لیکن تاریخ ہی کے مطالعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسان آہستہ آہستہ ایک ایسی عالمگیر تحریک کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے جس میں عام اخلاقی اور ذہنی ترقی پوشیدہ ہے ؛ اور وہ

(ک)

اُسے ایک دن حاصل کر کے رہتا ہے ۔ اس لئے ایک دوسرے کی عیب گیری کرنے کی جگہ بہتر یہ ہے کہ ہم اس تحریک کی ترقی میں ایک دوسرے کی ایسی مدد کریں کہ وہ خوش آئند اور مبارک وقت جلدی ہی آجائے کہ جب صرف ایک ملک ہی نہیں بلکہ کل روے زمین کے انسان ایک زبردست برادری کے افراد بن جائیں گے !

(۴) خونس خلقي ، شرافت ، بزرگی کسی خاص قوم یا کسی خاص مذہب والوں کا حصہ نہیں ہے ، بلکہ ہر دین ، ہر مذہب ، ہر عقیدے کے لوگوں میں یہ خوبیاں موجود ہو سکتی ہیں ، اور حقیقت میں ہوتی بھی ہیں ۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں کسی خاص مذہب یا عقیدے کے پیرو کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسرے مذہب یا عقیدے کے پیرو کو ان خوبیوں سے خالی سمجھ کر اُس پر بے جا سختی کرے یا اُس سے نفرت روا رکھے ۔ بلکہ ہر فرد اور ہر قوم کو چاہئے کہ ہر دوسرے فرد اور ہر دوسری قوم کے عقیدے اور مذہب کے لوگوں کے ساتھ رواداری برتے اور اُسے صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش کرے ، تاکہ

آپس کی عطا فہمی دور ہو جائے ، اختلاف کی جزو کٹ جائے اور سب کے دل مل کے ایک ہو جائیں .

منجملہ ان چاروں امور کے یہی آخری امر ۲۲ دانشمند باتن ۲۳ میں سب سے زیادہ اور اُس درجہ نمایاں ہے کہ اکثر اہل راے ناظرین اُس کی صرف اسی ایک صداقت سے ایسے مسحور ہو گئے ہیں کہ وہ تمام خوبیاں اور لطافتیں جو لیسنگ نے اُس ناک میں پیدا کی ہیں اُن کی نگاہ سے اوجھل ہو گئیں اور اندر کوئی اندر باقی رہ گیا تو ان ہی مذکورہ بالا یا اُن میں سے آخری امر کی صداقت کا اسی بناء پر مجھے یقین ہے کہ میرے ملک کے ناظرین پر بھی یہی کیفیت طاری ہوگی اور اُن کے دلوں میں بھی یہی آخری تصویر پوری طرح جاگزیں ہو جائیگی میں نے اسی خیال ، بلکہ یقین ، کو مدنظر رکھ کر اُس ترجمہ کی زحمت اُٹھائی ہے اگر میرے اہل وطن پر اُس ناک کا یہی اثر نہ ہوا ، تو مجھے حسرت دہبگی کہ میری محنت رائگاں گئی .

میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ بعض لوگ

۱۱ دانشمند ناسن کو لیسنگ جیسے مصنف کا شاہ کار نہیں کہہ سکتے مگر انصاف کو نہیں جھوڑا جاسکتا۔ میں، اور میں کیا ہر صاحب نظر، اس کو محسوس کرے گا کہ ممکن ہے کہ اس میں کچھ کمزوریاں ہوں، اور غالباً اس کو اسٹیج پر پیش کرنے میں دقتیں پیش آئیں: باوجود اس کے اس میں ہرگز مبالغہ نہیں ہے کہ یہ ناک جس مقصد سے لکھا گیا ہے اس میں مصنف کو نہایت خوبی سے قابل رشک کامیابی ہوئی ہے۔ اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ یہ ناک یورپ کے اٹھارویں صدی کے بہترین اور کامیاب ترین ناکوں میں سے ہے۔ صرف ایک ناسن یہودی ہی کی شخصیت پر غور کر کے دیکھئے کہ مصنف نے کس خوبی اور لطف کے ساتھ اس بدنام قوم کے ایک فرد کو فطرت کے عظیم الشان اصول کا نمونہ بنا کر دکھایا ہے، اور بتایا ہے کہ انسان کو محض چند مذہبی مسائل کی زنجیروں میں نہ حکم جانا چاہئے، بلکہ ایک بے غرض، بے لوث، بے لگاؤ، آزاد انسانیت کی خصوصیتوں کو اپنے آپ میں پیدا کرنا چاہئے؛ کیونکہ آزادی کے

ساتھ پاک نفسی . بے باک صداقت بے لوث محبت
 ہی نہ صرف انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے ،
 بلکہ یہی خوبیاں انسانیت کی جان ، انسانیت کا
 جوہر ہیں اور ان ہی سے انسان کی برادری کی
 اصلی شان نکل اور نکھر کر فطرت کی وحدت کا
 مقصد دورا کر سی ہے . اس ناک کے ہر فرد کی
 کینیت بیان کی جائے تو بہت طویل ہو جائیگا ،
 مختصر یہ کہ اگر دوسرے افراد کو بھی دیکھئے
 تو معلوم ہوگا کہ مصنف کے سحر طرار قلم نے ان
 میں کیا کیا جوہر پیدا کئے ہیں . ایک دفعہ
 ہمیں بار بار ایسی عداوتیں اور تقریریں آپ کی
 نظر سے گزری ہیں ، جو آب کے دماغ اور ذہن پر
 قابض اور حاوی ہو جاتی ہیں ، اور آپ کو تسلیم
 کرنا پڑتا ہے کہ اُن میں سے ہر ایک میں ایک
 گہرائی اور فطری پہنائی موجود ہے . جو شخص
 خود فطرت سلیم نہ رکھتا ہو وہ صحیح فطرت انسانی
 کو نہیں سمجھ سکتا ، اور جو اُس کو نہ سمجھے
 وہ اچھا ناک لکھنے والا نہیں ہو سکتا : اور جو
 شخص واقعی جادو نگار نہ ہو اُس سے یہ سحر کاری
 نہیں ہو سکتی کسی معمولی صاحب قلم کے

بس کا تو یہ درگ ہرگز نہیں ہے !

یہ بھی صحیح ہے کہ جو شہرت اور قبولیت اس نانک کو بعد میں حاصل ہوئی وہ اس کے شایع ہونے اور استیج پر پیش کئے جانے کے وقت نہیں ہوئی . اس کے دو سبب بتائے جانے ہیں . ایک سبب یہ تھا کہ اس کے شایع ہونے سے پہلے لیسنگ عیسائیت کی تنگ نظری کے خلاف خصوصاً اور مذہبی رواداری کی حمایت میں عموماً کئی پرزور مضامین لکھ چکا تھا ، جن کی وجہ سے اُس وقت کے اکثر عیسائی عالم (اور اُن کے اثر سے عام لوگ) اُس کے خلاف ہو گئے تھے لیسنگ کی تنقید اور جرح سے لوگوں کو اُس سے نفرت ہو گئی تھی ، اور اُس سے دُرتے بھی تھے . لیکن یہ شیر مرد ، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ خود لوتھر بھی بے باکی اور آزادی میں اُس کے سامنے گرد تھا ، اُسی طرح اپنی رائے پر قائم رہا اور بالکل بے خوف ہو کر اُس کا اظہار کرتا رہا . ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں جس استیج پر ” داسسند ناتن “ جیسا مذہبی رواداری کا سبق دیا جا رہا ہو شروع شروع میں اُس کی طرف رخ کرنے کی

(لِم)

کس کو ہمت ہو سکتی تھی . دوسرا سب یہ تھا کہ ابتدا میں جو ایکٹر اس ناک کو کرتے اور دکھاتے تھے . وہ چونکہ اس کے فلسفیانہ خیالات اور اُن کے مفہوم اور مقصد کو نہیں سمجھتے تھے اس لئے وہ اپنے لہجے . طرز اور حرکت کے ذریعے سے لوگوں پر وہ اثر نہیں پیدا کر سکے جو حقیقت میں اُس سے مدنظر تھا اُس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ گل تماشا لوگوں کو بے لطف اور بے معنی معلوم ہوتا تھا . اور وہ جلدی سے اُکتا جاتے تھے لیکن آفتاب کی آب و تاب کبھی چہبا نہیں کرتی . کچھ عرصے کے بعد جب اُس کی صحیح رائیں لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئیں اور ایکٹر بھی ایسے پیدا ہونے لگے جو حقیقت میں صاحب کمال اور مہر فن تھے اور جن کی ایک ایک حرکت اور ادا فطرت کا آئینہ ہوتی تھی ، تو ”ناتن“ کے جوہر گہلے اور اسے ایسا قبول عام ، ایسی شہرت اور اس قدر ہر دل عزیز حاصل ہوئی کہ اُس وقت سے آج تک جرمن قوم اس کی دلدادہ اور مسحور اور اُس پر فریفتہ اور مفتون ہے !

لیسنگ کا طرزِ تحریر بہت سادہ ہے ؛ ”ناتن“

میں نو اُس نے جس زبان کا استعمال کیا ہے وہ بالکل صاف ، شستہ ، بامحاورہ (جرمن) ہے . شروع سے آخر تک نہایت سادگی کے ساتھ روز مرہ میں اُنکا مطلب ادا کیا ہے . شکوہ الفاظ اور طمطراق نام کو نہیں ، تعفید اور گنجملک کا تو کیا ذکر ہے . یہی وجہ ہے کہ اُس نے خاص و عام سب کے دلوں کو بکساں مسخر کر لیا میں نے یہ کوشش کی ہے کہ لیسنگ کی خوبی اور شان اُردو تکبر میں باقی رہے ، گو اُس کا سا اثر پیدا کرنا میرے مان کا نہیں . اتنا ضرور ہے کہ اگر لباس کی تبدیلی سے دل و دماغ نہیں بدلتے تو زبان کی تبدیلی سے اثر کیوں بدلیگا . لیسنگ کی روح بہر حال کارفرما دھینگے جس شخص کی تحریر ایک مرتبہ تمام یورپ کی کایا بابت چکی ہے ، اُس کا زور اور اُس کا اثر جوں کا توں باقی ہے . اگر یورپ میں ایسے دل موجود تھے جنہوں نے خوبیوں کو اخذ کیا ، تو میرے وطن میں بھی چشم بینا کی کمی نہیں وہاں اگر قرونِ مطلقہ کا اثر باقی تھا تو یہاں بھی چند روز سے دلوں پر ایک بردہ پڑ گیا ہے — غنیمت

ہے کہ وہ باریک ہے ! وہاں اگر ایک اکیلے لیسنگ کی روح کی روشنی سے تاریکی رفع ہوئی اور گھومتے ، شلر * اور کانت + جیسے جرمنی کے مایہ ناز فرزندوں کے لئے راستہ صاف ہو گیا ، تو کیا میرے وطن کے مایہ صدفخر رشتیوں اور مٹنیوں کی ارواح کے ساتھ لیسنگ کی روح مل کر میرے ملک کے سچے سیوتوں کو اُس بلند مقام تک نہ پہنچا دیگی جہاں سے بیٹھ کر اُنہوں نے دیکھ اور یالیا تھا کہ انسانی جذبات میں بدترین چیز صد اور عصب ہے ؟ اُسی بلندی پر تو بیٹھ کر اُنہوں نے عہد کیا تھا کہ وہ بھارت ورش کو فضائل انسانی سے معمور کر دیں گے . گھٹائیں چھت رہی ہیں : روشنی نظز آ رہی ہے . وہ وقت دور نہیں ہے کہ لیسنگ جیسے مسہکا نفس گی برکت سے آفتاب اپنی سوری تابش کے ساتھ جلوہ گر ہو جائے . آمیں !

”ناتن“ کے اشخاص

سلطان صلاح الدین ایوبی .

شاہزادی ستہ : سلطان کی بہن

ناتن . یروشلیم کا ایک مالدار یہودی .

ریشع . ناتن کی لے یالک بیٹی .

دایہ . ایک عیسائی عورت جو ناتن کے گھر میں رہتی ہے ،
اور ریشع کی محافظ ہے .

ایک نوجوان نائٹ تمپلر .

حاقی . ایک مسلمان درویش .

یروشلیم کا بطریق .

یروشلیم کے ایک خانقاہ کا بادر راہب

سلطان صلاح الدین کا ایک امیر .

سلطان کے خادم .

اس ناک کے نظاروں کی جائے وقوع یروشلیم ہے .

ناتن

پہلا ایکٹ

پہلا سین : ناتن کے مکان کا دیوان خانہ ۔

[ناتن ابھی سفر سے واپس آیا ہے ۔ دایہ اُس سے ملتی ہے ۔]

دایہ

اُھا، یہ تو وہ ہے ! ارے یہ تو ناتن ہے !!

[ناتن سے]

شکر ہے خدا کا کہ آخر اُس نے تمہیں ہم تک
پنہچا ہی دیا ۔

ناتن

ہاں دایہ ، سچ ہے ، خدا کا شکر کرو۔ مگر یہ
تم نے ”آخر“ کیوں کہا ؟ کیا تمہارا یہ مطلب

ہے کم میں اس سے پہلے آنا چاہتا تھا یا آ سکتا تھا؟ یہ سمجھو کم جس راستے سے مجھے دائیں بائیں پھیر کھاکے آنا پڑا ہے، اُس مسافت کے لحاظ سے بابل، یروشلم سے بورے دو سو میل ہے۔ اور قرضوں کا وصول کرنا کچھ کھیل تو ہے نہیں کم کوئی سوداگر جلدی جلدی یہ کام کر لے، یہ کوئی ہتھیلی پر سرسوں جمانا بھڑا ہی ہے؟

دایہ

ہے، ہے، ناتن، تم یہاں ہوتے تو ہم پر نہ جانے کیا گزرتی! تمہارے مکان میں —

ناتن

آگ لگ گئی، آیں؟ — یہ تو میں سن چکا ہوں۔ مرضی خدا کی۔ — یہ بد خبری تو میں پہلے ہی سن چکا ہوں۔

دایہ

اُفوہ! وہ تو سارے کا سارا فرش بھی خاک سیاہ ہو جاتا!

فاتن

خیر دایہ ؛ جو ایسا ہوتا تو ہم ایک اور نیا
مکان بنا لیتے ؛ بلکہ اس سے بھی اچھا بناتے ۔
کیوں ؟

دایہ

ہاں ، ٹھیک ہے ۔ بڑی خیریت ہوئی کم ہمارے
ریشع بیچ گئی ۔ بال بال بچی ، نہیں تو راکم کا
دھیر ہی ہوتی ۔

فاتن

راکم کا دھیر ؟ — کون ؟ میری ریشع ؟ ہاے ،
ریشع ! یہ بات تو میں نے نہیں سنی ۔ جو خدا نہ
کرے ایسا ہوتا ، تو بھلا مجھے مکان ہی کی کیا
ضرورت تھی ۔ بال بال بیچ گئی ! — نہیں دایہ ،
دیکھو سچ سچ بتاؤ ۔ نہیں ، وہ ضرور جل گئی ہے ۔
لے بس اب کہ بھی ڈالو ۔ مجھے چاہے مار ڈالو ،
مگر خدا کے لئے تڑپاؤ مت ۔ ہائے وہ ضرور جل کے
خاک ہو چکی ہے !

[سین ۱]

فاتن

[ایکٹ ۱]

دایہ

اور جو ایسا ہوتا بھی ، سو کیا یہ بات تم
بس میرے ہی منہ سے سنتے ؟

فاتن

پھر تم کیوں مجھے صدمہ پر صدمہ دے دھی ہو ؟
آہ ریشع ! میری ریشع !!

دایہ

تمہاری ؟ خاص تمہاری ریشع ؟

فاتن

ہاں ، ہاں . خدا نہ کرے کہ میں اپنی زبان
کو اُسے اپنا بچہ کہنے سے روکوں .

دایہ

مگر تم نے اپنی کسی اور چیز کو بھی اسی
دعوے سے اپنا کہا ہے ؟

فاتن

ہاں ، سچ تو ہے . مگر کسی اور چیز پر میرا
 اتنا حق بھی تو نہیں ہے . جو کچھ بھی میرے
 پاس ہے ، وہ یا تو خدا کی دی ہوئی ہے یا تقدیر
 سے مل گئی ہے . مگر مجھے اپنی نیکیوں کے بدلے
 میں تو صرف ایک وہی (ریشع) انعام میں ملی ہے .

دایہ

فاتن ، تم اپنے احسانوں کی مجھ سے کس قدر
 قیمت دلوا رہے ہو ! جو وہ سب احسان اُسی نیت
 سے تھے ، تو خبر نہیں انہیں احسان کہنا بھی چاہئے
 یا نہیں .

فاتن

”اُسی“ نیت سے ؟ وہ کیا نیت ہے ؟

دایہ

میرا ضمیر —

فاتن

دایہ ، پہلے ذرا تم مجھ سے یہ تو سن لو کہ —

دایہ

میں کہنتی ہوں کہ میرا ضمیر —

ناتن

اچھا! مجھ سے ذرا یہ تو سن لو کہ میں بابل سے تمہارے واسطے کیسی عمدہ سوغاتیوں لایا ہوں۔ دیکھو تو کیسی کیسی نفیس اور لاجواب چیزیں ہیں! میں سچ کہتا ہوں کہ خود ریشع کے لئے بھی میں ایسی اچھی چیزیں نہیں لایا۔

دایہ

ناتن، اب اس سے کیا فائدہ ہے؟ اب میرا ضمیر چپ نہیں رہ سکتا۔

ناتن

میں تو یہ دیکھنے کے لئے بے چین ہوں کہ تم یہ ہنسلی اور چھلا اور گوشوارہ اور مالا بسند کرتی ہو یا نہیں۔ یہ سب چیزیں میں نے دمشق سے گزرتے ہوئے تمہارے لئے خریدی تھیں۔

دایہ

ہاں وہ تو تمہاری عادت ہی ہے کہ مجھ کو نگوڑی
کے اوبر تکفوں پر تکفے لادتے دھتے ہو۔

نائن

میں تمہیں دئے جاتا ہوں، تم لئے حاؤ؛ بولو
مت۔

دایہ

کیا؟ کیا کہا؟ بولو مت؟ — نائن! بھلا
تمہیں کون نہیں جانتا کہ تم فیاضی اور نیکی کی
مُورث ہو؟ بھر بھی —

نائن

ہو آخر یہودی۔ — تم یہی کہنا چاہتی تھیں نہ؟

دایہ

میں جو کہنا چاہتی ہوں وہ تم خود ہی اچھی
طرح جانتے ہو —

ناتن

اچھا بس اب اِس قصہ کو جانے دو .

دایہ

خیر ، تم یہاں جو کچھ کرے ہو وہ خدا کے ہاں ضرور سزا کے قابل ہے . میں نہ اُسے بدل سکتی ہوں ، نہ روک سکتی ہوں . خدا کرے اس کا وبال تمہیں پر توڑے !

ناتن

مجھ ہی پر وبال توڑے ! — اچھا یہ تو بتاؤ کہ وہ ہے کہاں ؟ وہ کہاں گئی ؟ دایہ ، تم نے کہیں مجھے دھوکا تو نہیں دیا ؟ بھلا اُسے خبر بھی ہو گئی ہے کہ میں آ گیا ہوں ؟

دایہ

کیا بوچھتے ہو ، اُس کا تو اب تک خوف کے مارے بند بند لرز رہا ہے ! اُس کے دماغ کا یہ حال ہے کہ اُسے ہر چیز میں آگ ہی آگ نظر آتی ہے . اُس کی روح سوتے میں جاگتی ہے ، اور جاگتے میں

سوتی ہے ۔ کیا کہوں ! — کبھی تو جانور سے بدتر معلوم ہوتی ہے ، اور کبھی فرشتے سے بڑھ کر ۔

ناتن

ہائے دی میری بچی ! — انسان بھی کیا چیز ہے !!

دایہ

آج صبح وہ بڑی دیر تک اس طرح آنکھیں میچے بڑی دھبی جیسے ، خدا نہ کرے ، کوئی مُردہ ہوتا ہے ۔ پھر ایک دم سے چونک کے کہنے لگی ”وہ دیکھو ، ابّا کے قافلے کے اُونٹ چلے آ رہے ہیں ۔ سنو ، آنا کی پیاد پیادی آوار آ رہی ہے !“ اتنے میں بھر اُس کی آنکھیں پتھرا گئیں ۔ ہاتھ سر کے نیچے سے نکل گیا ۔ اور سر بھد سے تکیہ پر آ رہا ۔ — اُفوہ — بس میں جلدی سے دروازے کی طرف لپکی ۔ دیکھا تو تم سچ مچ چلے آ رہے ہو ! کیا خدا کی شان ہے ! اتنی دیر تک اُس کی جان برابر تم میں اور اُس میں ہی بڑی دھبی ۔

فاتن

اُس میں ، کس میں ؟

دایہ

آے اُسی میں ، جس نے اُسے آگ میں سے نکالا تھا ۔

فاتن

کون ؟ کون تھا وہ ؟ وہ کہاں ہے جس نے مبری
دیشع کی جان بچائی ہے ؟ وہ ہے کہاں ، دایہ ؟

دایہ

کوئی نوجوان تمبلر تھا ۔ کچھ دن ہوئے وہ یہاں
قید ہو کے آیا تھا ۔ صلاح الدین نے اُسے ترس کھا کے
جھوڑ دیا تھا ۔

فاتن

کیا کہا ؟ تمبلر ؟ اور وہ بھی ایسا کم
صلاح الدین نے اُس کی جان بخشی کی تھی ؟ کیا
دیشع کے بچانے کے لئے اتنے بڑے معجزے کی
ضرورت تھی ؟ — الٰہی !

دایہ

وہ تو کہو وہ بچا رہ اس طرح دوسری زندگی
یا کے بھی ایسی ہمت سے جان دئے دے رہا تھا
نہیں تو ریشع مری برابر تھی ۔

فاتن

دایہ : بتاؤ تو وہ ہے کہاں ؟ وہ تو کوئی برا
بہادر اور شریف آدمی معلوم ہوتا ہے ۔ وہ ہے کہاں ؟
بس تم مجھے اُس کے قدموں تک پہنچا دو ۔ تم
نے اُسے اُسی وقت وہ سارا مال اسباب دے دیا
ہوگا جو میں یہاں تمہارے پاس چھوڑ گیا تھا ؟
سب کچھ دے دیا ہے نہ ؟ بلکہ یہ کہو کم اور
بھی بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا ہے — کیوں ؟

دایہ

بھلا ہم یہ کیسے کر سکتے تھے ؟

فاتن

تو ایسا نہیں کیا تم نے ؟

دایہ

لے اب کیا معلوم وہ کہاں سے آیا تھا ، نہ جانے کہاں گیا ، کہاں نہیں گیا . اُسے بھلا ہمارے گھر کی کیا خبر تھی . وہ تو خالی آواز ہی سن کے ایک دم سے بھاگا ہوا آیا ، اور دیکھا — بس اپنے چُغہ میں لبٹ لبٹا کے دھوئیں اور آگ کو چیرتا پھارتا وہیں پہنچا جہاں ریشع جینج جینج کے لوگوں کو پکار رہی تھی . ہم تو سمجھے تھے کہ اس بھلے مانس کا بھی خاتمہ ہو گیا . مگر واہ دے بہادر ! ذرا ہی سی دیر میں وہ آگ کی لبتوں سے نکلا ، اور ہماری پیاری بچی کو اپنے مضبوط بارووں پر اُٹھائے ہمارے سامنے آ کھڑا ہوا ! — خدا جانے کیسا روکھا سوکھا سا آدمی ہے . ہم خوشی کے مارے جلاتے اور اُس کا شکریہ ادا کرتے رہے : مگر اُس نے ذرا بھی تو برا نہیں کی . بس ریشع کو لتا یہ جا وہ جا کہیں غائب ہو گیا ، اور ہم کھڑے تکتے کے تکتے رہ گئے

فاتن

خدا کرے ہمیشہ کے لئے نہ گیا ہو .

دایہ

وہ سامنے ہمارے نبی کی قدر کے اوپر کچھ
 کھجور کے بیج سایہ کئے کھڑے ہیں نہ ؟ اچھا ، تو
 پہلے کچھ دنوں وہ اِن پیڑوں میں آتا جاتا دکھائی
 دیتا تھا . میں بے اختیار اُس کے پاس جاتی تھی
 جیسے کسی نے مجھ پر جادو کر دیا ہو : اُس کی
 لائیں لیتی تھی ، اُس کی بہادری کو سرائتی تھی
 اور کیسی کیسی منت ساجت کرتی تھی کہ خدا
 کے لئے ، زیادہ نہیں تو ایک ہی بار ، ذرا اِس معصوم
 بچی کی صورت دیکھ لو . جب تک وہ تمہارے
 قدموں میں گرے اور آسو بہا کے اپنے دل کی بھڑاس
 نہیں نکال لیگی اُسے چین نہیں آویگا .

ناتن

ہاں ، یہر ؟

دایہ

یہر کیا ، ساری محنت اکارت گئی . اُس
 نے ایک نہ سنی ، بلکہ اُلٹا مجھی کو بنانے
 لگا کہ —

فاتن

کم تم دَر کے بھاگیں ، آئیں ؟

دایہ

آے نہیں ، بھلا ایسا بھی کیا تھا . میں اُس سے روز ملتی تھی ؛ اور روز نت نئے فقرے سنتی تھی . ہے ہے ، میں نے اُس کی کون سی بات نہیں سہی : اور ایسی کون بات تھی جو میں ہنسی خوشی نہ سہتی ! پر اب تو وہ ان کھجور کے بیٹروں میں بھی گھومنے گھامنے نہیں آتا . کسی کو خبر نہیں کہ وہ کہاں جا جہا ہے . — یہ تم چونکے کیوں ؟ تم تو جیسے کچھ سوچنے لگے ، آئیں ؟

فاتن

کچھ نہیں ؛ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اِس واقعہ نے ریشہ جیسی بچی کے دل پر کیا کچھ اثر نہ کیا ہوگا کہ ایک شخص ، جس کی وہ قدر کرنے پر مجبور ہے ، اُس سے ایسی بے درخی برتنا ہے . ادھر سے یہ بیڑا رہی ، اور ادھر دل ہے کہ

کھنچا جاتا ہے ! قسم ہے ، اُس کے دل اور دماغ میں کشمکش سی ہو رہی ہوگی ، اور کچھ بھی سمجھ میں نہ آتا ہوگا کم کون سا جذبہ غالب ہے : طیش اور نفرت ، یا افسوس اور حسرت ! اکثر ایسا ہوتا ہے کم دونوں میں سے کوئی بھی غالب نہیں آتا ، اور تخیل اس جنگ میں شریک ہوکر انسان پر ایک خواب کی سی کیفیت طاری کر دیتا ہے . کبھی اُس کا دل ، دماغ کا روپ بھرتا ہے ، اور کبھی دماغ ، دل کا — اُف ، کیا مصیبت ہے ! اُتر میں اپنی ریشم کے مزاج سے غلط واقف نہیں ہوں ، تو یقیناً اُس کا بھی یہی حال ہے . وہ بھی کچھ ایسی ہی خواب کی سی حالت میں ہے !

دایہ

اے وہ تو بڑی بھولی بالی اور پیاری لڑکی ہے !

فاتن

خیر کیسی ہی ہو . اب تو وہ دل کے ہاتھوں دیوانی ہے .

دایہ

اب ہم اُسے چاہے جو کہو ، اُس کے دل میں تو یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ وہ تمہارے نہ آدم زاد تھا ، نہ اِس دنیا کا رہنے والا تھا ، بلکہ کوئی فرشتہ تھا ۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ بچپن ہی سے اُس کے ننھے سے دل میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ ایک فرشتہ ہر وقت اُس کی جوکسی کرتا ہے ۔ وہ سمجھتی ہے کہ یہ فرشتہ بادلوں میں چہبا ہوا آگ میں اُس کے آس پاس منڈلا رہا تھا ، اور ایک دم سے تمہارے بن کے اُس کے سامنے آ کھڑا ہوا ۔ — مسکراؤ مت ۔ کیا خبر ، ایسا ہی ہو ۔ — خیر ، تم چاہے ہنس لو ؛ مگر اُسے تو اِس مزیدار وہم کا مزا اُٹھا لینے دو ۔ آخر یہ کچھ بری بات تو ہے نہیں ۔ عیسائی ، مسلمان ، یہودی سب ہی ایسا سمجھتے ہیں ۔

ناتن

ہاں ، مجھے بھی یہ وہم بہت عزیز ہے ۔ اچھا دایہ ، شاباش ، تم ذرا جا کے دیکھو تو سہی

وہ کیا کر رہی ہے۔ میں اُس سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ پھر میں اُس کے وحشی، من کے موجی محافظ فرشتے کو کہیں نہ کہیں سے دھونڈھ نکالوں گا۔ اگر وہ اب تک اِس دنیا میں ہے اور اپنی شان کے خلاف نائٹ بنا پھرتا ہے، تو تم یقین جانو میں اُسے ضرور دھونڈھ کے چھوڑوں گا، اور یہاں لے کے آؤں گا۔

دایہ

تم بہت بڑے کام کا بیڑا اُٹھا رہے ہو

فاتن

پھر تو اِس پُرلطف وہم کی حقیقت نظر آئیگی، جو اِس سے بھی زیادہ پُرلطف ہوگی۔ اور دایہ یقین رکھو کہ انسان کے دل کو انسان، فرشتہ سے بھی زیادہ بہاتا ہے — ہاں، تو اگر اِس طرح تم یہ دیکھ لو کہ وہ فرشتہ کی متوالی اچھی ہو گئی ہے، تب تو تم مجھے لعنت ملامت نہیں کروگی، خفا تو نہیں ہوگی؟

داہ

م بڑے اچھے آدمی ہو ، مگر شیر بھی بڑے
 ہو ! اچھا میں جاتی ہوں . مگر وہ دیکھو تو —
 وہ خود ہی آ رہی ہے .

[ریشع آتی ہے .]

دوسرا سین

ریشع ، اور وہی پہلے سین کے افراد

ریشع

اچھا ! ابا . یہ تو سچ سچ تم ہی ہو . میں
 تو سمجھتی تھی م نے خالی اپنی آواز ہی کو
 اٹنے آنے کی خبر دینے کے واسطے آگے آگے بھیج دیا
 ہے . اب تم کہاں ہو ؟ کیا اب بھی بہاریوں
 جنگلوں اور ندیوں نے ہمیں اور سہیں الگ کر

دکھا ہے ؟ ابا ، اب تو ہم تم سب ایک ہی گھر
میں بیٹھے ہوئے ہیں پھر بھی تم جلدی سے ابنی
بیٹی کو گلے نہیں لگاتے تمہاری مٹنی سی دینے
تو جلنے سے بال بال بچتی ، بس جلنے والی
ہی تھی ۔ — نہیں نہیں ابا درو مت جلنے
والی تھی ، جلی تو نہیں ہائے کیسی بری موت
ہے آگ میں جلنا ! اُف !

ناتن

بیٹی ، میری بیاری بیٹی ۔

ریشع

تم تو فرات ، دجلہ ، اردن اور خدا جانے کون
کون سے دریا بار کر کے آئے ہو گئے آے ہ ۔ ابھی
جو میں جل کے مری مرتی بچتی ہوں ، اُس
سے پہلے میرے دل میں تمہاری طرف سے طرح
طرح کے وہم آتے تھے ، — میں کاسپ کاسپ
اُٹھتی تھی ابا ۔ مگر سچ کہتی ہوں ، جل
کے مرنے سے باقی میں درو کے مرنا مجھے اچھا

لگنے لگا ہے . اُس میں تہندک سی تو ہوگئی .
 آدمی خوش خوش ہلکا ہلکا سا لگتا ہوگا ،
 آئیں ؟ بھر بھی — دیکھو ، نہ تم دوپے ، نہ میں
 جلی . اب ہم مزے میں رہینگے ، اور خدا کا شکر
 کیا کرینگے . میں تو یہی کہوگي کہ خدا پاک
 نے ان دیکھے فرشتوں ہی کو بھیجا ہوگا جنہوں نے
 سمیں اور سہاری اُس کشتی کو انے بروں پر لے کے
 بار اُتار دیا . اُسی خدا نے میرے فرشتہ کو حکم
 دیا ہوگا کہ آدمی کی صورت میں آئے ، سفید
 سفید بگلے کے سے بروں نہ اُتھا کے مجھے مزے میں
 آگ سے باہر نکال لائے —

فاتن

[دل میں]

سفید سفید بگلے کے سے بر ! — ہاں تھیک تو
 ہے : اِس کا مطلب اصل میں تمبلر کے سفید لداس
 سے ہے .

ویشع

وہ سب کے سامنے اپنے پروں پر اُتھا کے مجھے

جلتی آگ سے نکال کے لایا ہے۔ ابا، میں نے فرشتہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے — اور وہ وہی میرا محافظ فرشتہ تھا۔

ناتن

ہاں، اس میں کیا شک ہے : ریشع ایسی ہی ہے کہ فرشتہ اُس کی خدمت میں آئے : اور جیسے ریشع نے اُسے پسند کیا ہے، ویسے ہی اُسے بھی ریشع پسند آئی ہوگی۔

ریشع

[کچھ مسکراتے ہوئے]

ابا، ابا، یہ تم کس کی تعریفیں کر رہے ہو ؟
فرشتے کی کہ اپنی ؟

ناتن

بیٹی، تم جاہے کچھ کہو، اصل یہ ہے کہ اگر وہ ایسا ہی کوئی معمولی انسان ہوتا جیسا ہم روز دیکھا کرتے ہیں، تب بھی وہ تمہاری ایسی ہی

خدمت کرتا، اور ہمیں وہ فرشتہ ہی نظر آتا —
اور واقعی اُسے فرشتہ کہنا بھی جاہئے .

ریشع

معمولی آدمی نہیں ابا، فرشتہ، سچ مچ کا فرشتہ
اُسا — اور ہم نے اب ہی سو مجھے یہ سکھایا ہے کہ
فرشتے بھی ہوا کرنے ہوں، اور جو لوگ ہمارے آسمانی
باب کے بھگت ہیں اُن کی خاطر وہ فرشتوں سے بڑے
بڑے اُنوکھے کلم لیتا ہے میں بھی سو آخر اُسی
آسمانی باب کو دیار کرتی ہوں

فائق

ہاں، اور خدا بھی تمہیں دیار کرتا ہے . وہ
ہر وقت تمہارے اور ہم جیسے بچوں کے لئے
طرح طرح کے معجزے دکھایا کرتا ہے : اور ازل
ہی سے دکھانا آ رہا ہے

ریشع

یہ بابیں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں

ناتن

اچھا فرض کرو تمہیں کسی تمبلر ہی نے بھایا
 پھر چاہے یہ بات کیسی ہی معمولی ہو اور ہر روز
 ہو ہی بھی ہو مگر ہم تم سے یہ پوچھتے ہیں کہ
 ایک تمبلر کا تمہیں اس طرح آ کے بچا لینا بھی
 کیا کچھ کم معجزہ ہے؟ میں تو کہتا ہوں کہ سب
 سے بڑا معجزہ یہی ہے بات یہ ہے کہ ہم روز روز
 بہت سے اصلی اور سچے معجزے دیکھتے دیکھتے
 انہیں معمولی بات سمجھنے لگتے ہیں۔ اگر یہ روز
 مرہ کے معجزے نہ ہوتے معجزہ کا نام کسی
 عقلمند کی زبان پر نہ ہوتا بلکہ صرف بچوں کے
 منہ سے سنائی دیتا جو غیر معمولی اور انوکھی
 چیزوں کو منہ پھیلانے کا کرتے ہیں۔

دایہ

[ناتن سے]

ذرا سوچو تو سہی تو کیا اب تمہاری یہ
 مرضی ہے کہ تم ایسی اینچ پینچ کی باتیں

کر کے اُس بیچارے کے پریشان دماغ کو اور بھی پریشان کر دو ؟ —

فاتن

سنو تو — اچھا یہ بتاؤ کہ میری ریشع کے واسطے بھلا یہ کچھ کم معجزہ ہے کہ اُسے ایک ایسے آدمی نے بچایا ہے جو اُس سے پہلے خود بھی معجزہ کی وجہ سے جہوت کے آیا تھا . اور پھر معجزہ بھی کیسا زبردست معجزہ ! ذرا یہی سوچو کہ اِس سے پہلے بھی صلاح الدین نے کبھی کسی تمپلر کی جان بخشی کی ہے ؟ یا کسی تمپلر نے اُس سے رحم کی التجا یا توقع کی ہے ؟ یا اپنی جان بچانے کے لئے کبھی اپنی تلوار کے پرتلے یا برچھ سے زیادہ کوئی چیز پیش کی ہے ؟

ریشع

ابا جان ، بہ تو وہی بات ہو گئی جو میں کہہ رہی ہوں . بھلا اِس سے کیا یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اصل میں وہ تمپلر و مبلر کچھ نہیں تھا ، خالی صورت ہی ایسی بھی . سمجھنے کی بات

ہے کہ جب کوئی قیدی تسلیر اینی جان کے در
کے مارے یروشلم کے پاس بھی نہیں پہنچ سکتا
جب کسی خدا کے بندے کی اتنی مجال نہیں
کہ یہاں بے کھٹکے مرے میں گھوما کرے — تو
پھر یہ کیسے ہوا کہ ایک تسلیر اُس رات یوں ہی
بھرتا پھرتا آ گیا اور میری جان بچا گیا ؟

فاتن

بھئی کیا بات دماغ سے اُتاری ہے ! لے اب بولو
دایہ ، کیا کہتی ہو ؟ تم نے ہی تو مجھے بتایا
تھا کہ وہ یہاں گرفتار ہو کے آیا تھا ۔ مجھے یقین
ہے کہ تمہیں اُس کا کچھ اور حال بھی معلوم
ہے ۔

دایہ

ہاں ، لوگ کہتے تو ایسا ہی ہیں ۔ بلکہ یہ
بھی کہتے ہیں کہ سلطان نے اس ایک اسی تسلیر
کی جان بخشی کی تھی ، اور وہ بھی اس واسطے
کہ سلطان کا کوئی بڑا عزیز بھائی تھا ، اور اس
تسلیر کی شکل اس سے بہت ملتی تھی ۔ اتنی

بات نو ضرور ہے کہ سلطان کے اُس بھائی کو مرے ہوئے کوئی بیس برس ہو چکے ہیں۔ نہ تو ہمیں اُس کے نام کی خبر ہے، نہ یہ معلوم کہ وہ کس میدان میں مرا۔ اُس واسطے مجھے اس سارے قصہ کا یقین نہیں آیا: سب من گھڑت سی کہانی معلوم ہوتی ہے۔

فاتن

کیوں، دایہ! اس میں یقین نہ کرنے کی کیا بات ہے؟ آخر ہم اور لوگوں کی طرح اس سیدھی سادی سی بات کو جھوٹ تھیرا کے کوئی اور ایسی بات فرض کر لینے سے رہیں جس کا اور بھی یقین نہ آئے۔ — صلاح الدین کو اپنے رشتہ داروں سے بہت محبت ہے تو پھر یہ کون سے اچنبھے کی بات ہے کہ اُسے اپنی جوانی میں اپنے کسی بھائی سے خاص محبت ہو؟ دنیا میں کیا دو آدمیوں کی صورتیں نہیں ملا کرتیں؟ کیا بہت سا زمانہ گزر جانے سے آدمی کسی کو بھول بھی جاتا ہے؟ اور یہ کب سے ہونے لگا کہ کسی سبب کا کوئی نتیجہ ہی

دیدا نہ ہو؟ آخر اِس میں کس بات کا تمہیں
یقین نہیں آتا؟ دایہ! دم تو بڑی عقل مند ہو
تمہارے لئے تو اِس میں کوئی بھی انوکھی بات
نہیں ہو سکتی اور تم نے جو معجزہ بیان کیا ہے
اِس میں بس اتنی سی کسر ہے کہ اُسے عقل
نہیں مانتی۔

دایہ

تم تو پھر ہنسی کرنے لگے!

فاتن

ہاں۔ اِس واسطے کہ ہم بھی تو میرا مذاق اُڑا
رہی ہو۔ — خیر بھئی، جو کچھ ہو، مگر دیشع!
تمہارا بچ نکلنا معاً ہی ہے۔ یہ خدا ہی کا کام
ہے، جو بادشاہوں کے سترے سے بڑے جوتوز اور
اُن کے مضبوط سے مضبوط منصوبوں کو ایک کچے
دھاگے سے قابو میں کئے ہوئے ہے۔ یہ خدا
کا مذاق — نہیں، اُس کی قدرت کے کھیل
ہیں

ریشع

اچھا ابا جان ، میری ہی غلطی سہی مگر
تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں جان بوجھ کے
غلطی نہیں کیا کرتی !

فاتن

ہاں ، مجھے خوب معلوم ہے : بلکہ ہم تو ہمیشہ
یہی چاہتی ہو کہ صحیح بات معلوم ہو . دیکھو ،
کسی قدر متحرا بننا بیشانی ، ایک خاص وضع
کی تراشی ہوئی ناک ، نتلی لکیر سی بھریں
اور اُن کے نیچے ابھری ہوئی ذرا چپٹی سی ہڈی ،
ایک تحریر ، ایک خم ، ایک خط ، ایک ذرا سا
گڑھا ، ایک تل — ایک طرف تو یورپ کے ایک
وحشی* کے چہرے میں اُن سب باتوں کا جمع ہوا ،
اور دوسری طرف ایشیا میں تمہارا آگ سے اس
طرح بجھا ! میں تو عجیب باتوں کے تھوٹھنے
والوں سے یہ پوچھتا ہوں کہ بہی بات کیا کم اچنبھ
کی ہے ؟ بھر اس کی کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ
کسی فرشتے ہی کو کہینچ کھانچ کے اس میں لایا جائے .

دایہ

اچھا ناتن ' جو تم مجھے بولنے دو تو میں یہ پوچھوں کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہی سچ سہی : پر یہی سمجھ لینے میں کون سا حرج ہے کہ اُسے فرشتے ہی نے بچایا ہے ، کسی معمولی انسان نے نہیں بچایا ؟ — بلکہ ایسا سمجھنے میں یہ خوبی ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ ہم اپنے اس سب سے پہلے نجات دینے والے سے نزدیک ہو گئے ہیں ' جس کی تہاہ کو پہنچنا مشکل ہے

ناتن

یہ ضرور ہے : خالی غرور ' اور کچھ نہیں . یہ تو ایسا ہی ہے کہ جیسے لوہے کی ہندبا چاندی کی بننا چاہے تو وہ یہ کہے کہ مجھے چولہے پر سے چاندی کے چمٹے سے اُٹھاؤ تم پوچھتی ہو اس میں کیا حرج ہے ؛ اور میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ ایسا سمجھنے میں خوبی کیا ہے ؟ تمہارا یہ سمجھنا کہ تم ایسا سمجھ کے خدا سے اور زیادہ قریب ہو جاؤ گی ' یا تو بیوقوفی ہے یا بے ادبی ! — اور سچ پوچھو تو

اِس سے نقصان ہی ہوتا ہے۔ اچھا، جو کچھ میں کہتا ہوں اُسے کان دھر کے سنو اور سچی سچی خدا لگتی بات کہو۔ — جس شخص نے اُس کی جان بچائی ہے، اب جاہ وہ کوئی ہو، میرا خیال ہے کہ، تم اور ہم سے زیادہ ریشع یہ جاہتی ہوگی کہ اِس شخص کی کچھ خدمت کی جائے۔ اگر وہ فرشتہ ہی ہے، تو یہ بتاؤ کہ اُس کی کیا خدمت کر سکتی ہو؟ — شاید اُس کا شکر یہ ادا کروگی، یا اُس کے سامنے تہندے تہندے سانس بھروگی، اُس سے التجائیں کروگی؟ یا شاید یہ کرو کہ اُس کا خیال ہی کر کر کے بڑی عقیدت کے ساتھ اُنے آف کو گھلا ڈالوگی، یا نہیں تو، اُس کے بپوہار کے دن دورہ رکھوگی اور اُس کے نام سے خیرات دوگی — اور یہ سب بے فائدہ! میرا خیال تو یہ ہے کہ تمہاری برہیزگاری سے خود تمہیں اور تمہارے بڑوسیوں کو جتنا فائدہ ہوتا ہے اُنہا اُسے ہرگز نہیں ہوتا۔ تمہارا فرشتہ نہ تو تمہارے دروازوں سے موتا ہوتا ہے، نہ تمہاری خیراتوں سے امیر، نہ تمہاری عقیدتمندی کے جوش اور ولولے

سے اُس کي ڪڇڻ سان بڙهتي ه ۽ اور نه تمهاري
ايمانداري سے وه زياده مضبوط هوتا ه ۽ ڪيوں ه
يا نهين ؟ اور اُگر وه آدمي ه ۽ تو ڪيسا زمين
آسان ڪا فرق ه ۽

دائيه

هار ! مين مانتی هون ۽ جو وه آسان هوتا تو همين
شڪريه ادا ڪرڻ ڪا زياده موقع ديتا خد ۽ هي جانتا
ه همارا ڪبسا ڪيسا هي ترنا ه ڪم هم بهي اُس
ڪے ساٿم ڪڇڻ سلوڪ ڪرتے . پر اُس نے تو هم سے
ڪڇڻ حاها هي نهين : اور نه اُسے ڪڇڻ ضرورت
تھی وه تو ايسا تها جيئسے اُسے ديا کي ڪسي جيز
سے واسطه هي نهين اور اُس کي نيت بالڪل بهري
هوئي ه وه تو فرشتوں کي طرح ڪسي جيز کي
برواه هي نهين ڪرتا بس انے حال مين مگن
ه اور فرشتے ايسے هي هو بهي سکتے هين

ريشع

اور جب وه آخر هماري بطرون سے غائب
هوگيا ۽ تو —

فاتن

غائب ہو گیا ؟ آخر کیسے ؟ — کہجوروں کے
 نیچے ؟ — پھر نہیں دکھائی دیا ؟ یہ بات کیا
 ہے ؟ — معلوم ہوا ہے تم لوگوں نے اُسے کہیں اور
 بھی تلاش کیا ہے —

دایہ

نہیں ہم نے تو نہیں کیا .

فاتن

نہیں تلاش کیا ! دایہ ، ایسا بھی ہو سکتا
 ہے ؟ اب ذرا اپنے اُن واہیات خوابوں کی بیہودگی
 دیکھو . تم لوگ بھی عجیب خبطی ہو . تمہیں
 بھی کیا کیا مزے کے خواب دکھائی دیا کرتے ہیں !
 اور جو تمہارا فرشتہ بیمار بڑا گرہم رہا ہو تو
 کیا ہو ؟

ریشع

بیمار !

دایہ

نہیں، یہ نہیں ہو سکتا، ہوگزن نہیں .

ریشح

میرا تو جیسے سارا بدن کالپ رہا ہے . دایہ ،
میں تو سُن ہوئی جا رہی ہوں . مبرا ماتھا تو
دیکجو . ابھی ابھی گرم تھا : اتنی سی دیر میں
تَیغِدا برف ہو گیا .

فاتن

وہ کوئی فرنگی ہے . ہمارے گرم ملک میں دھنے
کی اُسے عادت نہیں ہے . ابھی عمر بھی کم ہے :
تکلیف اُتانا نہیں جانتا ، اور ابے فرقہ کے دوزوں اور
راتوں کی عبادتوں کی بھی اُسے عادت نہیں ہے .

ریشح

بیمار ہے ! بیمار !!

دایہ

نہیں بیٹا ! ناتن کا مطلب یہ ہے کم ایسا

ہونا ممکن بھی ہے

فاتن

ہاں تار - وہ دوا ہوا ہے . نہ س کے پاس کوئی
دوست آشد نے ارد نہ اتنا دودھ ہے کہ کہیں سے
کوئی دوست کرایہ بھی دے لے آئے .

ریش

اے ابا ! اب کیا ہوا ؟

فاتن

وہ بچارا یوں ہی دوا ہے . نہ کوئی دیکھنے
بھالنے والا ہے . نہ ہمدرد ہے نہ مددگار - وہ مصیبت
کا اور موت کا شکار ہے

ریش

کہاں ، کہاں ؟ کون ؟

فاتن

وہی جو ایک ایسی لڑکی کے واسطے آگ میں گود

مرا تھا، جسے اُس نے کبھی دیکھا بھی نہ تھا —

دایہ

راتن بس اب بجاری لڑکی ہو۔ رحم کرو

ذاتن

جو خدا کی اُس بندھی سے، جسے اُس نے بچایا
تھا بات بھی نہیں کرنا، اُس کی طرف آئیں اُنہا
کے بھی نہیں دیکھتا — صرف اِس واسطے کہ کہیں
اُسے شکریہ نہ ادا کرنا پڑے —

دایہ

راتن! بس اب اِس بجاری ہو رحم کرو

ذاتن

نہ اُسے پھر کبھی دیکھنا چاہتا ہے، بجز اِس
کے کہ اُسے پھر کسی اور مصیبت سے بچائے۔ اب
تمہیں کہو کہ وہ سوا انسان کے اور کون ہو سکتا
ہے؟

دایہ

ذرا سنو تو سہی . ذرا دیکھو تو —

فاتن

اور اب اُنے مرتے دم ، سوا اس کے کم اُسے اُنے
نیک کام کا علم ہے اور کوئی چیز اُسے آرام دینے
والی نہیں ہے !

دایہ

بس جانے دو . تم تو اس بچاری کو مارے
دالتے ہو !

فاتن

اور تم اُس بچارے کو مارے دالتی تھیں : بلکہ
شاید مار بھی دالا ہو . ریشع ، ریشع ! سنو ، میں
نے تمہیں یہ دوا دی ہے ، زہر نہیں دیا . یقین
دکھو وہ زندہ ہے . — ذرا سنبھلو . — غالباً وہ بیمار
نہیں ہے : بالکل نہیں .

ریش

اُٹا، تمہیں یقین ہے کہ وہ — مرا نہیں؟ بیمار
بھی نہیں، آیس؟

فاتن

ہاں، یتیم جانو نہیں مرا۔ خدا اس دنیا میں
بہی آدمیوں کو اُن کی نیکیوں کی جزا دے دیا
کرتا ہے۔ — اچھا بیٹا، اب تم جاؤ۔ مگر سنو،
میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں: اور وہ یہ ہے کہ
عتیدت کے جوش میں آ جانا بہت آسان ہے، مگر
نیک کام کرنا بہت مشکل ہے۔ سست اور کمزور
بغدوں کی عادت ہے، جاھے انہیں اس کا احساس
نہ ہو، کہ وہ جوش عتیدت سے جھومنے لگتے ہیں،
اور اس بہانے سے نیک کام کرنے کی تکلیف سے بچ
جاتے ہیں۔

ریش

ابا جان! اب مجھے کبھی اکیلا مت چھوڑنا —
تو کیا تمہارا خیال ہے وہ کہیں اور چلا گیا؟

فاتن

ہاں ! اور نہیں تو کیا ؟ احبا اب ہم جاؤ —
 جاؤ — مگر ہاں ، وہ مسلمان آدمی کون ہے ، جو
 اس طرح حدراں ہو ہو کے میرے لدے بھندے اُلتوں
 کو دیکھ رہا ہے ؟ تم اسے جانتی ہو ؟

[ریسع جنی حاتی ہے .]

دایہ

ہائیں ! بھول گئے ؟ یہ وہی تمہارا درویش ہے

فاتن

وہ کون ؟

دایہ

آے تمہارا وہی درویش ، جو تمہارے ساتھ
 شطرنج کھیلا کرتا تھا . ہاں وہی تو ہے

فاتن

حافی ؟ یہ تو وہ نہیں ہے .

دایہ

ہاں ۔ باب بہ ہے نہ کم وہ اب سلطان کا
خواسچی ہو گیا ہے ۔

ذقن

حافی ؟ — اب بھر تم اُنے وہی خواب دیکھنے
لگے — ہاں ۔ ہاں یہ تو سچ میج وہی ہے —
لو وہ بو اُدھر آ رہا ہے ۔ حاؤ ، جلدی اُدھر چلی
حاؤ ۔ دیکھیں کیا خبر لایا ہے ۔

تیسرا سین

ناتن اور درویش

درویش

ہاں ذرا خوب اچھی طرح آکھیں ہمارے
نیکچو ۔

فاتن

ارے مہاں یہ تم ہی ہو یا کوئی اور ہے ؟ —
 درویش اور یہ تھاتھ !

درویش

بھر کیوں نہ ہوں ؟ کیا درویشوں سے دنیا کا
 اور کوئی کام لبا ہی نہیں جا سکتا ہے ؟

فاتن

ہاں ، شاید . — مگر بھئی ، میرا تو بھی خیال
 ہے کہ اصلی درویش کو کبھی یہ خیال نہ آتا
 ہوگا کہ اُس سے اور کچھ بھی کام لبا جائیگا

درویش

قسم ہے رسول کی ؛ ممکن ہے میں اصلی
 درویش نہ ہوں ؛ مگر جب کوئی مجبور ہو جائے
 تو —

فاتن

مجبور ہو جائے ! درویش ؟ — درویش اور

مجبور ہو جائے! کوئی مجبور ہی کیوں ہو؟ اور
بیر خاص کر ایک درویش؟ اچھا تو وہ کس بات
پر مجبور ہو جائے؟

درویش

اِس پر کم اُس سے کسی کام کو کہا جائے —
نہم خوشامد کی جائے — اور وہ یہ بھی سمجھتا ہو
کم کام اچھا ہے تو وہ درویش ایسا کام کرنے پر
مجبور ہے .

فاتن

ہاں یہ تو تم سچ کہتے ہو — آؤ میاں آؤ .
ذرا ہمیں سینے سے لگا لوں — تم اب بھی میرے
دوست ہو؟

درویش

میاں بھلے یہ کیوں کہیں بوجھ لیتے کم اب
میں کیا ہو گیا ہوں

فاتن

اُنہم . چاہے تم کچھ ہی ہو گئے ہو!

درویش

اچھا اگر میں سلطنت کا چھوٹا مورتا سا خادم ہو
کیا ہوں ، اور اس وجہ سے ہم مہری دوستی کو دسند
نہ کرو ۔ تو کبسا ؟

فاتن

اگر تمہارا دل اب بھی درویش ہے ، تب تو
مجھے کوئی فکر نہیں ، کسی طرح سناہ ہی لوں گا ۔
وہا تمہارا عہدہ : میری نگاہ میں تو اُس کی قدر
انہی ہی ہے جتنی تمہارے اس لباس کی ، بس

درویش

اور جو ہمیں اُس عہدے کا ادب کرنا پڑے ،
تب ؟ بھلا بوجھو تو وہ کیا عہدہ ہے ؟ کیوں ، کیا
سمجھنے لگے ؟ — اچھا ، یہ بتاؤ کہ اگر ہم بادشاہ
ہوتے ، تو میں تمہارے دربار میں کیا ہوتا ؟

فاتن

درویش ہوتے اور کما ہوتے ۔ یا زیادہ سے زیادہ
نہ مہرے — باورچی ہوتے !

درویش

بہا ہے ۔ تاکم جغاب کے باس رہ کے سیکھا
 سکھایا بھی پہلا دیتا ۔ — باورچی ۔ حہ خوش !
 آف ے خاصامان ہی کبوں نہ کہ دیا ؟ — میں
 سیج کہتا ہوں آف سے زیادہ فو صالح الدین میری
 قدر کرنا ہے ۔ میں اُس کا خزانچی ہو گیا ہوں ۔

ناتن

تم ؟ — سلطان کے ہاں ہو ؟

درویش

میرا مطلب یہ ہے کہ میں اُس کے ذاتی خزانے
 کا داروغہ ہوں ۔ بیت المال اب بھی اُس کے ہاں
 کے قبضے میں ہے — میں فقط اُس کے گھر کا
 خزانچی ہوں ۔

ناتن

اُس کا گھر بھی تو خاصہ بڑا ہے ۔

درویش

بلکہ جتنا تم سمجھتے ہو اُس سے بھی بڑا ۔
وہ ہر فقیر کو اُنے گھرانے میں سمجھتا ہے

ناتن

مگر ، صلاح الدین کو تو اُن کمبختوں سے اتنی
نفرت ہے —

درویش

کہ اُس نے قسم کھا لی ہے کہ اُن کو سرے سے
متا ہی کے چھوڑونگا — جاہے ایسا کرنے میں میاں
صاحب خود بھی فقیر ہو جائیں

ناتن

ہاں " یہی میں بھی کہنے کو تھا

درویش

بلکہ بیوں کہو کہ وہ ابھی سے کنگال ہو گیا ! ہر
دوڑ شام تک اُس کا خزانہ خالی ، بلکہ خالی سے

بہی بدتر ہو جاتا ہے۔ صبح کے وقت جو ایک حواری بیٹا سا آتا ہے، وہ دوپہر تک اُتر اُترا کے ختم بھی ہو جاتا ہے۔

ناتن

کیونکہ اُس کے ایک حصے کو بہریں چوس جاتی ہیں، جن کو روکنا اور بند کرنا بالکل ناممکن ہے

درویش

بیک!

ناتن

میں سب جانتا ہوں!

درویش

اول تو بھی بُرا ہے کہ بادشاہ گدھوں کی طرح مُردوں پر جا پڑیں۔ مگر یہ اُس سے بھی دس گنا زیادہ بُرا ہے کہ وہ خود ہی گدھوں کے سامنے مُردار بن جائیں۔

ناتن

نہیں درویش ، اب ایسا بھی نہ کہو ۔

درویش

صاحب ، یوں کہ دینا تو بہت آسان ہے ۔
جلئے ، اگر میں اُنے عہدہ سے استعفا دے دوں اور
آپ کو اُنہی جگہ کرا دوں ، تو بتائے آپ مجھے کیا
دینگے ؟

ذقن

اچھا ، ہمیں آمدنی کتنا ہوتی ہے ؟

درویش

مجھے ؟ کچھ زیادہ نہیں ۔ مگر تم تو اس سے
موتے ہو جاؤ گے ، کیونکہ جب اُس کا صندوق خالی
ہو جائے — اور ایسا اکثر ہوتا ہے — تو ہم مزے
میں اپنی تھیلیوں کا مٹہ کھول دینا ۔ خوب دھوا
دھو قرض دینا ، اور سود در سود میں جتنا
چاہنا بیت بھر کے وصول کر لینا ۔

ناتن

سود در سود کے سع پر بھی سود آیں ؟

درویش

عار ، اور کیا ۔

ناتن

اور اِس طرح ہوئے ہوئے میری ساری بونجی
سود در سود کا ایک زبردست اُبار ہو جائیگی ۔

درویش

لےجاتے تو ضرور ہوئے ، دوست ! اور اگر واقعی
تم نہیں چاہتے تو اِسی وقت دوستی کے ختم ہو
جانے کی دستاویز لکھ دو ۔ ناتن ، مجھے تم پر برا
بھروسہ تھا !

ناتن

یہ کیا ؟ درویش ، تمہارا مطلب کیا ہے ؟

درویش

مطلب یہ ہے کہ میں سمجھے بیٹھا تھا کہ

بس اب میرا کھاتہ تمہارے ہاں گُھل جائیگا ، اور
اِس طرح مجھے اُنے فرائض کے انجام دینے میں
پوری مدد ملیگی ۔ — مگر تم سر ہلاتے ہو ۔

ناتن

دیکھو بھئی ، اب کوئی غلط فہمی نہ رہنا
چاہئے ، اور اِس بات کو خوب سمجھ لینا چاہئے
کہ — کہ ناتن کے پاس جو کچھ ہے اُسے درویس
حافی ہر وقت اپنے کلم میں لا سکتا ہے ۔ — مگر
ہاں وہ حافی ، وہ صلاح الدین کا ملازم ، جو — جو —

درویش

ہاں ہاں ، یہ تو میں خوب سمجھتا اور جانتا
ہوں کہ تم جتنے عقلمند ہو اُننے ہی نیک بھی
ہو ۔ ہم نے جن دو حافیوں کا فرق بتایا ہے ، وہ
بہت جلد ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے ۔ دیکھو
میرے عہدے کی یہ وردی مجھے صلاح الدین نے
دی ہے ۔ یاد رکھو کہ ابھی اِس کا رنگ اُترنے بھی
نہ پائیگا اور یہ پھٹنے بھی نہ پائیگی — اور

درویش کا لباس ایسا ہی ہونا بھی چاہئے — کم
یہ یروشلم میں کسی کیونٹی پر تنگی ہوگی،
اور میں ہلکے پھلکے کپڑے پہنے ننگے پاؤں اپنے
گروؤں کے ساتھ یہاں سے دور ہندوستان میں
گنگا جی کی جلتی بلتی دیت میں پھرتا نظر
آؤنگا۔ سمجھو؟

فاتن

تم سے ایسی ہی امید ہے۔

درویش

بلکہ اُن کے ساتھ شطرنج بھی کھیلونگا۔

فاتن

اس سے بڑھ کے تمہیں اور کیا نعمت چاہئے!

درویش

اچھا، اب یہ سوچو کم اس عہدے کو قبول کرنے
میں مجھے لالچ کیا تھا۔ تم سمجھتے ہو گے کم میں
نے دولت کے واسطے ایسا کیا، کم پھر مجھے کسی

سے بھیک نہ مانگنی پڑے اور دوسرے فقیروں میں
امیر بن کے رہنے لگوں اور مجھے اتنی طاقت
حاصل ہو جائے کہ کسی عنی فقیر کو ایک
دم سے محتاج امیر بنادوں ؟

فاتن

نہیں ، میں یہ تو نہیں سمجھتا تھا کہ تمہاری
یہ نیت ہوگئی

درویش

ہاں ، بات کچھ اور ہی ہے ؛ اور اس سے بھی
زیادہ نامعقول ہے ۔ اصل میں ہوا یہ کہ آج تک
میں کسی کی خوشامد کے دم میں نہیں آیا ۔
مگر اب جو صلاح الدین ایک خط میں مبتلا ہو گیا ،
تو اُس کی اِس نیک نیتی نے مجھے پُہلا دیا —

فاتن

وہ کیا ؟

درویش

صلاح الدین نے کہا کہ وہ ایک فقیر ہی خوب

بتا سکتا ہے کہ فقیر بیچارے کس مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں، اور اُسے بہ بھی تجربہ ہوتا ہے کہ فنپروں پر کس طرح جی کپول کر بخشنس کرنی چاہئے۔ تحیم سے پہلے جو شخص مبرے ہاں خزانچی تھا وہ پرا غی روکھا بیہکا، خشک اور سخت سا آدمی تھا، جب کبھی روبیہ دیتا بھی تھا تو بہت ہی بد تمیزی سے ہر شخص کا حال کپود کپود کے یوچیتا تھا۔ کسی کی حاجت معلوم کر کے اُس کی تسلی ہی نہیں ہوتی تھی، بلکہ حاجت کا سبب بھی یوچیتا تھا تاکہ اُس کے مطابق سنبھل کے اور باب بول کے دے۔ مگر — حافی ایسا نہیں کر سکتا، اور اُس کی وجہ سے صلاح الدین ایسا سخت دل اور کنجوس بھی نہیں معلوم ہوگا۔ وہ کچھ باسی کا دکا ہوا نل تھوڑا ہی ہے کہ اندر صاف صاف باسی جاتا ہے مگر نکلتا ہے تو گندا ہوکے اور رک رک کے۔ حافی میری ہی طرح سوچتا ہے، اور میری ہی سی حس بھی اُس میں ہے۔ — تو، سمجھے بھی؟ یوں جریسار نے باسری بجاتے بجاتے آخر چریا کو پھانس ہی

لیا۔ — میں بھی کیسا احمق ہوں ! ایک احمق کے ہاتھوں احمق بن گیا۔

فاتن

تھہرو، تھہرو، یہ کیا بک رہے ہو؟

درویش

اور کیا جی ! لے اب یہ یرلے درجے کی حماقت نہیں تو اور کیا ہے کم آدمی ہزاروں بر ظلم توڑے، تباہ کر کے رکھ دے، لوٹ کھائے، اُن کا ستیاناس کر دے، ناحق کو ستائے — اور یہ سب صرف اس لئے کم چند آدمی اُسے بڑا مخیر سمجھیں ! ہم ہی کہو کم یہ حماقت اور لغویت ہے یا نہیں کم آدمی خواہ مخواہ بھی اللہ کے فضل و کرم کی نقالی کرے۔ اُس کا فضل تو اچھے برے سب کے لئے عام ہے۔ وہ دھوپ کی کرنوں اور مینہ کے چھینٹوں سے آبادی ویرانے، سب ہی جگہ کو فیض پہنچاتا ہے۔ یہ تو آدمی جب کرے کم اُس کا خزانہ بھی خدا کے خزانے کی طرح بھرپور ہو۔ یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے کم —

فاتن

اچھا بس اب رہنے دو ۔ ختم کرو ۔

درویش

بہیں ، ذرا مجھے 'بني بیوقوفی' تو بتا لینے دو ۔ یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے کم میں ایسی ایسی حماقتوں میں خوبیاں ڈھونڈتا بیروں ۔ اور پھر خوبییوں کے لئے ان حماقتوں میں خود بھی شریک ہو جاؤں ۔ — کیوں ! اب اس کا کیا جواب ہے ؟

فاتن

حافی ! دیکھو میں بتاؤں ۔ تم سے جتنی جلدی ہو سکے اُنے صکرا کا راستہ لو مجھے دُرہ ہے کم تم 'نساہوں' میں دھتے دھتے کہیں انسانیت سے بھی نہ جاتے دھو ۔

درویش

ہاں بھئی ۔ تم تھیک کہتے ہو ۔ مجھے بھی یہی دُرہ تھا ۔ اچھا رخصت !

ناتن

بھلا اب ایسی بھی کیا جلدی ہے ؟ حافی !
تھرو تو سہی . ارے میاں ، صبرا بھاگا جانا ہے
کیا ؟

[اپنے آب سے]

وہ سن بھی رہا ہے کم نہیں — ارے میاں
ہوت !! — وہ تو جلا بھی گیا . افوہ ، کیسی حوک
ہوئی ہے : میں نے اس سے اُنے اُس سمبلر کا حال
بھی نہ بوحھا اُسے ضرور اُس کا حال معلوم ہوگا .

چوتھا سین

[دایہ حلدی حلدی گھبرا ئی ہوئی ناتن کے پاس آتی ہے .]

دایہ

ناتن ! ناتن !

ناتن

ہاں ، کیا ہے ؟ کیا چاہتی ہو ؟

دایہ

آے وہ پھر دکھائی دیا ہے . وہ بھر وہاں آیا ہے !

ناتن

کون، دایہ ؟ کون ؟

دایہ

وہ ! وہ !

ناتن

وہ — وہ — وہ تو بہت سے مارے پھرتے ہیں . آخر کچھ معلوم بھی ہو کون ؟ مگر ہاں ، میں سمجھا : تمہارا ددو وہ تو ایک ہی ہے . — یہ نہیں ہو سکتا . چاہے وہ فرشتہ ہی ہو ، ایسا نہیں ہو سکتا .

دایہ

وہ پھر کھجوروں کے نیچے آ کے تہل رہا ہے ، اور کبھی کبھی کھجوریں بھی توڑتا ہے .

ناتن

اور کھاتا بھی ہے ؟ — تسلی ہو کے بھی ایسا

کرتا ہے !

دایہ

تم مجھے ناحق کیوں دق کرتے ہو ؟ لڑکی کی
 للچائی ہوئی آنکھ نے اُسے پہلے ہی کھجوروں کے
 اُس جھنڈ میں بھانپ لیا ہے : اور وہ جہاں جاتا
 ہے اُسی کو تکتی دھتی ہے . وہ تم سے بڑی خوشامد
 سے قسمیں دلا کے کہتی ہے کہ تم ابھی اُسی وقت
 اُس کے پاس چلے جاؤ . ذرا جلدی کرو . وہ کتھرے
 میں سے تمہیں اشارہ سے بتا دیگی کہ وہ اب بھی
 وہیں پھر رہا ہے یا ادھر کھیتوں کی طرف نکل گیا
 ہے . ناتن ، جلدی کرو ، ذرا جلدی !

ناتن

ابھی تو میں اونٹ سے اترا ہی ہوں کیا یوں
 ہی جلا جاؤں ؟ یہ بھی کوئی قہنگ ہے ؟ تم خود
 ہی کیوں نہ چلی جاؤ اور اُس سے کہ دو کہ میں
 واپس آ گیا ہوں . یقین جانو وہ گبھرو میرے گھر سے
 اُسی واسطے بچا بچا پھرتا ہے کہ میں ، گھر کا مالک ،

یہاں نہیں تھا۔ اور اب کم ریشع کا باب اُسے اُس طرح بلا رہا ہے، وہ خوشی خوشی آ جائیگا۔ — جاؤ جا کے اُس سے کہ دو کم میں بلا رہا ہوں، اور دل سے چاہتا ہوں کم وہ آ جائے۔

دایہ

اِس سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا وہ تمہارے پاس کبھی جو آئے۔ — صاف ہی کیوں نہ کہوں کم وہ کسی یہودی کے ہاں نہیں جاتا : بس ؟

ناتن

بھر بھی، تم جاؤ تو سہی۔ اور کچھ نہیں تو اُسے ذرا وہاں تھہرا ہی لو۔ اور جو یہ بھی نہیں کم سے کم اُسے اپنی نگاہ ہی میں رکھو۔ — جاؤ، میں بھی تمہارے پیچھے ہی پیچھے آتا ہوں۔

[ناتن مکان کے اندر جاتا ہے، اور دایہ باہر۔]

پانچواں سین

ایک کشادہ مقام جس پر کھجور کے درخت سایہ کئے ہوئے ہیں۔ ایک تہلر کھجوروں میں ادھر ادھر تہل رہا ہے۔ خانقاہ کا ایک غریب راہب برادر اُس کے پیچھے پیچھے کچھ فاصلہ سے چلا آتا ہے اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تہلر سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔

تہلر

[دل میں]

ظاہر ہے کہ یہ شخص محض وقت کاٹنے کے لئے میرے پیچھے نہیں بھر رہا ہے — یہ میرے ہاتھوں کو کس طرح کن انکھیوں سے دیکھ رہا ہے! —

[برادر سے]

بھائی صاحب! یا شاید یوں کہنا چاہئے کہ بابا صاحب — آیں؟

برادر

نہیں صاحب، صرف برادر — بلکہ محض ایک
غریب راہب برادر۔ فرمائے، ارشاد؟

تمپلر

ہاں تو بیائی صاحب، بیٹا میرے داس کیا
دھرا ہے؟ خدا جانتا ہے، میرے داس کچھ بھی
نہیں ہے۔

برادر

’خیر‘ میں بھر بھی آپ کا دلی شکریہ ادا
کرتا ہوں۔ آپ جو کچھ دیتے ہوں خدا آپ کو
اُس سے ہزار گنا زیادہ دے۔ سخی کے لئے دل
چاہئے۔ پھر سخاوت کی کیا حقیقت ہے۔ — اور
مجھے حضور کے پاس خیرات مانگنے کے لئے بھیجا
بھی نہیں گیا ہے

تمپلر

تو کیا آپ کو بھیجا گیا ہے؟

برادر

جی ہاں، خانقاہ سے۔

تھپلر

جہاں سے مجھے ابھی امید تھی کہ زائرین کی ذرا مراسی خوراک مل جائیگی۔

برادر

بات یہ ہے کہ دسترخوان پہلے ہی سے گھر گیا تھا۔ مگر اب اب میرے ساتھ واپس جلیئے۔

تھپلر

وہ کیوں؟ یہ تو صبح ہے کہ مجھے گوشت چکھے ہوئے ایک زمانہ ہو گیا ہے۔ مگر خیر، حرج ہی کیا ہے۔ اب تو کھجوریں بھی پک گئی ہیں۔

برادر

جناب، آپ اس بھل کی طرف سے اکر محتاط ہی رہیں تو بہتر ہے۔ زیادہ کھایا جائے

تو اس سے اُلٽا نقصان هي هوتا هے . يه طحال
کو بڙهاتا هے ، اور خراب خون بيدا ڪرنا هے .

ٽيمپلر

فرص ڪيڙئي مجھے سرداويت هي پسند هو ،
تو پير ؟ مگر صاحب ، يه تو طاهر هے ڪم آپ کو
ميرے ياس اس احتياط ڪي تاڪيد ڪرڻے ڪي غرض
سے نهين بييجا ڪيا ٿيا !

برادر

جي نهين ، مگر مجھے آپ کا بته لڳائے اور
سُن ڪن ڪيڻے ڪے لئے بييجا ڪيا هے .

ٽيمپلر

اور آب مجھ هي سے ايسا ڪه بهي ده
هيڻ ، خوب !

برادر

ڪيڻے نه ڪهڻے ؟

تھپلر

[دل من]

یہ بھی کوئی بڑا ہی مکار راہب معلوم ہوا ہے ۔

[برادر سے]

تو کیا آپ کی خافہ میں آپ جیسے اور
حضرات بھی ہیں ؟

برادر

مجھے نہیں معلوم مگر جناب آخر مجھے
حکم کی تعمیل تو کرنی ہی ہے ۔

تھپلر

تو کیا آپ بے چون و چرا تعمیل کرتے ہیں ؟

برادر

جناب بندہ اگر خون و چرا کروں تو پھر
تعمیل ہی کیا ہوئی ؟

تھپلر

[دل میں]

دیکھا نہ ! آخر سادگی ہی کی جیت دھتی

ہے ۔ —

[برادر سے]

دیکھیئے آپ مجھ پر اعتدار کیجیئے اور یہ بتا
دیجیئے کہ وہ کون بزرگ ہیں جو اس طرح میرے
حال کی چہان بین کر رہے ہیں ؟ — اور یہ تو
میں قسم کیا کے کہہ سکتا ہوں کہ آپ خود وہ شخص
نہیں ہیں ۔

برادر

بھلا ایسی بات میرے لئے مناسب ہے ؟ یا مجھے
اس سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے ؟

تھپلر

بہر وہ ہے کون جس کے لئے ایسا کرنا بھی
مناسب ہے اور اُسے اس سے فائدہ بھی ہے ؟ آخر
اُسے میرے بارے میں اتنا تجسس کیوں ہے ؟ وہ
ایسا کون شخص ہے ؟

برادر

میرے نزدیک تو ایسا شخص بطریق ہے اُسی
نے مجھے آپ کے تعاقب میں بھیجا ہے .

تمپلر

بطریق ! کیا اُسے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ
اِس سفید عبا پر اِس سرخ صلیب کے کیا معنی
ہیں ؟

برادر

جی ہاں، یہ تو میں بھی جانتا ہوں !

تمپلر

خیر بھائی صاحب، یوں ہی ہے، تو لیجئے
سنیئے . میں ایک تمبلر ہوں، اور قیدی ہوں . بلکہ
یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ میں تبنین میں گرفتار
ہوا تھا، یعنی اُس قلعہ میں جسے ہم عارضی صلح
کے بالکل آخری وقت میں فتح کرنے کے خواہشمند
تھے، اور اُس کے بعد صور بر دھاوا کرنے والے تھے
— اچھا، اتنا اور بھی کہے دیتا ہوں کہ میں

بیسواں قیدی تھا ۔ اور سلطان صلاح الدین نے صرف میری ہی جان بخشی کی تھی ۔ اب تو آپ کا بطریق جو کچھ معلوم کرنا چاہتا ہے معلوم ہو گیا نہ ؟ — بلکہ کہئے کہ اُس کی خواہش سے بھی زیادہ معلوم ہو گیا !

برادر

مگر یہ تو اُس سے زیادہ نہیں جتنا وہ پہلے سے جانتا ہے — اور اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اِس کی کیا وجہ ہے کہ صلاح الدین نے صرف آپ ہی کی جان بخشی کی اُسے کسی اور پر کیوں رحم نہ آیا ؟

ٹھیلر

میں خود ہی نہیں جانتا ۔ بتاؤں کیا ؟ — ہوا یہ کہ میں اپنی گردن ننگی کر کے انہی عبا پر دو راسو بیتھا ہوا خنجر کے وار کا منتظر تھا کہ صلاح الدین نے مجھے غور سے دیکھنا شروع کیا ۔ پھر یکبارگی جست کر کے میرے پاس آ کے کہتا ہو گیا ۔ اور کچھ

اُشاره ڪيا. مجھ اُنھا ليا ڳيا اور ميرِي بيڙياں توڙ دي گُٽيں. ميں نے شڪريہ ادا ڪرنا چاھا. ديکھتا ڪيا هوں ڪم اُس ڪي آنڪهوں ميں آنسو ڌڄڌبا رھ هين، اور وھ بهي ميرِي طرح گُم صم ڪھڙا ه. — وھ ڇلا ڳيا، اور ميں زنده سلامت رھ ڳيا. — اب اِس معي ڪا جو ڪچھ بهي مطلب هو: اُسے بطريق خود هي سلجھا سکتا ه.

برادر

وھ اِس سے يہ نتيجہ نڪالتا ه ڪم خدا نے آپ کو ڪسي بڙے اور ضروري ڪام ڪے لئے بچا ليا ه.

ٽيمپلر

جي هاں، بڙے ضروري ڪام ڪے لئے! ايڪ يهودي ڪي لڙڪي کو آگ ميں سے نڪالنے ڪے لئے، زائروں ڪے قافلے کو ڪوہ سينا پر پهتچانے ڪے لئے، اور اسي طرح ڪے اور ڪرتبنوں ڪے لئے — اور ڪيا؟

برادر

ابهي تو وھ بڙے بڙے ڪام هونے والے هين صاحب!

اور اُس وقت تک یہ بھی کچھ برا نہیں ہے جو آپ کر چکے ہیں۔ -- غالباً بطریق نے خود آپ کے لئے کوئی اہم کام تجویز کر رکھا ہے۔

تہذیب

برادر، کیا واقعی آپ کا یہ خیال ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بارے میں کچھ کہ چکا ہے۔ کیوں؟

بیوادر

جي هاڻ: مگر پہلے مجھے آپ کی آزمائش کرني
 ہے کہ آپ اُس کی گور کے آدمي هيں بهي کم نهیں۔

تہذیب

بہت اچھا، تو لگے ہاتھ آزمائش کر ہی دالئے!

[دل میں]

میں بھی تو دیکھوں یہ کیسے آزمائش کرتا ہے۔ --
 حی ہاں !

برادر

نہایت آسان ترکیب یہ ہے کہ میں بطریق کا

منشا آب یر ظاہر کر دوں .

تھیلر

جی !

برادر

بات یہ ہے کہ وہ آب کے ذریعہ سے کوئی خط
بھیجنا چاہتا ہے

تھیلر

میرے ذریعہ سے ؟ میں کوئی ہرکارہ تو ہوں
نہیں . بس یہی مقصد تھا ؟ یہی وہ زبردست
مقصد تھا جو ایک یہودی کی لڑکی کو آگ میں
سے نکال لانے سے بھی زیادہ شاددار ہے ؟

برادر

اور کیا ، ایسا ہی ہوگا . بطریق کہتا ہے کہ یہ
خط تمام عیسائی دنیا کے لئے نہایت اہم ہے . اُس
کا قول ہے کہ جو شخص اُسے حفاظت کے ساتھ لے
جائیگا خدا اُسے جنت میں ایک نہایت خوبصورت

تاج پہنائیگا ۔ — اچھا ، اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ
آب سے زیادہ اور کوئی شخص اس قابل نہیں ہے ۔

تھپلر

مُحِب سے ؟

برادر

بطریق کہتا ہے کہ اس تاج کو حاصل کرنے کی
نیافت آب سے زیادہ کسی شخص میں نہیں ۔

تھپلر

مُحِب سے ؟

برادر

آپ آزاد ہیں ، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ
آپ ہر جگہ پھر سکتے ہیں ۔ آپ سمجھ سکتے ہیں
کہ شہروں پر کس طرح دھاوا کیا جائے اور کس طرح
اُنہیں بچایا جائے ۔ اچھا ، پھر بطریق یہ کہتا ہے کہ
صلاح الدین نے یہ اندر والی ۔ یعنی دوسری ، دیوار جو
ابھی بنائی ہے اُس کی مضبوطی یا کمزوری کی

حالت کا اندازہ یا اُس کا بیان آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ اور یہ ضروری ہے کہ جو بہادر خدا کی راہ میں جانیں دینے کو آئے ہیں اُن کو یہ باتیں معلوم ہو جائیں۔

تھیلر

اچھے بھائی! کیا میں آپ سے یہ بھی پوچھ سکتا ہوں کہ اُس خط میں اور کیا کیا لکھا ہے؟

برادر

اصل یہ ہے کہ یہ تو مجھے بھی اچھی طرح معلوم نہیں۔ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ یہ خط بادشاہ فلپ کے ہاتھوں تک پہنچنے کے لئے ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ بطریق کو -- مجھے اکثر تعجب ہوا کرتا ہے کہ یہ کیا بات ہے کہ ایک ایسا مقدس آدمی، جس کی زندگی خدا اور جنت ہی کے لئے ہو، اس دنیا کی باتوں سے جو اُس کے مرتبے سے بہت کم ہیں ایسی اچھی طرح واقف ہو --

ٽيمپلر

هاڻ تو ، بطريق ڪو — ؟

برادر

ٽهڪ ٽهڪ معلوم ه ۽ اور اچهي طرح معلوم ه ۽
 ڪم اڪرا جنگ پهر چهر جائ ۽ تو صلاح الدين ڪس طرح ،
 ڪهاڻ ، ڪتن ۽ آدميون ڪي ساٿي ، اور ڪس طرف ۽
 لڙائي شروع ڪريگا .

ٽيمپلر

تو اُسي يه معلوم ه !

برادر

جي هاڻ . اور وه يه چاهتا ه ڪم بادشاه فلپ
 ڪو بهي اطلاع هو جائ ڪم حالات ڪي صورت ڪيا ه ،
 تا ڪم وه خطر ڪا انداز ڪر ڪي يه فيصله ڪر سڪي ڪم
 جس طرح بن ۽ صلاح الدين ۽ پهر ايڪ دفعه عارضي
 صلح ڪي جائ ، جس ۽ آپ ڪي جماعت ۽ ايسي
 دليري ۽ توڙ ڏالا ٿا .

تمپلر

آب کے یہ بطریق صاحب بھی خوب چیز ہیں! -- ہاں، یہ بات ہے! یہ بزرگوار مجھے معمولی سا ہرکارہ ہی نہیں بلکہ -- جاسوس -- بنایا جاتے ہیں -- اچھا، تو بھائی صاحب! آپ اپنے بطریق سے یہ کہہ دیجئے کہ جہاں تک آپ میری آزمائش کر سکے ہیں آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں اس کام کے قابل نہیں ہوں میں اب بھی اپنے آپ کو قیدی سمجھتا ہوں، اور ایک تمپلر کا فرض بھی ہے کہ وہ بہادری کے ساتھ لڑے اُس کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ جاسوسی کرتا پھرے۔

برادر

میں بھی یہی سمجھتا تھا! -- اور مجھے آپ کے جواب سے کوئی شکایت بھی نہیں۔ -- ہاں، ابھی اور سنئے: بڑی بات تو وہ ہی گئی۔ بطریق نے کسی طرح ایک قلعہ کی توجہ لگا لی ہے اور یہ معلوم کر لیا ہے کہ قلعہ کا نام کیا ہے اور وہ لبنان میں

کس جگہ واقع ہے اس میں وہ خزانہ ہے جس کے بل پر صلاح الدین کا دور اُنڈیس باب اپنی فوجوں کا انتظام کرتا ہے اور اپنی تمام جنگوں کا خرچ جلاتا ہے ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صلاح الدین کبھی کبھی کچیم آدمیوں کو ساتھ لے کے یوشیدہ راستوں سے اُس پہاڑی قلعہ کو جایا کرتا ہے — اب میرا مطلب سمجھ گئے نہ ؟

تھیلر

مطلق نہیں :

برادر

ذرا سوچئے تو کہ صلاح الدین پر نرغہ کر کے اس کا کام تمام کر دینے کے لئے اس سے اچھا موقع کبھی ہاتھ آ سکتا ہے ؟ — ہائیں ، اب درتے کیوں ہیں ؟ — اب کو معلوم بھی ہے کہ حند خدایرست مارونی اس کام کے لئے تیار بیٹھے ہیں ؟ اب ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ اس مہم کو سر کرنے کے لئے کوئی بہادر آدمی اُن کا سردار ہو ۔

تمپلر

اور آپ کے بطریق صاحب نے اس بہادر شخص
کی جگہ کے لئے مجھ ہی چنا ہے ؟

برادر

اُس کا خیال یہ ہے کہ فلپ اس کام میں
مدد دینے کے لئے اگر طولی سے حملہ کرے تو بہت
اچھا ہوگا .

تمپلر

اور برادر صاحب ، آپ مجھ ہی سے یہ کہہ رہے
ہیں ، مجھ سے ؟ اور آپ نے کیا مجھ سے یہ نہیں
سنا — ابھی تو سنا ہے — کہ میں صلاح الدین کا
کس قدر احساند ہوں ؟

برادر

جی ہاں ، یہ تو میں نے سنا ہے .

تمپلر

اور پھر بھی آپ ایسا کہتے ہیں ؟

برادر

جي هاڻ ، بطریق کا خیال یہ ہے کہ -- یہ
بہت اچھی بات ہے . مگر خدا اور آپ کی جماعت --

تہپلر

خیر ، ان دونوں کے نام سے تو کوئی فرق نہیں
پڑتا . نہ یہ خدا کا حکم ہے اور نہ میری
جماعت کا منشا ہے کہ میں بدمعاشی کا کام
کروں .

برادر

نہیں ، ہوگئے نہیں . بطریق کا خیال یہ ہے
کہ -- کہ جس کام کو انسان برا سمجھتا ہے وہ
خدا کے نزدیک برا نہیں ہوتا

تہپلر

صلاح الدین نے تو مجھے دوبارہ زندگی دی :
اور میں اُسی کی جان کا لاگو بن جاؤں ؟

برادر

توبہ توبہ ! — مگر بطریق کا کہنا یہ ہے کہ —
 کہ صلاح الدین ، کچھ بھی ہو ، عیسائیت کا دشمن
 ہے ، اور بہ ممکن ہی نہیں کہ اُسے کبھی یہ حق
 حاصل ہو کہ وہ آب کی دوستی کا دم پھرے !

تھیلر

خیر دوست نہ سہی : مگر اُننا تو ہو کہ میں
 اُس کے لئے آخر میں عدار اور نہایت کمینہ عدار
 تو نہ ثابت ہوں !

برادر

بالکل سچا . میں سلیم کرتا ہوں . مگو —
 تاہم ، بطریق سمجھتا ہے کہ — اگر کوئی خاص کام ،
 جس کے لئے کوئی شخص کسی انسان کا احسانمند
 ہو ، خود اُس شخص کی خاطر نہ کیا گیا ، تو وہ
 خدا اور انسان دونوں کی شکرگزاری سے آزاد ہے .
 اور بطریق کہتا ہے کہ جب ہمیں معلوم ہے کہ
 صلاح الدین نے صرف اُس وجہ سے آب کی جان

بخشی کی تھی کہ اب کے چہرے مہرے میں
کوئی ایسی خاص بات تھی کہ اُس سے اُسے اپنا
کم کستہ بیٹھی یاد آ گیا ۔ تو

تھپلر

ہاں ۔ تو بطریق کو یہ بھی معلوم ہے ! اچھا
بہر ؟ کنش کہ ایسا ہی ہوا ہے ! آہ صلاح الدین !
اگر فطرت نے میرے چہرے میں کوئی ایسی بات
رکھ دی ہے جو تمہارے بیٹھی کے حلیہ سے ملتی
جلتی ہے ، تو کیا میری سیرت میں بھی کوئی
ایسی بات نہ ہونی چاہئے جو اُس کی خصلت
سے ملتی جلتی ہو ؟ اور اگر کوئی ایسی بات ہو
تو کیا میں صرف ایک بطریق کی خوشی پوری
کرنے کے لئے اُسے دبا سکتا ہوں ؟ — ہائے فطرت ! نہ
تو ایسی چھوٹی ہے اور نہ خدا کے کاموں میں
کہیں ایسا تناقض ہے ! — برادر صاحب ! اب
جائیے ۔ بس اب میرے عصہ کو زیادہ نہ بھڑکائیے ۔
— جائیے ۔ جائیے !

برادر

جی ہاں، میں جاتا ہوں : اور جتنا خوش خوش آیا تھا اُس سے زیادہ خوش ہو کے جاتا ہوں . مجھے معاف کیجائیگا . مگر آپ جانتے ہیں کہ ہم بیچارے خاسقہ نشینوں کو اپنے بطریق کا حکم ماننا ہی پڑتا ہے .

چھٹا سین

تَمبَلر اور دایہ

تَمبَلر کبھی عرصہ سے دایہ کو کسی قدر فاصلہ سے دیکھ رہا تھا، اور اب دایہ اُس کی طرف دیکھتی ہے .

دایہ

[دل میں]

میں سمجھتی ہوں کہ شاید اس راہب نے اُسے کچھ خوشی کی حالت میں نہیں چھوڑا ہے .

خیر، یسر بھی مجھے ہست کر کے اپنا کام کر ہی
آنا چاہئے۔

تمپلر

[دل میں]

واہ، یہ خوب، وہ منل سچ ہے کم راہب اور
عورت، اور عورت اور راہب، شیطان کے پنچے ہیں۔
آج وہ مجھے دونوں پنچوں میں پھانس رہا ہے۔

دایہ

[دل میں]

خدایا یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔

[آواز سے]

اے حضور نائٹ، یہ آپ ہی ہیں کیا؟ خدا
کا شکر ہے، ہزار ہزار شکر ہے۔ — مگر یہ تو بتائے،
آپ اب تک چہرے کہاں رہے؟ — بیمار تو نہیں
ہو گئے تھے کہیں؟

تمپلر

نہیں تو۔۔

دایہ

تو آپ خیریت سے ہو ہیں ؟

تمپلر

ہاں

دایہ

اے صاحب، ہم لوگوں کو آٹ کی طرف سے
بڑا فکر لگ رہا تھا

تمپلر

سیج میچ ؟

دایہ

آپ ضرور کہیں باہر گئے ہوئے تھے، آئیں ؟

تمپلر

ہاں تھیک ہے

دایہ

اور ابھی آج ہی آئے ہیں نہ ؟

تھپلر

کل آیا

دایہ

دیشع کے ابا بیہی آج ہی آئے ہیں . اور شاید
اب دیشع کو امید ہو سکتی ہے

تھپلر

کس بات کی ؟

دایہ

اس بات کی جس کے واسطے اُس نے مجھ
سے کئی بار کہا ہے کہ اب سے پوچھوں . اُس کے
انا نے بھی بڑے اصرار سے کہا ہے کہ — آپ ضرور
ہمارے ہاں تشریف لائے وہ ابھی بابل سے چلے آ
رہے ہیں . اور اُنے ساتھ بیس اونٹوں پر جواہرات
موتی اور کمرے اور مسالہ اور خدا جانے کیا کیا
بیاری بیاری مال لائے ہیں ویسی چیزیں تو پھر
آپ جائے ایران اور شام اور چین ہی میں ملیں
تو ملیں . اور کہیں بیوڑا ہی ملتی ہیں

تھپلر

مجھے تو کچھ بھی نہیں خریدنا

دایہ

اُس کے بیٹائی بند اُس کی ایسی عزت کرتے
ہیں جیسے شاہزادوں کی . مجھے اچنکھا اِس بات
کا ہے کہ وہ لوگ اُسے دد داسنند ناسن“ کہتے ہیں .
دولتمند ناتن کیوں نہیں کہتے .

تھپلر

شاید وہ یہ سمجھتے ہوں کہ امیر اور داسنند
دونوں ایک ہی چیزیں ہیں .

دایہ

یہ تو سب ایک طرف رہا، اُنہیں تو یہ
چاہئے تھا کہ اُسے دد نیک ناتن “ کہتے .
صاحب، اب کیا جائیں وہ کیسے اچھے آدمی
ہیں . جیسے ہی اُنہیں خبر ہوئی کہ اب نے ہماری
ریشم پر اتنا برا احسان کیا ہے . جو اب اُس

وقت وصال ہوتے تو خدا جانے وہ اس شکرانے میں
آپ کے ساتھ کیسا کچھ سلوک کرے اور کیا کچھ
دے دالتے۔

تھپلر

خاں :

دایہ

آپ جانے آرہا دیکھئے آئیے ، دس حل کے
سہ دیکھ لیجئے۔

تھپلر

مگر ایسے لمحے کیسی جلدی گزر جاتے ہیں ،
تیر ؟

دایہ

آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں ، جو وہ ایسے
مہربان اور ایسے اچھے مزاج کے نہ ہوتے تو بھلا میں
اتنے دن اُن کے ہاں تکنے والی تھی ؟ آپ سمجھتے
ہونگے مجھے اتنی بچی خد بہیں کہ عیسائی آدمی

کی کتنی قدر ہوتی ہے ؟ نا صاحب ، میں نے اپنے گھوڑہ میں کبھی ایسی لوریاں نہیں سنی تھیں کہ میں اسے میاں کے ساتھ یہاں فلسطین کو خالی اس واسطے آؤں کہ ایک یہودی کی لڑکی کی خدمت کروں ۔ میرے میاں بڑے شریف آدمی تھے ، اور اُن دنوں قیصر فریدریک کے مُصاحب تھے —

تھپلر

اور وہ اصل جنم میں سویزرلینڈ کے رہنے والے ہے ، اور شہنشاہ معظم کے سامہ ایک ذرا سی ندی میں قلوب مرنے کو ائے لئے عزت بھی سمجھتے تھے اور نعمت بھی : یہی نہ ؟ — اری نیک بخت ! یہ باتیں تو پہلے بھی تم مجھے کئی دفعہ سنا چکی ہو ۔ اب آخر کب تک سنا سنا کے میرا سر کھایا کرو گی ؟

دایہ

سر کھایا کرونگی ! اے میرے آسمانی باپ !

تہپلر

ہاں ، اور نہیں تو کیا ؟ ناک میں دم ہی تو کر رکھا ہے . اب تو میں نے تہان لی ہے کہ نہ تم سے کبھی ملونگا اور نہ تمہاری بک بک سنونگا . اور مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میں بار بار اُنہی اُسی ایک کام کا ذکر سنے جاؤں جس کے کرنے کا میں نے کبھی ارادہ بھی نہیں کیا تھا . اُس کا خیال ہی اب میرے لئے بالکل ایک معما سا ہے . یہ تو خیر میں نہیں کہتا کہ میں وہ کام کر کے بھیجتا رہا ہوں مگر دیکھو ، جو آپ کے پھر کبھی ایسے ہی کام کی ضرورت ہوئی اور میں ایسی بھرتی سے اُسے نہ کر سکا ، اور میں نے خوب سا سوج لینے کے بعد بھی جلنے والے کو جل کے خاک سیاہ ہو جانے دیا ، تو یاد رکھو کہ اُس کا سارا گناہ تمہاری ہی گردن پر ہوگا .

دایہ

آے خدا نہ کرے !

تھپلر

خیر، تو اب تم مجھ پر اپنا احسان کرو کہ
 آج سے مجھے بھلا دو اور یاد نہ کیا کرو اور اُس
 لڑکی کے ناب سے بھی مجھے بچائے رکھو یہودی
 آخر بھر یہودی ہے، اور میں تھپرا اکھڑ شوانی۔
 اچھا، اب دھی وہ لڑکی خود سو اول تو اُس کا
 تصور کنھی مبرے ذہن میں دھا ہی نہیں، اور جو
 کنھی تھا بھی، تو مدت ہوئی کہ مت گیا۔

دایہ

تمہارا تصور تو اب نک اُس کے ذہن سے
 نہیں نکلا

تھپلر

بہن صاحب، بھلا میرے تصور کا وہاں کیا کام
 ہے؟

دایہ

کیا خبر ہے، لوگ ہمیشہ ویسے ہی تھوڑا ہی
 ہوتے ہیں جیسے وہ باہر سے دکھائی پڑے ہیں!

تھیلر

اُس سے بہتر سو شاید ہی ہوتے ہونگے !

[چل دیتا ہے]

دایہ

ذرا تھپڑے تو سہی : ایسی بیٹی کیا حلدی
کرتی ہے !

تھیلر

اُدی نیک بخت : تو کیوں مجھے اُن کھجوروں
سے متغیر کئے دیتی ہے ؟ مجھے اُن میں گھومنا بہت
سی اچھا معلوم ہوتا ہے ۔

دایہ

اچھا جاؤ ، میاں حرمی ریتھم جاؤ ! —

[دل مس]

بیر بیٹی مجھے اُس جاسور کا سراغ رکھنا
چاہئے ۔

[دایہ کچھ فاصلے سے اُس کا تعاقب کرتی ہے]

دوسرا ایکٹ

پہلا سین

سلطان کا محل

صلاح الدین اور ستہؑ تطرح کبیل رہے ہیں ۔

ستہؑ

صلاح الدینؑ یہ آپ کو کیا ہو گیا ؟ آج آپ
کیسے کبیل رہے ہیں ؟

صلاح الدینؑ

کیوںؑ کیا اچھا نہیں کبیل رہا ہوں ؟ میں
کچھ سوچ رہا تھا ۔

ستہ

میرے واسطے تو اچھا ہی ہے مگر نہیں " یہ
چال بھی کچھ تھیک نہیں . یہ حال واپس
لیجیتے .

صلاح الدین

وہ کیوں ؟

ستہ

آب کا یہ گھوڑا بت جائیگا .

صلاح الدین

ہاں " سچ سو ہے . اچھا " لو یوں ہی سہی .

ستہ

اب تو میں ابنا بیادہ آگے بڑھاتی ہوں .

صلاح الدین

تھیک — یہ تو شہ بڑ گئی .

ستہ

بیلہ اس حال سے آب کو کیا فائدہ ہوگا!
لیجئے یہ میں آئے بڑھتی ہوں . اور اے یہ
دیکھئے . اب آب کی یہ وہی پہلی سی حالت
ہے .

صلاح الدین

اصل یہ ہے کہ اس گورکھ دھندے سے کچھ
کیونے بغیر بھٹائی محال ہے . تم میرے گھوڑے
کو بیت دو . بس اور کیا کروگی ؟

ستہ

میں نہیں بیٹتی . چھوڑے دیتی ہوں .

صلاح الدین

تم نے مجھے کچھ بخش تھوڑا ہی دیا ہے .
بات یہ ہے کہ تمہارے لیئے یہ چال گھوڑے کے بیٹنے
سے زیادہ ضروری ہے .

ستہ

ہاں ، شاید ۔

صلاح الدین

ہاں ، تو یہ یکطرفہ فیصلہ تو مت کرو یہ
دیکھو ! لے چاہے شرط کر لو ، تمہیں میری اس جال
کا سان گمان بھی نہ تھا ۔ کیوں !

ستہ

ہاں ، تو میں یہ کیسے فرض کر لیتی کم آپ
اپنے فرزین سے تنگ آ گئے ہیں ، اور پتوا دینا
چاہتے ہیں ؟

صلاح الدین

فرزین کو ؟

ستہ

خیر ، اب تو معاملہ صاف ہے ۔ آج میں اپنے
ایک ہزار دینار تو جیت ہی لونگی ۔

صلاح الدین

وہ کیسے ؟

ستہ

آپ یہ بھی کیوں پوچھتے ہیں ؟ — آپ تو خود
 ہی دور لگا لگا کے اور جان بوجھ کے ہارتے ہیں ۔
 اور پھر بھی میں نقصان میں رہتی ہوں ۔
 ایک تو ایسے کیل میں کچھ مزا نہیں آتا ۔ دوسرے
 اگر میں ہار بھی جاؤں ، تب بھی مجھے بہت
 کچھ مل رہتا ہے ۔ اب میری منق کی کمی کی
 وجہ سے میری تسلی جو کرا چاہتے ہیں تو مجھے
 شرط سے بھی دگنا دے ڈالتے ہیں ۔

صلاح الدین

میری ذرا سی بہن ! معلوم ہوا تم جب ہارتی
 ہو ، تو دانستہ ہارتی ہو ۔ کیوں ، ہے نہ ؟

ستہ

ہاں ، بھائی جان ، شاید آپ کی فیاضی ہی

س کا سبب ہے کہ مجھے اب تک اچھی طرح کھیلنا
نہ آیا .

صلاح الدین

ان باتوں میں کھیل تو ہمارا بیوں ہی رہ گیا .
لاؤ ، اسے ختم ہی کر ڈالیں .

ستہ

اچھا ، یہ بات ہے ؟ سو لیجئے بہ شہ ہوئی ؛ اور
یہ ایک اور شہ !

صلاح الدین

ارے ! مجھے تو اس دھری دھری شہ کا خیال
بھی نہیں تھا . اب تو مجھے اندیشہ ہے کہ میرا
فرزبن بھی گیا بلکہ مات بھی ہوئی ہی سمجھو .

ستہ

دیکھیں اب اب کیسے بچ کے بھاگتے ہیں !

صلاح الدین

نہیں ، نہیں — تم میرے فرزین کو ضرور بیت دو .

مکتھے اِس مہرے سے کدپی فائدہ ہوا ہی نہیں

ستہ

کیا یہی مہرہ ایسا ہے ؟

صلاح الدین

لے لو . بیٹ لو . اِس میں کہئی حرج نہیں

اب میرے سب مہرے محفوظ تھیں .

ستہ

میرے بھائی نے مجھے خوب اچھی طرح سکھا

دیا ہے کم بیگمات سے حسن سلوک سے بیس آنا چاہئے .

[یہ کہ کے فرزین کو یوں ہی چھوڑ دیتی ہے .]

صلاح الدین

اب جائے تم فرزین کو چھوڑ دو . چاہے لے لو .

آپ وہ میرا تو ہے نہیں

ستہ

مگر ضرورت ہی کیا ہے ؟ شہ ! — شہ !!

صلاح الدین

چلی چلو !

ستہ

ستہ ! اور ستہ !! اور پھر ستہ !!!

صلاح الدین

اور مات !

ستہ

نہیں - بوری مات سو نہیں ہے . — بھائی ، اب
بھی اِنے گھوڑے کو آگے بڑھا دیجئے اور دیکھئے کیا
ہوتا ہے — مگر نہیں اب آپ جو جی چاہے کیجئے ،
بات وہی ہے .

صلاح الدین

بہت تھیک ! — تم جیت گئیں . حافی کو
چاہئے کہ تمہارا روپیہ ادا کر دے . اُسے جلدی بلاؤ .
ستہ ، تم نے غلط نہیں کہا . میں دل لگا کے نہیں کھیل

رہا تھا : کسی اور سوح میں تھا . آخر یہ لوگ ہمیں یہ صاف بے نشان سے مہرے کیوں دے دیتے ہیں ؟ نہ ان میں کسی چیز کی تصویر ہے اور نہ ان سے کسی چیز کا تصور بندھتا ہے . شاید وہ لوگ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ میں کسی امام صاحب کے ساتھ کیلنے کے لئے منگا رہا ہوں ! — مگر یہ بھی کوئی بات ہے ؟ یہ بھی میں نے ہار خانے کے لئے ایک عذر تراشا ہے . پہلا میرے ہارنے میں ان بیچارے کے صورتے مہروں کا کیا قصور ہے ؟ تمہاری اعلیٰ ہند مندی ، تیز نگاہی اور گہری توجہ نے آج تمہیں جتایا ہے .

ستہ

آپ ایسی ایسی باتیں کر کے اپنی شکست کا غم غلط کرنا چاہتے ہیں یہی سمجھ لینا کافی ہے کہ آپ کسی سوح میں تھے اور مجھ سے زیادہ بیدلی سے کمیل رہے تھے

صلاح الدین

تم سے زیادہ ؟ تو صاحب ! تم کیوں بیدلی سے

کھیل رہی تھیں ؟ تمہیں کیا فکر تھی ؟

ستہ

خیر، میری فکر کا سبب آب کی فکر نہ تھی ؛
مگر بھائی ۔ اب ہم بھر کب اسی ذوق و شوق سے
کھیلینگے جیسے ہمیشہ کھیلا کرتے تھے ؟

صلاح الدین

اب آئندہ سے ہم پہلے سے زیادہ ذوق سے کھیلا
کرینگے ۔ -- کیا تمہارا خیال ہے کہ جنگ جلدی ہی
چھڑ جائیگی ؟ -- اُنہم، جتنی جلدی ہو ، اچھا
ہے ! -- چاہے ابھی ہو جائے ! -- لڑائی میری چھیڑی
ہوئی تھوڑا ہی ہے ۔ اور میں تو اب بھی عارضی
صلاح کی توسیع کرنے کو تیار ہوں ؛ بلکہ یہ بھی
چاہتا ہوں کہ وہ شخص بھی میرے ہاتھ لگ جائے
جو میری بہن ستہ کا ہمدم ہونے کے قابل ہے ۔
میری مراد رجرتہ* کے بھائی سے ہے ۔ وہی ، رجرتہ
کا بھائی ۔

ستہ

بس آپ کو تو ہر وقت اُنہ دُحرّہ کی تعریف
کرنے کی ہی بڑی دھتلی ہے ۔

صلاح الدین

اُس کی بہن اگر ہمارے * مَلِک کی دُلبہن بن
جاتی ۔ تو کیسا اچھا گھر بنتا : اور یہ خاندان دوئے
رمین کا بہترین اور اولین خاندان بن جاتا ۔ سنتی
ہو بہن ! مجھے اپنے گھروالوں کی تعریف کرنے میں
کوئی عار نہیں ہے ۔ میں اُنہ دوستوں کے قابل
ہوں ۔ — اہو ہو ۔ ایسے خاندان سے کیسے کیسے
حوانرد پیدا ہوتے !

ستہ

میں ہمیشہ آپ کے اِس مزیدار خواب کا مذاق
زُایا کرتی تھی کہ نہیں ؟ نہ تو آپ کو خدو ہے اور
نہ کبھی ہوگی کہ عیسائی لوگ کیسے ہوتے ہیں ۔
اِن لوگوں کو عیسائی ہونے کا فخر ہے ۔ اسان ہونے کا

فخر نہیں ہے اور تو اور وہ جیز جس نے ان کے پیغمبر کی بیدائش کے وقت سے ان کو توہم کے خالص انسانی رنگ میں رنگ دیا ہے ، اُس کی بھی یہ لوگ اس لئے قدر نہیں کرتے کہ یہ انسان کی فطرت میں ہے بلکہ اس لئے کہ یہ مسیح کا قول ہے مسیح کا عمل ہے ۔ وہ تو کہیئے غنیمت ہے کہ مسیح ایسے نیک انسان تھے ، اور یہ لوگ اُن کی نیکیوں کو تسلیم کرتے ہیں ۔ — مگر اِس فضیلت سے بھی کیا حاصل ہے ؟ کیونکہ یہ لوگ اُن کی نیکیوں کی نہیں ، بلکہ ان کے نام کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں ، تاکہ وہ اور بزرگوں کے ناموں پر ابر کی طرح چھا جائے اور اُن کو چھبا دے ۔ یہ لوگ صرف اُن کے نام سے غرض رکھتے ہیں اور بس ۔

صلاح الدین

شاید تمہارا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ لوگ تمہارے اور ملک کے عیسائی ہو جانے پر کیوں اصرار کرتے گویا عیسائی ہوئے بغیر

نہ کوئی بیوی اُنے شوہر سے محبت کر سکتی ہے
اور نہ شوہر اُنہی بیوی سے ؟

ستہ

ہاں ۔ یہی مطلب ہے ۔ اُن کے نزدیک صرف
ایک عیسائی شخص ہی اُس محبت کا ادارہ
کر سکتا ہے جو خدائے خالق نے بیوی اور شوہر
کے دلوں میں رکھ دی ہے !

صلاح الدین

عیسائی ایسی ایسی بہت سی بیہودگیوں کے
قائل ہیں ؛ اُس لئے اگر اُن کا یہ خیال بھی
ہو تو کوئی اچندے کی بات نہیں — مگر دیکھو تو ،
تم بھی غلطی پر ہو اِن میں سے جو لوگ
میرے مقصدوں میں رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں
اور عکّہ کو اپنے حریص بنجوں سے جھوڑا نہیں
چاہتے ، وہ تسلیم نہیں نہ کہ عیسائی ۔ اور
عکّہ ہی وہ مقام ہے جسے رجرتہ کی بہن ہمارے
بچائی ملک کے ہاں جہیز میں لے کے آتی ۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ اپنے سداہیانہ مقصدوں کو چھپائے رکھنے کی غرض سے ان لوگوں کو راہب بن کے بھی دھنا بڑتا ہے ؛ اور راہب بھی ایسے کم بالکل سیدھے سادے ، بھولے بالے ! اور مزا یہ ہے کہ صرف ایک عارضی فتح حاصل کرنے کے لئے ان لوگوں نے اس عارضی صلح کے ختم ہونے کا بھی انتظار نہیں کیا ، — اچھا ہے . یوں ہی چلنے دو ! — اور کیا .

حلنے دو اسی طرح — میرا اس میں کوئی حرج نہیں کس کم اور سب باتیں بچی ویسی ہی ہو جائیں جیسی کم جاہلے

ستہ

بھائی ، یہ اب کو کیا ہو گیا ؟ اب آخر اور کس چیز کی پریشانی ہے ؟

صلاح الدین

بات کیا ہوتی ، وہی پریشانی جو مجھے ہمیشہ دھتی ہے . میں والد سے ملنے کو

[سین ۱]

ناتن

[ایکٹ ۲]

لنڈن* گیا تھا وہ بھی اُسے فکروں میں گھلے
جا رہے ہیں ، اور ..
ستہ

افسوس !

صلاح الدین

اُن کا کام کسی طرح نہیں چلتا . ہر طرف
سے تنگی ہی تنگی ہے کبھی یہاں کمی پڑ
جاتی ہے . کبھی وہاں .

ستہ

کاہے کی تنگی ؟ کاہے کی کمی ؟

صلاح الدن

اُسی کی ، جس کا میں نام بھی نہیں
لینا چاہتا . وہی ، جو میرے پاس ہوتا ہے تو
بیکار معلوم ہوتا ہے ، اور جب نہیں ہوتا تو بے

اس ڪے ڪام چلتا نظر نهين آتا — حافي ڪهاڻ
 هه ؟ ڪوئي اُسے بلانے ڳيا ڪم سهين ؟ آءُ ، يه
 ڪمبخت . ملعون زر ! — اڃا ، حافي تم آ گئے !
 [حافي آتا هه]

دوسرا سين

حافي ، صلاح الدين اور سته

حافي

غالباً مصر سے روپيه آچڪا هه . خدا ڪرے
 بهت سا هو !

صلاح الدين

ڪيا تمهين اس ڪي خبر مل چڪي هه ؟

حاذي

مجھے ؟ جي نهين ، مجھے خبر نهين . مير
 خيال ته ڪم آ ڳيا هوگا ، اور اسي ڪو دينے ڪے لئے

مجھے حضور نے یاد فرمایا ہے ۔

صلاح الدین

بہر حال ، تم ستہ کو ایک ہزار دینار ادا
کر دو

[فکر مند ہو کر ادھر ادھر تپنے لگتا ہے ۔]

حافی

حضور ، ادا کروں یا وصول ؟ یہ تو کچھ نہ
لینے سے بھی بدتر ہوا — اور ستہ کو ؟ — پھر
ستہ کو ؟ پھر شکست ہوئی ؟ — اب کے پھر
شطنج میں ہار گئے ؟ — اِخّاه بساط تو یہیں
رکھی ہے !

ستہ

تسہیں میری جیت گوارا نہیں ، آئیں ؟

حافی

[بساط کو عور سے دیکھ کر]

کیا فرمایا ؟ گوارا نہیں ؟ حالانکہ — آپ کو

خوب معلوم ہے کم

ستہ

[اسارہ کرے]

ہونہم — حافی — ہونہم !

حافی

[بساط کو اچھی طرح دیکھ کر]

سرکار ! آب کو تو خود ہی گوارا نہیں !

ستہ

حافی ، ہشت !

حافی

[ستہ سے]

یہ سفید مہرے آب کے تھے ؟ آب ہی نے شہ
دی بھی ؟

ستہ

[دل میں]

شکر ہے ، بھائی نے نہیں سنا .

حافی

یہ ان کی جاں ہے ؟

ستہ

[حافی کے قریب ہو کر]

ان سے کہ دو کم مجھے روپیہ ادا کیا جا سکتا

ہے .

حافی

[بساط پر جیکے ہوئے]

جی ہاں ، جیسا آپ ہمیشہ لیا کرتی ہیں
اب کے بیبی مل جائے گا .

ستہ

کیا واہیات ہے ! دیوانے ہوئے ہو کیا ؟

حافی

ابھی کھیل ختم تھوڑا ہی ہوا ہے حضور ، آپ
تو اب بھی جیت سکتے ہیں !

صلاح الدین

[بے پروا ہی سے]

خیر ، خیر ! تم روپیہ دے دو . دے دو .

حافی

دے دوں ، حضور ؟ دے دوں ؟ حضور کا فرزین
تو یہ رکھا ہے !

صلاح الدین

[اُسی طرح]

اُرے میاں ، اس کا شمار نہیں ہوتا . اُس کی
چال ہی نہیں ہے .

ستہ

[علیحدہ ، حافی سے]

بس رہنے دو . تم کہ دو کم میں روپیہ منگا
سکتی ہوں .

حافی

[بساط کے معائنہ میں غرق]

جی سرکار ! سجا ہے شیشہ یوں ہی ہوتا
 ہے ۔ — فرزین کی حائل نہ سہی وہ پت ہی گیا
 سہی نیر بھی کسی طرح مات نہیں ہے !

صلاح الدین

[آگے بڑھ کے ' اور بساط کو زمین پر پٹک کے]
 تار مجھے مات ہے میں یوں ہی چاہتا
 ہوں بس ۔

حافی

ماشاء اللہ ! جیسا کھیل ویسی جیت ۔ اور جیسی
 جیت ہے ویسے ہی شرط کا رویہ بھی ادا کیا
 جائیگا ۔ بہت خوب !

صلاح الدین

[ستہ سے]

یہ کیا کہ رہا ہے ؟ کیا بک رہا ہے ؟

ستہ

[بار بار حافی کو اسارہ کرے]

بھائی آپ تو اسے خوب جانتے ہیں . ہر کام
میں روزے اٹکاتا ہے . جاہتا ہے کم اس کی منت
کی جائے : جل مرنا ہو ہی

صلاح الدین

تم سے جلتا ہے ؟ نہیں بہن ، تم سے نہیں
جلتا ہوگا . حافی ! میں یہ کیا سن رہا ہوں ؟
تم اور حاسد ؟ کیوں ! —

حافی

حی حضور ، شاید ! ہو تو سکتا ہے ! — کلش
ان کا سا دل اور دماغ میرے پاس بھی ہوتا .

ستہ

مگر آج تک تو بھائی نے میری شرطیں پوری
پوری ادا کی ہیں ، اور آج بھی پوری ہی ادا
کرینگے . اب تم ان کو ورغلاؤ مت ! — لے اب جاؤ ،
میاں حافی جاؤ ! مس رو بہ خود منگا لونگی .

حافي

جي نهين ، مين ايسي لغويت سے باز آيا .
آخر ڪيئي نه ڪيئي تو بتانا هي ڇڏيا .

صلاح الدين

ڪيسے ؟ ڪيا ؟

ستہ

حافي . تمہارا يہي وعدہ ٿيا ؟ تم نے جو مجھے
قول ديا ٿيا وہ يوں هي پورا هوگا ؟

حافي

مجھے ڪيا خبر ٿي سرڪار . ڪم بات اتني دور
تڪ پهنچيڻي

صلاح الدين

وہ هے ڪيا آخر ؟ مين تو خاك نه سمجها .

ستہ

حافي ، ذرا مہر باني ڪرڪے سوج سمجھ ڪے بات
ڪرو .

صلاح الدین

یہ تو کچھ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے !
وہ کیا بات ہے جس کے لئے یہ ایک احنسی شخص
سے اس شد و مد سے التجائیں کر رہی ہے . اور
تو اور ، ایک درویش سے ! میں آخری اس کا بھائی
ہوں ، مجھ سے کیوں نہیں کہتی ! — حافی
دیکھو میں تم کو حکم دیتا ہوں : بولو ، وہ کیا
بات ہے ؟

ستہ

بھائی جان ، آپ کو ایک ذرا سی بات بر اتنا
پریشان نہ ہونا چاہئے . بھلا اِسا بھی کیا ہے ،
آپ ناحق کو گھبرائے جاتے ہیں . اب خوب جانتے
ہیں میں پہلے بھی کئی دفعہ شطرنج ہی میں آپ
سے ایسی ایسی رقمیں جیت چکی ہوں . اب اس
وقت نہ مجھے روئے کی ضرورت ہے ، اور نہ حافی کے
خزانہ ہی میں اتنا روپیہ ہے . اِس لئے میں فی
الحال اسے آپ کے ذمے بقایا دھنے دیتی ہوں . مگر

بیٹائی جان ۔ میرا تو گز یہ ارادہ نہیں کہ یہ روپیہ
آپ کو دے دوں ، یا حافی کے خزانہ کی نذر
کروں !

حافی

مگر اتنی سی سی بات تو تھی تب یہ
غنیست تھا ۔

ستم

ہاں ایسی ایسی اور رقمیں بنی تو ہیں جنہیں
میں نے امانت کے طور پر خزانہ ہی کے صندوق
میں جپوز رکھا ہے ۔ اچھا ۔ اور وہ جو آپ نے
مجھے چند مہینے تک وظیفہ دیا تھا وہ بھی باقی
پڑا ہے !

حافی

ابھی معاملہ ختم تھوڑا ہی ہوا ہے

صلاح الدین

ابھی ختم نہیں ہوا ؟ — بتاؤ پھر اور کیا
ہے ؟

حافی

جب سے ہم مصر سے روپے کے آنے کے انتظار میں
ہیں ، انہوں نے

ستہ

[صلاح الدین سے]

بھائی ، آپ اس شخص کی بک بک کیوں سن
رہے ہیں ؟

حافی

صرف یہی نہیں کہ انہوں نے مجھ سے کچھ نہیں
لیا ، بلکہ

صلاح الدین

کیسی اچھی لڑکی ہے ! ہاں تو یوں کہو کہ انہوں
نے قرض بھی دیا ہے . کیوں !

حافی

حضور ، انہوں نے آپ کے دربار کا تمام خرچ ادا کیا
ہے ، اور ہمیشہ سے ب کے تمام خرچ کو اسی طرح بغیر

امداد کے بورا کرتی رہی ہیں ۔

صلاح الدین

[ستہ کو سینے سے نکالے]

تال ے شک میری بہن ایسی ہی ہے :

ستہ

مگر مجھے ایسے کام کرنے کے لئے اتنا مامدار کس
نے بڈایا ؟ میرے بھائی نے ہی نہ ؟

حقی

ابہیں بھی وہ بہت جلدی ایسا ہی کنگال
کر دینگے جیسے خود تیں ۔

صلاح الدین

میں کنگال ہوں ؟ ستہ کا بھائی کنگال ہے ؟
اس وقت میرے پاس جو دولت ہے ، تم ہی بتاؤ کہ
اس سے کب زیادہ تھی اور کب کم : ایک لباس ،
ایک تلوار ، ایک گھورا — اور ایک آلہ ؟ اور مجھے
جانتے ہی کیا ؟ اور یہ دولت میرے ہاتھ سے کہاں

جا سکتی ہے ؟ پھر بھی حافی ، مجھے دم سے شکایت
ہے .

ستہ

نہیں بھائی ، اس بچارے سے کیا شکایت . کس
میں اسی طرح انا جان کے فکروں کو بھی کم
کر سکتی !

صلاح الکناہین

آہ ! تم نے بھر میری خوشی پر پانی پھیر دیا
مجھے تو نہ کسی حیز کی حاجت ہے ، نہ ہو سکتی
ہے . مگر ان کو حاجت ہی حاجت ہے ؛ اور ہم
سب ان کے ساتھ شامل ہیں . اب بتاؤ میں کیا
کروں . مسکن ہے مصر سے روپیہ آنے میں ابھی دیر
ہو . خدا جانے یہ دیر کیوں ہو رہی ہے . وہاں
نو ہر طرح کا امن امان ہے — میں ہانہ، روکنے کو ،
خرج میں کسی کرنے کو ، روپیہ بچانے کو تیار ہوں ، مگر
وہیں تک جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے اور میرے
سوا کسی دوسرے کو تکلیف نہیں پہنچتی . مگر اس

سے بھی کیا کام چلیگا؟ ایک گیمبر۔ ایک جادو، ایک تنویر، یہ چیزیں سو میسرے داس ہونی ہی چاہئیں۔ اور آٹھ کے معاملے میں بھی کوئی کنایت نہیں ہو سکتی۔ وہ سو یوں بھی بہت کم مانگتا ہے: وہ بس میرا دل مانگتا ہے اور کچھ نہیں مجھے قسم ہے اُنہی حان کی۔ حافی مجھے تمہارے حزانے کی بکست ہو رہا بیروسا تھا۔

دستی

بچت؟ اب حضور خود دستی فرمائیں کم اگر میں کچھ بکست دکھانا تو حضور مجھے سولی پر جوتا دیتے یا نہیں؟ باکم سے کم میرا گلا تو ضرور گھونٹ دیا جائے گا۔ اس سے تو روپیہ غنم کر لینگے ہی میں کم خطرہ تھا!

صلاح الدین

خیر، تو اب بتاؤ کیا کیا جائے؟ کیا تم پہلے ہی بے نہیں کر سکتے تھے کہ ستھ کے سوا کسی اور سے قرض لیتے؟

ستہ

بھائی ، آپ سمجھتے ہیں کہ میں اپنا اپنا برا
حق چھوڑ دوں گی ، اور وہ بھی اُس کے ہاتھ میں ؟
میں تو اب بھی اسے حق کی دعویٰ دار ہوں میں
بھی ایسی بالکل کنگال بھوڑا ہی ہو گئی ہوں

صلاح الدین

بالکل کنگال نہیں ہوئیں ؟ ہاں ، بس اُسی کی
کسر تھی . حافی ، جاؤ جلدی جا کے انتظام کرو . جس
سے اور جس طرح سے بٹے روپیہ جمع کر کے لاؤ . جاؤ ،
وعدے پر قرض لو . بس اتنا خیال رکھنا کہ اُن
لوگوں سے قرض نہ لینا جن کو خود میں نے دولت مند
بنایا ہے . اُن سے قرض لینا تو ایسا ہی ہے کہ گویا
میں اُن سے اپنے انعامات و اس لئے لیتا ہوں . جو
لوگ سب سے زیادہ کنبجوس ہوں اُن ہی کے پاس
جاؤ . ایسے ہی لوگ جلدی سے روپیہ دینگے بھی .
وہ خوب جانتے ہیں کہ اُن کا روپیہ میرے پاس کتنا
کچھ پھلتا پھلتا ہے .

حافی

حضور ، میں تو ایسے کسی شخص کو نہیں
جانتا .

ستہ

آے ہے . مجھے ابھی یاد آیا حافی ، میں نے
سنا ہے تمہارا دوست واپس آ چکا ہے .

حافی

دوست ؟ میرا دوست ؟ وہ کون ہے ؟

ستہ

وہی یہودی جس کی تم بڑی تعریفیں کیا
کرتے ہو

حافی

یہودی کی تعریفیں کیا کرتا ہوں ؟ میں
تعریفیں کیا کرتا ہوں ؟

ستہ

ہاں . وہی جسے خدا نے — دیکھو مجھے
تھیک تھیک تمہارے لفظ یاد آگے — جسے خدا
نے دنیا کی بڑی سے بڑی اور جھوٹی سے جھوٹی
سب طرح کی بے شمار نعمتیں دی ہیں

حافی

کیا میں بے ایسا عرص نہیں کیا تھا ، سرکار ؟
میرا اس سے کیا مطلب تھا ؟

ستہ

سب سے جھوٹی نعمت ، دولت : اور سب سے
بڑی نعمت ، عقل .

حافی

کیا سرکار ؟ ایک یہودی کے بارے میں ؟ میں
نے کسی یہودی کے بارے میں ایسا کہا تھا ؟

ستہ

اجھا ، تم نے اپنے دوست ناتن کے بارے میں ایسا

نہیں کہا تھا ؟

حافی

جی ہاں سرکار بچا ہے اُس کے بارے
میں -- دُش کے بارے میں ۔ -- مجھے اُس کا خیال بھی
نہیں آیا ۔ سرکار -- تو یہ سچ ہے کہ آخر وہ ایسے گھر
و اُس آگیا ؟ ہاں ! سب تو سرکار معلوم ہوتا ہے اُس
کے کام خاصہ حل دیتا ہے ۔ -- جی ہاں ! اُسے لوگ
کسی زمانے میں دانستند کہا کرتے تھے : اور دولت مند
بھی ۔

سند

اب تو لوگ کہتے ہیں وہ ایسا امیر ہو گیا ہے
کہ پہلے کبھی نہ تھا شہر بھر میں غل مچ
دھا ہے کہ وہ بہت سی دولت بڑی بڑی قیمتی
چیزیں لایا ہے ۔

حافی

خیر اگر وہ پھر امیر ہو گیا ہے تب تو سبجئے
کہ وہ عقلند بھی ضرور ہو گیا ہوگا ۔

ستہ

حافی ، تمہارا کیا خیال ہے ؟ تم اُسی کے پاس
کیوں نہ جاؤ ، آئیں ؟

حافی

اُس کے پاس کیوں نہ جاؤں ؟ قرض مانگنے ؟
سرکار ، آپ اُسے کیا سمجھتی ہیں ؟ بھلا وہ قرض
دینے والا ہے ! اُس کی عقل مندی اُسی میں تو ہے
کہ وہ کسی کو قرض نہیں دیتا .

ستہ

تم نے تو پہلے میرے سامنے اُس کا بالکل اور
ہی نقشہ کھینچا تھا .

حافی

سخت ضرورت کے وقت وہ چیزیں دے دیگا ،
مگر روپیہ تو وہ ہرگز ہرگز نہ دیگا . — پھر بھی ،
اور باتوں میں وہ اور یہودیوں کی طرح نہیں
ہے . وہ عقل رکھتا ہے ، زندگی بسر کرنا جانتا

ہے ۔ اور شطرنج خوب کھیلتا ہے ۔ مگر صرف اچھی باتوں میں نہیں بلکہ بری باتوں میں بھی وہ اور سب یہودیوں سے بڑھا ہوا ہے — سرکار ، اس پر کبھی بیروسا نہ کیجائیگا ! — یہ سچ ہے کہ وہ محتاجوں کو دیتا ہے ، اور شاید اتنا ہی دیتا ہے جتنا ہمارے سرکار دیتے ہیں ۔ یا خیر ، اگر اتنا نہیں بھی دیتا تو اُسی طرح خوشی سے ضرور دیتا ہے ۔ مگر ہے عجب قماش کا آدمی ۔ عیسائی ، مسلمان ، آتش پرست ، اُس کے لئے سب برابر تھیں ۔

ستہ

وہ ایسا آدمی ہے تویر . . .

صلاح الدین

مگر یہ کیا بات ہے کہ میں نے اس شخص کا حال نہیں سنا ..

ستہ

تو کیا وہ بھائی جان کو بھی قرض نہ دیگا ؟

سلطان صلاح الدین کو بھی نہ دینا ؟ یہ تو بچارے
 اوروں کے لئے مانگتے ہیں ، کچھ اُنے واسطے تھوڑا ہی
 ننتے ہیں ۔

حائے

سرکار ، یہودیوں میں یہی بات ہے ۔ اور وہ بھی
 ایسا کم ظرف یہودی ! — بقیں جائے حضور میں
 سچ سچ عرص کر رہا ہوں کہ جہاں فیاضی سے واسطہ
 پڑتا ہے اُسے آپ سے بے حد حسد ہے اور ایسا معلوم
 ہوتا ہے کہ دنیا میں جتنی دفعہ وہ خدا پیرا بچلا
 کرے ، کہا جائے ، وہ یہ جاہتا ہے کہ وہ سب اُسی
 کے واسطے ہو اور بھی وجہ ہے کہ وہ کبھی کسی کو
 قرض نہیں دیتا ، اور اپنے پاس ہر وقت اتنا رکھنا
 جاہتا ہے کہ لوگوں کو خوب سا دے سکے ۔ مگر ،
 چونکہ اُس کی شریعت نے خیرات کا حکم دیا ہے
 مگر میٹھے بول کا حکم نہیں دیا ، اس لئے اُسی
 خیرات نے اُس کی سخت کو دنیا میں سب سے
 زیادہ اکل کھرا کر رکھا ہے ۔ یہ تو صحیح ہے کہ
 کچھ دنوں سے مجھ میں اور اُس میں کچھ کشیدگی

سی ہے مگر اُس سے یہ خیال فرمائے کہ میں اُس
 ے ساتھ بے انصافی کرتا ہوں۔ اُس میں اور تو سب
 باتیں اچھی تھیں۔ بس ایک بیٹی خرابی ہے کہ وہ
 قرص نہیں دیتا تو اب میں جا کے اوروں کا دروازہ
 کھٹکھٹاتا ہوں۔ انا اسے خوب یاد آیا۔ مراکش
 کا ایک مسلمان ہے وہ امیر بیٹی ہے اور کنجوس
 بیٹی — اچھا۔ اب میں چلتا ہوں۔

ستہ

حافی۔ ایسی بیٹی کیا جلدی ہے۔

صلاح الدین

جانے دو، جانے دو۔

[حافی جاتا ہے۔]

قیسراً سین

ستہ اور صلاح الدین

ستہ

[حافی کو حاتے ہوئے دیکھ کر]

وہ تو ایسی جلدی جلدی جا رہا ہے جیسے بھاگنا
 ہی چاہتا تھا۔ آخر وہ کرنا کیا چاہتا ہے ؟ سوال
 یہ ہے کہ اُس نے ناتن کے بارے میں خود دھوکا کھایا
 ہے یا ہمیں دھوکا دینا چاہتا ہے ؟

صلاح الدین

یہ کیوں ؟ اور مجھ سے کیوں بوجھتی ہو ؟ مجھے
 تو اب تک یہی نہ معلوم ہوا کہ تم لوگ کس کے
 متعلق باتیں کر رہے ہو ؛ میں نے تو آج تک تمہارے
 اس یہودی ناتن کا نام ہی نہیں سنا تھا ۔

ستہ

یہ کیسے ممکن ہے کہ اُب ایسے شخص سے واقف

نہ ہوں جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اُس نے حضرت سلیمان اور حضرت داؤد کی قبروں کو بھی تاراج کر ڈالا ہے۔ کہتے ہیں اُس کے پاس اسم اعظم ہے، اور ایک خفیہ عمل ہے جس سے وہ اُن کی مہریں توڑ سکتا ہے، اور وہیں سے آئے دن ایسی ایسی قیمتی چیزیں نکال نکال کے لاتا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہیں کی ہیں اور کہیں کی نہیں

صلاح الدین

اگر فرض بی کر لیا جائے کہ اُس نے اپنی تمام دولت قدروں ہی میں سے کبود کبود کے نکالی ہے، تب بھی یہ ظاہر ہے کہ حضرت سلیمان یا داؤد کی قبر میں سے نہیں نکلی بلکہ اُن قبروں سے نکلی ہے جن میں بیوقوف گرے ہوئے ہیں۔

ستہ

یا بدمعاس ہونگے! — بہر حال، کہیں سے پیدا کی ہو، مگر اتنا ضرور ہے کہ اُس کی دولت قارون کے خزانہ سے زیادہ ہے، بے انتہا ہے۔

صلاح الدین

یہ تو طاہر ہے ، کیونکہ میں نے سنا ہے وہ سوڈاگر
ہے ۔

ستہ

اُس کے بار بردار جانور ہر راستہ پر دکھائی دیتے
ہیں ۔ اُس کے قافلے ہر صحرا میں ملتے ہیں ۔
اُس کی کشتیاں ہر بندر میں کھڑی رہتی ہیں
اُسی حافی نے مجھ سے اکثر یہ بیان کیا ہے
بلکہ وہ یہ بھی کہا کرتا ہے کہ اُس کا یہ یہودی
دوست اپنی اِس عٹلمندی اور محنت سے کمائی
ہوئی دولت کو بڑی شان و شوکت اور شرافت سے
صرف کرتا ہے اُس کا دل تعصب سے بالکل پاک
ہے ، نیکی حاصل کرنے پر آمادہ اور نیک کام کرنے
پر تلا رہتا ہے ۔

صلاح الدین

مگر باوصف اِس کے وہ ابھی اِس قدر مشکوک
لہجہ میں اور ایسی سرد مہری سے اُس کا ذکر
کر رہا تھا ۔

ستہ

نہیں " سرد مہری تو نہیں بھی گھمراہت تھی . اُسے
 شاید شک تھا کہ کہیں وہ اُس کی حد سے زیادہ
 تعریف تو نہیں کر رہا ہے . پھر یہ بھی خیال
 ہوگا کہ اُس بیچارے کو ناحق الزام بھی نہ دے . —
 کیا واقعی یہ بات ہے کہ اُس کی قوم کا بہترین
 آدمی بھی اپنی قوم کی کمزوریوں سے بچا ہوا نہیں ؟
 شاید یہی وجہ تھی کہ حافی کو شرمندگی سی
 ہو رہی تھی . — خیر ، جو کچھ بھی ہو ، وہ اور
 یہودیوں سے زیادہ ہو یا کم ، امیر تو وہ ضرور ہے .
 اور ہمارے لئے یہی کافی ہے

صلاح الدین

مگر بہن ، تم اُس کی دولت جبر کر کے تو
 نہیں لے سکتی ہو

ستہ

خوب ! جبر سے آپ کی کیا مراد ہے ؟ آگ
 اور تلوار کے درد سے ؟ نہیں ، ہرگز نہیں . کمزور

آدمیوں کے لئے جبر کی کیا ضرورت ہے ؟ خود
 اُن کی کمزوری ہی کافی ہے . — اچھا ، بھائی جان
 چلئے ، حرم میں چلیں میں نے ابھی کل ہی
 ایک مغنیہ خریدی ہے . آپ کو اُس کا گانا
 سنواؤں گی . اور ہاں ، میں نے ناتن کے بارے میں
 ایک تدبیر سوچی ہے . اتنی دیر میں اُس پر
 بھی غور کر لوں گی . آئے چلیں .

چوتھا سین

ناتن کے مکان کے سامنے جہاں کھجوروں
 کا جھنڈا ہے

[ناتن اور ریشہ باہر آتے ہیں . دایہ باہر
 سے ان کی طرف آتی ہے .]

ریشہ

اُبا تم نے بڑی دیر کر دی . اب تو وہ نہیں

مل سکتا ۔

فاتن

خیر : جو وہ ان کھجوروں میں نہ ملا ، تو ہم
اُسے کہیں اور ڈھونڈینگے ۔ دراصل صبر کرو ۔ وہ دیکھو !
دایہ ہمارے ہی طرف آ رہی ہے ؟

ریشع

اُس نے اُسے کہیں بھی نہ پایا ہوگا ۔

فاتن

نہیں شاید ایسا تو نہیں ۔

ریشع

تو وہ اُسے آہستہ آہستہ کیوں آ رہی ہے ؟

فاتن

اُس نے ہمیں اب تک نہیں دیکھا ۔ اور . . .

ریشع

اب تو دیکھ لیا ۔

فاتن

اور تیز بھی چلنے لگی ہے . دیکھو ، وہ دیکھو ! —
ذرا دم لو ، تھہرو .

ریشہ

اُبا ، تم ایسی بیٹی چاہتے ہو جو ایسے وقت
میں بھی صبر کرے ، اور اُس بچارے کی بدوا بھی
نہ کرے جس نے اُس کی جان بچائی ہے ؟ — وہ
جان جو اُسے اُس لئے عزیز ہے کہ خدا نے تمہارے
دریے سے عطا کی ہے .

فاتن

نہیں میں تو ایسی ہی بیٹی چاہتا ہوں جیسی
تم ہو . مگر میں خوب سمجھتا ہوں کہ اِس وقت
تمہارے دل کو کچھ اور ہی طرح کے خیالوں نے بے
چین کر رکھا ہے .

ریشہ

وہ کیا اُبا جان ؟

فاتن

مُجھ سے سوچیتھی ہو 'اور اتنا شرمائے . آہیں ؟
 تمہارے دل میں جو کچھ گزر رہا ہے وہ سب فطری
 بات ہے . پاک ہے . بے لوث ہے . تم کسی طرح کا
 فکر نہ کرو . مجھے خود کوئی فکر اندیشہ نہیں ،
 مگر — مجھ سے اتنا وعدہ کرو کہ جب تمہارا دل تم
 سے کچھ صاف صاف کہے . تو تم اُس کی چھوٹی سی
 چھوٹی آرزو کو مجھ سے نہیں چھبائو گی . سمجھیں ؟

ریشع

میں تو آپ ہی اس قدر سے کانپتی جاتی ہوں کہ
 کہیں ایسا نہ ہو میرا دل تم سے اپنی کوئی بات
 چھبائے .

فاتن

خیر ، اب اُس کا ذکر جائے دو . اُس کا تو ہمیشہ
 کے لئے فیصلہ ہو گیا . — یہ لو ، دایہ آ پہنچتی . کہو
 کیا خبر ہے ؟

دایہ

وہ اب تک کھجوروں ہی کے تلے تہل رہا ہے ، اور
ابھی تھوڑی دیر میں اُس دیوار کے پاس سے گزرے گا ۔ —
اے وہ دیکھو ، وہ آ رہا ہے !

ریشع

اُھو ، معلوم ہوتا ہے وہ اِس سوچ میں ہے کہ جاؤں
کدھر ؛ آگے نہروں یا واپس چلا جاؤں ، داہنی طرف
جاؤں کہ بائیں طرف ۔

دایہ

نہیں ، نہیں ۔ وہ کبھی کبھی خانقاہ کے پاس سے
ہو کے جایا کرتا ہے ۔ اگر اب بھی ادھر جا رہا ہے تو
یہیں سے گزرے گا ۔ چاہے شرط کر لو

ریشع

تھیک ! تھیک ! تم نے اُسے باتیں بھی کیں کہ
نہیں ؟ آج اُس کا خیال ہے ؟

دایہ

جیسا ہمیشہ ہوتا ہے ، اور کیسا ہوتا .

فاتن

دیکھو وہ کہیں تمہیں دیکھ نہ لے . ذرا اور
پیچھے کو ہو جاؤ . بلکہ اندر ہی چنی جاؤ تو
اچھا ہے .

ریشع

بس ایک دفعہ اور دیکھ لیجئے دو ، اُٹا . توبہ !
اِس کمبخت جہازی نے اُسے اوجھل کر دیا .

دایہ

آؤ آؤ ، تمہارے ابا تھیک کہہ رہے ہیں . جو
کہیں اُس نے تمہیں دیکھ پایا ، تو وہ ابھی غائب
ہو جائیگا .

ریشع

ارے یہ کمبخت منکوس جہازی !

فاتن

خرابی یہ ہے کہ تم ایسی جگہ کھڑی ہو کہ اگر
وہ ایک دم سے اس جھاری میں سے نکل آیا تو تمہیں
ضرور دیکھ لیگا . فوراً چل دو

دایہ

آؤ آؤ ، میں تمہیں ایک کھڑکی بتاؤں ہم وہیں
سے اُسے دیکھینگے . آؤ !

ریشع

سیج ؟

[دونوں اندر چلی جاتی ہیں .]

پانچواں سین

ناتن اورد اُس کے بعد ہی تملر آتا ہے

فاتن

[خود ہی]

میں اس عجیب و غریب شخص سے بچنا

چاہتا ہوں اُس کی اس سخت اور درشت نیکی سے مجھے گہبراہت ہوتی ہے عجیب بات ہے کہ ایک آدمی میں ایسی طاقت پوشیدہ ہو کہ وہ کسی اور شخص کے دل و دماغ میں ایسی ہل چل مہتا دے۔ -- یہ لو، وہ آپہنچا۔ -- خدا کی قسم ہے گہبرو مگر برا جوان مرد مجھے یہ شخص بہت پسند ہے۔ اُس کی یہ دلیرانہ نگاہیں، یہ بھاری بھرکم قدم کیسے اچھے معلوم ہونے ہیں۔ ظاہر میں تو یہ شخص خشک اور سخت معلوم ہوتا ہے، مگر مراج ہرگز ایسا نہیں ہوگا —

[غور کر کے]

میں نے اسی حلیہ کا شخص کہیں اور بھی دیکھا ہے! --

[تہلڑ سے]

شریف فرنگی، مجھے معاف کیجائیگا

تہپلر

کیا؟ کالے کی معافی؟

فاتن

اگر اجازت ہو

تمپلر

کیا ، یہودی ؟ کیا کہتے ہو ؟

فاتن

اجازت ہو تو کچھ کہوں .

تمپلر

میں تمہیں کیسے روک سکتا ہوں . ہاں کہو ،
مگر مختصر .

فاتن

ایک ذرا تمہرے ، خدا کے لئے جلدی نہ کیجئے .
اور ایک ایسے شخص کے پاس سے ابھی نہ جائے جو
آپ کے احسان کے بوجھ سے دبا ہوا ہے .

تمپلر

وہ کیسے ؟ اچھا ہاں ، میں سمجھ گیا . میں

شاید ٹپیک سمجھا ہوں کہ آپ ..

فاتن

جی ہاں ، مجھے ناتن کہتے ہیں . میں اُس
کا باپ ہوں جس کو آپ جان پر کھیل کر اپنی
دلادری سے آگ کے شعلوں سے نکلا ہے . اور میں اُس
لئے یہاں آیا ہوں کہ ..

تھپلر

اگر آپ میرا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں ، تو مہربانی
فرمائے — معاف کیجئے . اس در اسی بات کے لئے
میں پہلے ہی شکریوں کا اتنا بڑا بوجھ اُٹھائے بھرتا ہوں
میں نے آپ پر احسان ہی کیا کیا ہے ؟ کیا مجھے یہ
معلوم تھا کہ وہ لڑکی آپ کی بیٹی ہے ؟ یہ تو
ہر تسلی کا فرض ہے کہ جس بغی نوع کو ضرورت ہو
وہ اُس کی مدد کرے علاوہ اُس کے اُس وقت
خود میری ہی زندگی میرے لئے ایک بار ہودھی
تھی . اس لئے میں بہت خوش ہوا اور یہ موقع
مجھے بہت ہی غنیمت معلوم ہوا کہ میں کسی

اور کے لئے اپنی جان خطرہ میں ڈال دوں —
خواہ وہ ایک یہودی کی بچی ہی کے لئے ہو .

ناتن

کتنی بری بات کہی ہے ! مگر کیسی نامعقول
بات ہے ! اور ان دونوں کا تعلق سمجھ میں بھی آتا
ہے حیا اور مروت اکثر ایسی صورتیں اختیار کر
لیتی ہیں جو بظاہر مکروہ معلوم ہوتی ہیں ،
اور یہ صرف اس لئے کہ لوگ اُن کی تعریف نہ کر
سکیں . — لیکن جب میرے شکریہ کی ایسی یہ بے قدری
کرتے ہیں ، تو کسی اور طرح کے معاوضہ کو کتنا کچھ
حقیر نہ سمجھینگے ؟ — نائٹ صاحب ، اگر آپ
ہمارے ہاں ایک اجنبی اور قیدی نہ ہوگے ، تو شاید
میں ہرگز ایسی ہست اور دلیری سے گفتگو نہ کرنا —
تاہم ، اب یہ فرمائے کہ میں آپ کی کیا خدمت کر
سکتا ہوں ؟

تھپلر

آپ ؟ کچھ نہیں .

ناتن

میں دولت مند آدمی ہوں .

تھپلر

زیادہ دولت مند یہودی کو میں کچھ زیادہ اچھا
یہودی نہیں سمجھتا ہوں .

ناتن

تاہم ، کیا اس بات کے باوجود بھی یہ نہیں
سمجھتے کہ اُس کے پاس جو کچھ بھی اچھی
چیز موجود ہے وہ آپ کے لئے مفید ہو سکتی ہے ؟ —
یعنی اُس کی دولت .

تھپلر

بہت اچھا . میں اس معاملے میں آپ سے
قطعی انکار نہ کرونگا . ایک عبا قبول کر لوں گا ، بس ؟
اور جب میری اس عبا کے چیتھڑے لگ جائیں گے اور
اس میں دفو اور پیوند کی بھی گنجائش نہ رہیگی ،
تب میں آپ کے پاس آؤں گا ، اور آپ سے کپڑا یا نقدی

لے کے ایک نئی عدا بنالوگا۔ اب اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ — نہیں، اب گھبرائے نہیں، ابھی تو آپ محفوظ ہی ہیں — ابھی معاملہ دور تک نہیں پہنچا ہے۔ دیکھئے نہ، ابھی تو اس کا کچھ اور بھی بندوبست ہو سکتا ہے۔ بس صرف اسی ایک کونے پر بدسا داغ لگ گیا ہے۔ اور بہ بھی یوں لگا کہ جب میں آپ کی لڑکی کو شعلوں میں سے نکال کر باہر لا رہا تھا، تو یہ حصہ آگ میں جھلس گیا۔

فاتن

[عبا کے چہلے ہوئے حصہ کو ہاتھ میں لے

کر، اور اُسے غور سے دیکھتے ہوئے]

واہ وا! کس قدر حیرت کی بات ہے کہ یہ بدنسا داغ، یہ آگ کا نشان کسی کی بہادری کا خود اُس کے ہونٹھوں سے بہتر گواہ ہے! — جناب، میرا جی چاہتا ہے کہ میں اُسے بوسہ دوں اِس دماغ کو۔ اے توبہ، معاف کیجئے گا — میں نے جان بوجھ کے ایسا نہیں کیا

تھیلر

کیا ؟

فاتن

یہ کم اس عدا پر آنسو کا قطرہ گراؤں ۔

تھیلر

کیا مضائقہ ہے ؟ اس پر ایسے ایسے بہت سے
قطرے گر چکے ہیں ۔

[دل میں]

یہ یہودی تو مجھے بے طرح پریشان کرنے لگا ۔

فاتن

صرف اتنا کرم کیجئے کہ مجھے اس عدا کو
اپنی بیٹی کے پاس لے جانے کی اجازت دے
دیجئے ۔

تھیلر

وہ کس لئے ؟

ناتن

تاکم وہ بیچاری اس جگہ کو جوم سکے ؛
کیونکہ اُسے اب یہ امید تو ہو ہی نہیں سکتی
کہ وہ آپ کے قدموں کو بوسہ دے سکیگی ۔

تھپلر

مگر ' میاں یہودی ! — سہیں نانن کہتے ہیں
نہ ؟ خیر ' تو نانن ! تم بہت ہی نفیس ' نازک
اور یزورر الفاظ استعمال کرتے ہو میری سمجھ
میں نہیں آتا کہ اب کیا کہوں ۔ شاید ' شاید —

ناتن

آپ اپنے خیالات کو جس طرح چاہیں دلائیں
اور جھبائیں ' میں آپ کو بخوبی سمجھ گیا ہوں
آپ نے اُس وقت جیسی فیاضی ' نیکی اور شرافت
کا برائو کیا ' اُس سے اور کیا زیادہ ہو سکتا تھا ۔
آپ کے سامنے ایک لڑکی بھی ' جو سراپا جذبات
تھی ' اُس کا بیگم لانے والی عورت سراپا اطاعت
تھی ' اور اُس بیچاری کا باپ بھی گھر سے دور

تھا۔ ایسے وقت میں آب نے اُس کی نیکنامی کا اتنا خیال رکھا! آب اس آزمائش سے دور رہے — اس لئے دور رہے کہ آب کو فتح کا یقین تھا — اس معاملے میں مجھے اور بھی زیادہ آپ کا شکر گزار ہونا چاہئے

تھپلر

میں مانتا ہوں کہ آپ کو کم از کم اتنا تو ضرور معلوم ہے کہ تھپلروں کو کیسے خیالات رکھنے چاہئیں۔

فاتن

کیا کہا! — صرف تھپلروں کو؟ — اور وہ بھی صرف اس لئے کہ اُن کی جماعت کے قاعدوں کی دو سے ایسا ہونا ضروری ہے؟ مجھے خوب معلوم ہے کہ نیک آدمیوں کے خیالات کیسے ہوتے ہیں، اور یہ بھی جانتا ہوں کہ نیک آدمی ہر ملک میں ہوتے ہیں۔

تمپلر

مگر شاید کسی قدر فرق کے ساتھ ، آپس ؟

ناتن

جی ہاں ، بس اتنا ہی کم رنگ روپ میں
فرق ہوگا ، شکل صورت اور لباس میں فرق ہوگا ،
اور کیا ؟

تمپلر

اور یہ بھی تو ہے کم نیکی کہیں کم ہے اور
کہیں زیادہ .

ناتن

یوں ذرا سا فرق تو کوئی بڑی بات نہیں ہے .
ہر جگہ بڑے آدمی کو بہت سی زمین کی
ضرورت ہوتی ہے . ایک ذرا سی تنگ سی جگہ
میں بہت سے بڑے آدمی ہوں تو ان کے آپس
میں اسی طرح تکیں ہوا کرتی ہیں جیسے گنتکان
لگے ہوئے درختوں کی شاخیں ایک دوسری سے دگڑ

کہا کرتی رہتی تھیں درمیانی قسم کے نیک لوگ ، جیسے تم تھیں ، گروہ در گروہ ملا کرتے ہیں ۔ مگر ایک کو دوسرے سے نفرت نہ کرنی چاہئے ۔ بڑی بڑی گروہوں کو چھوٹی چھوٹی گروہوں کے ساتھ اجنبی طرح مل جل کر رہنا چاہئے ؛ اور کسی سبب سے اونچے پینگی کو یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ صرف ایک مسئلہ ایسی تھیں جو زمین سے نہیں اُگی ۔

تھیلو

آب نے بہت تھیک کہا — تاہم ، آپ کو پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اپنے انسان بھائیوں کی برائیاں کرنی شروع کیں ۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے سب سے پہلے اپنے آپ کو ” خدا کے برگزیدہ بندے “ کہنا شروع کیا تھا ؟ گو میں اُس قوم سے نفرت نہیں کرتا ، مگر اُن کی یہ نخوت مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتی ؛ اور یہی نخوت اُس قوم نے عیسائی اور مسلمان دونوں کو ترکہ میں دی ہے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ دونوں قومیں بھی دینگیں مارتی ہیں کہ

صاف ان ہی کا خدا سچا ہے . آب کو حیرت ہوتی ہوگی کہ میں تمبیلر ہو کے ایسی باتیں کر رہا ہوں : اول تو عیسائی ، اور پھر تمبیلر ! مگر میں یہ بوجھتا ہوں کہ اُن کا یہ گمان کہ سچا خدا صرف اُنہیں کے پاس ہے ؛ اور اُن کا یہ دیندارانہ جنون کہ اپنے خدا کو باقی سب کے خدا سے بہتر اور برتر سمجھیں اور ساری دنیا کو اُس کے ماننے پر مجبور کریں ، یہ سب باتیں کہیں ، کبھی اِس زمانے اور اِس مقام سے زیادہ بدنما صورت میں بیی دکھائی دی ہیں ؟ — کیونکہ ایسا کون شخص ہے ، جس کی آنکھوں سے یہاں یہ پردہ نہ اُٹھ جائیگا ؟ * خیر صاحب ، جانے دیجئے . جو چاہے اندھا بنا رہے ، ہمیں کیا . جو کچھ میں نے کہا ہے اُسے بھلا دیجئے ، اور مجھے اجارت دیجئے .

فاتن

میرے نوجوان مہربان ، آپ کو نہیں معلوم کہ اب تو مجھے آپ سے اور بھی زیادہ ربط ضبط برہانا چاہئے . اب ہم دونوں کو دوست ہو جانا چاہئے ، ضرور

تو جانا چاہئے — آپ جتنا جی چاہے میری قوم سے نفرت کیجئے — ہم نے خود تو اپنی قوم کا انتخاب کیا نہیں . کیا اپنی اپنی قوموں میں صرف آپ اور میں ہی ہیں ؟ پھر قوم کسے کہتے ہیں ؟ کیا عیسائی اور یہودی صرف عیسائی اور یہودی ہی ہیں ، انسان نہیں ہیں ؟ — ہاں ! میں آپ کو ذات میں ایسے ہم خیال شخص کو یا گیا ہوں ، جس کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ صحیح معنوں میں انسان کہلائے !

تہپلر

ہاں . خدا کی قسم ، اُسے آپ پا گئے ، واقعی پا گئے ! — بس پھر لائے ہاتھ ، مصافحہ کر لیں — مجھے اس خیال سے شرم آتی ہے کہ ایک لمحہ بھر کے لئے مجھے آپ کی نسبت غلط فہمی ہو گئی تھی .

ذاتن

اور مجھے اس کا فخر ہے — کیونکہ معمولی آدمیوں

کي نسبت کسی کو غلط فهمي نہيں ھو کر تي .

ٽيمپلر

اور غير معمولي آدميون کو کوئي ٻيو ٻي تو
نہيں سکتا . ھاں ، ناتن اب ھم دونوں کو ضرور
دوست ھو جانا چاهئے .

ناتن

دوست تو ھم ھيں ھي . آھو ھو ! اس سے ميري
ديسنع کو کيسي کچھ خوشي ھوگي ! آھاھا . ميري
آکھيں ٻي کيسا اچھا نظارہ ديکھ رھي ھيں ! کس
آپ اس لڙکي سے واقف ھوتے !

ٽيمپلر

مجھے خود بے حد تمنا ھے . -- مگر ديکھئے تو يہ
آب کے مڪان مير سے کون نکلا چلا آ رھا ھے ؟ يہ
آب کي دايہ ھي ھے نہ ؟

ناتن

جي ھاں وھي ھے — کچھ گھبرائي ھوئي

آرہی ہے !

تہپلر

خدا کرے ہماری دینع خیریت سے ہو۔

چیتا سین

[دایہ جلدی جلدی آتی ہے]

دایہ

ناتن ، اے ناتن !

ناتن

ہاں ، ہاں . تم اتنی گہرائی ہوئی کیوں
ہو ؟

دایہ

ناتن صاحب ، معاف کیجئیگا : میرے آنے سے

آپ کی باتوں میں خلل بڑا .

فاتن

بات کیا ہے ؟ بولو تو .

دایہ

سلطان نے تمہیں بلایا ہے — سلطان تم سے
کچھ باتیں کرنا چاہتا ہے — سلطان — خدا یا !

فاتن

مجھ سے ! — سلطان ! — غالباً میں جو کچھ
مال اسباب لایا ہوں ، وہ اُسے دیکھنا چاہتا ہے .
اُس سے یہ کہلا دینا چاہئے کہ ابھی میرا لایا
ہوا کوئی مال نہیں گھلا ہے ، اور کہلا ہے تو بہت
کم

دایہ

نہیں ، نہیں — وہ کچھ بھی نہیں دیکھنا
چاہتا . وہ تو بس تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا
ہے : جتنی جلدی ہو سکے .

ناتن

خیر، تو میں اُس کے پاس ہو آؤں گا — تم
گھر جاؤ۔

دایہ

حضور نائٹ میں عاجزی سے کہتی ہوں کہ ہمیں
معاف کر دیجئیگا یا خدا! ہم لوگ بہت
پریشان ہیں کہ آخر سلطان کیا چاہتا ہے!

ناتن

جلد معلوم ہو جائیگا۔ تم گھر جاؤ۔
[دایہ چلی جاتی ہے۔]

ساتواں سین

ناتن اور تمپلر

تمپلر

تو معلوم ہوا کہ آپ ابھی تک سلطان سے

واقف نهين هيئن : يعني آب اُن سے ڪنهي ملے
نهين ؟

ڦاٽن

ڪس سے ؟ — سلطان سے ؟ — نهين ، آب ٽڪ
ملاقات نهين هوئي . يه نهين ه ڪم ميئن اُن سے بچيتا
تھا . مگر ميئن نے ڪنهي اُن سے ملنے کي ڪوشش
بهي نهين ڪي ؛ ڪيونڪه لوگوں کي زبان سے اُن ڪے
بارے ميئن اتنا ڪڇھ سٺا ڪم ميئن نے ڏيڪے مان ليٺا
ڏيڪھنے سے بهتر سمجھا . ليڪن اڳر وه واقعه ، جو آب
کي نسبت بيان ڪيا جاتا ه ، صحيح ه ، تو آب کي
جان بخششي ڪرڏينے سے —

ٽھپلر

جي هاں ، بالڪل صحيح ه . ميئن اِسه ڪنهي
نهين بهول سڪتا ڪم آب جو ميئن جي رها هوں .
يه زندگي ان هي کي ڏي هوئي ه

ڦاٽن

اور اِس زندگي سے انھوں نے مجھے بهي ڏوگني ،

نہیں بلکہ تگنی ، زندگی بخشی ہے . اب اُس سے میرے اور اُن کے تعلقات بالکل نئی قسم کے ہو گئے ہیں — صرف اسی سے ابھوں نے مجھے ہمیشہ کے لئے اپنا حلقہ بگوش کر لیا ہے میں اُن کی خواہش معلوم کرنے کے لئے سراپا فکر اور حیرت ہوں . میں ہر کام کے لئے تیار ہوں ، اور اُن سے صاف صاف اقرار کر لوں گا کہ میں جو اُس طرح اُن کی خدمت کے لئے مستعد ہوں یہ صرف آپ کی خاطر سے ہے .

تہیلر

مجھے خود بھی کبھی ایسا موقع نہیں ملا کہ اُن کا شکریہ ادا کرتا . یوں ہونے کو تو میں کئی دفعہ اُن راستوں کے پاس سے گزرا ہوں . جن سے وہ گزرے ہیں . معلوم ایسا ہوتا ہے کہ میرا جو اثر اُن پر ہوا تھا وہ پیدا ہونے کے بعد جلد ہی مٹ بیٹ گیا . ممکن ہے وہ اب مجھے کبھی یاد بھی نہ کرتے ہوں . تاہم ، ایک نہ ایک دن تو بادل کریں گے ہی ، تاکہ وہ میری قسمت کا فیصلہ کر دیں . یہ کافی نہیں ہے کہ اب تک میں صرف اُن کے حکم سے اور اُن کی خوشی

پر جي رها هون . اب مجھے يہ معلوم کرنے کي ضرورت
هے کم جو زندگي انھون نے مجھے بخشي هے اُسے آئندہ
مجھے کس کي مرضي کے مطابق دھالنا چاهئے .

ناتن

بہت تھیک . — اچھا ، تو مجھے جلدی هی ان
کے پاس پہنچنا چاهئے . مسکن هے — شاید ، ان کے
مُندہ سے اتعاقیہ کوئی بات ایسی نکل جائے جس سے
مجھے آب کا ذکر کر دینے کا موقع مل جائے . معاف
کیجئیگا ، مجھے بہت جلدی هے . — اب میں زیادہ
نہیں تھیر سکتا اچھا ، اب آب ہمارے ہاں کب
آئینگے ؟

تمپلر

جب اجازت هو .

ناتن

یہ تو آپ ہی جب چاہیں تب هو سکتا هے .

تمپلر

تو آج ہی سہی .

فاتن

اور : ے ادبی معاف ، آپ کا اسمِ مبارک ؟

تھپلر

میرا نام تھا — خیر یوں کہئے کم — ہے گرد
فون اشتاؤفن — گرد .

فاتن

فون اشتاؤفن ؟ — اشتاؤفن ؟ — اشتاؤفن ؟

تھپلر

آپ کو اس سے اتنی حیرت کیوں ہو رہی
ہے ؟

فاتن

فون اشتاؤفن ؟ میرا خیال ہے کم اس نام کے
اور بھی کئی ..

تھپلر

ہاں ، کیوں نہیں . — ضرور تھے . اس خاندان

کے بہت سے آدمیوں کی ہڈیاں یہاں پڑی گُل دہی
 ہیں . خود میرا چچا -- بلکہ کہنا چاہئے کہ
 باب -- مگر آب تو مجھے اور بھی زیادہ گھورنے اور
 غور سے دیکھنے لگے یہ بات کیا ہے ؟

ناتن

جی نہیں ، کچھ نہیں -- کچھ بھی نہیں .
 بھلا آب کو دیکھنے سے میری کیونکر سیر ہو سکتی
 ہے ؟

تپیلر

اچھا ، اب آب جائے -- غور سے دیکھنے میں
 اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آنکھ جتنا دیکھنا چاہتی
 ہے اُس سے بہت زیادہ دیکھ لیتی ہے . ناتن ،
 میں اس نظر سے ڈرتا ہوں . بہتر یہ ہے
 کہ آب میرے حالات کے معلوم کرنے میں تجسس
 سے کام نہ لیجئے بلکہ وقت اور موقعہ پر چھوڑ
 دیجئے .

[چلا جاتا ہے]

فاتن

[اسے حیرت کے ساتھ دیکھتے ہوئے]

وہ کہتا ہے کہ ”غور سے دیکھنے میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آنکھ جتنا دیکھنا چاہتی ہے اُس سے بہت زیادہ دیکھ لیتی ہے“۔ یہ تو کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے میری (روح کو کتاب کی طرح برہ لیا — سمجھ کہتا ہے ممکن ہے مجھے خود کچھ ایسی ہی صورت پیش آئے — وہی ولف کا قد، وہی جال، وہی بالکل اُسی کی سی آواز، ولف بھی تو اُسی طرح سر ہلاتا ہوا چلتا تھا، ولف بھی اُسی طرح بغل میں تلوار رکھ کے چلتا تھا، بالکل اُسی طرح وہ بھی آنکھوں پر سایہ کرنے کے لئے ہاتھ کو ماتھے پر رکھا کرتا تھا، جیسے اینی نگاہوں کی بجلی کی چمک کو چھاتا ہو۔ آخر، دیکھو یہ پُرانی یرانی باتوں کی یاد کس طرح ہماری طبیعتوں کی گہرائیوں میں سوتی رہتی ہیں، اور کبھی کس وقت صرف ایک لفظ، ایک لہجہ کے بدلنے سے وہ ایک دم سے جیسے جاگ اُٹھتی ہے !

کیا سیج سیج ایسا ہو سکتا ہے ؟ فون اشتاؤفن ! —
 ہاں ، تھیک . فلنک اور اشتاؤفن — تھیک ،
 تھیک ! اچھا اس معاملہ میں میں ابھی اور غور
 کرونگا . اب اس وقت تو صلاح الدین کے ہاں چلنا
 چاہئے . مگر ، اُف وہ ! دایہ سن دھی تھی ! اے
 دایہ ، یہاں آؤ !

آتھواں سین

ناتن اور دایہ

ناتن

لو ، میں شرطیہ کہتا ہوں کہ اب تم دونوں کو
 یہ معلوم کرنے کی اتنی پریشانی نہیں ہے کہ سلطان
 مجھ سے کیا کہنا چاہتا ہے ، جتنی کسی اور بات
 کے کھوج لگانے کی فکر ہے .

دایہ

مگر اِس میں اُس بچاری پر کیا الزام ہے ؟ تم
نے نائٹ سے اب اور زیادہ دوستانہ طریقہ سے رات
جیت شروت کی تھی تھی کہ اُنہی میں صلاح الدین کی
طرف سے یہ کدکھت ملاؤ آگیا اور ہم لوگوں کو کٹر کی
حیور کے مت جانا پڑا .

ذقن

اچھا تو اُس سے کہ دو کہ اب نائٹ کسی وقت
کسی لمحہ میں آ یہنچینگا

دایہ

سچ میچ ؟

ذقن

دایہ ! میں سمجھتا ہوں کہ میں تم پر
بیروسہ کر سکتا ہوں مہربانی کر کے ذرا احتیاط
رکھنا . تم کو اُس کا پیل ملیگا . اِس معاملے میں
تمہاری ضمیر کی تسکین کی بھی صورت نکل آئیگی .

مہربانی کر کے میری تدبیروں پر پانی مت بیہر
 دینا۔ تم اُس سے جو کچھ کہو یا پوچھو، ذرا سوج
 سمجھ کے آگاہ بیچھا دیکھ کے، سنبھل کے کہنا۔

دایہ

تمہیں یہ بات اب تک کیونکر یاد رہی؟
 اچھا، اب میں جانتی ہوں، تم بھی جاؤ۔ وہ
 دیکھو، معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کا دوسرا قاصد
 بھی تمہیں بلانے کے لئے آ رہا ہے وہ دیکھو، تمہارا
 درویش، تمہارا حافی ادھر ہی کو آ رہا ہے۔

نواں سین

ساتن اور حافی

حافی

اُخا! میں تمہاری ہی طرف جا رہا تھا

ناقن

کیا واقعی . ایسا ضروری کلم ہے ؟ آخر وہ متحکم
سے کیا چاہتا ہے ؟

حافی

کون ؟

ذقن

صلاح الدین — میں اُسی کے پاس جا رہا ہوں .

حافی

کس کے پاس ؟ صلاح الدین کے ؟

ذقن

کیا تم صلاح الدین کے بھیجے ہوئے نہیں آ رہے
ہو ؟

حافی

کیا کہا ؟ میں . صلاح الدین کا بھیجا ہوا آیا
ہو ؟ — نہیں جی ، بالکل نہیں . کیا اُس نے

تمہیں بلایا ہے ، آیں ؟

ناتن

ہاں ، بلایا ہی تو ہے ۔

حافی

تب تو معلوم ہوا ہے کہ داؤں چل گیا !

ناتن

داؤں کیسا ، حافی ؟

حافی

لے اب بتاؤ اِس میں میرا کیا قصور ہے ؟ خدا جانتا ہے میرا کوئی قصور نہیں ہے ۔ وہ کون سی بات ہے جو میں نے نہیں کہی ۔ سہادی نسبت کتنا کچھ جھوٹ بھی بولا کہ کسی طرح یہ بات تل جائے !

ناتن

کیا بات تل جائے ؟ یہ کس چیز کا ذکر کر رہے ہو ، بھئی ؟

حافی

اس کا کہ اب تم سلطان کے خزانچی ہو جاؤ گے ۔
 مجھے تم پر رحم آتا ہے ۔ مگر اپنی آنکھوں سے
 یہ نہیں دیکھنا چاہتا میں اپنی ابھی جاتا
 توں --- تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں کہاں جاؤنگا ،
 اور کس راستے سے جاؤنگا اچھا یہ بتاؤ کہ میں
 جہاں جا رہا ہوں وہاں میرے لائق کوئی کام
 ایسا ہے جس سے میں تمہاری خدمت بجا لا
 سکوں ؟ میں تمہاری خدمت کرنے کو تیار ہوں ۔
 بس اتنا خیال رکھو کہ مجھ پر اتنا ہی بار
 ڈالنا جتنا مجھ جیسے ایک کسبخت ننگے آدمی
 سے سنبھالا جاسکے بس میں جانا ہوں ۔ بتاؤ
 تمہاری کیا مرضی ہے ۔

فاتن

حافی ، ہوش کی باتیں کرو میری تو خاک
 بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ تم یہ کیا بک رہے
 ہو ۔

حافی

تم اپنی روپئے کی تھیلیاں تو اُنے ساتھ لے ہی جاؤ گے .

ناتن

میری روپئے کی تھیلیاں ؟

حافی

ہاں ہاں ، آخر تمہیں سلطان کو کچھ روپیہ قرض دینا ہوگا کہ نہیں !

ناتن

بس اتنی ہی بات تھی ؟

حافی

تم ہی ذرا انصاف سے کہو کہ وہ ہر روز تمہارے صندوقوں میں سے روپیہ نکال نکال کے تمہیں بالکل کنگال کر دے ، اور میں چپ چاپ دیکھا کروں !
آئیں ؟ تم ہی کہو ، مجھ سے کیسے دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی فضول خرچی کے لئے ہر وقت

دل کھول کے خزانوں میں سے روپیہ قرض لے جائے ۔
 اور اتنا لے ۔ اتنا لے ، اتنا لے کم خزانوں کے
 چوٹے بھوکے مرنے لگیں ؟ ایسی حالت
 میں کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ جس شخص کو
 تمہارے روپے کی ضرورت ہو وہ تمہاری نصیحت
 پر عمل کریگا ؟ — ہاں ، وہی تو تمہاری نصیحت
 مانیکہ ! ضرور ! ہمارا صلاح الدین بھلا کبھی کسی
 کی نصیحت سنا کرتا ہے ؟ جانتے ہو راتن ؟
 آج میں نے سلطان کو کدا کرتے ہوئے دیکھا ہے ؟
 بتاؤ

فاتن

ہاں ۔ کیا دیکھا ؟

حافی

آج جب میں اُس کے ہاں گیا تو وہ اُس
 وقت بیٹیا ہوا ستہ کے ساتھ شطرنج کھیل رہا
 تھا ۔ ستہ شطرنج خوب کھیلتی ہے ۔ صلاح الدین نے
 یہ سمجھا کہ مجھے مات ہو گئی ۔ اور سمجھا کیا ،

اُس نے کھیل ختم ہی کر دیا۔ مگر بساط میرے پہنچنے تک یوں ہی بچھی بھی -- میں نے جو اُسے عور سے دیکھا، تو معلوم ہوا کہ ابھی کھیل ختم نہیں ہوا —

ناتن

اُھو ہو! تم نو بڑے خوش ہوئے ہو گئے کم بڑی چیز ہاتھ آئی۔

حافی

ہاں، بس انہی کسر تھی کہ اگر سلطان انے شاہ کو آگے بڑھا کے بیادے کے پاس لے آتا، تو آسانی سے شہ رک سکتی بھی -- ارے وہ نو اتنی صاف چال تھی۔ لاؤ ابھی نقشہ بنا کر دکھا دوں!

ناتن

نہیں مجھے اُس میں کچھ شک نہیں، ضرور ہوگی۔

حافی

اچھا، اور کیا رخ سے راستہ روک کے ستہ کو

مات دی جا سکتی تھی -- خیر . میں نے سلطان
کو سبجایا کم ایسی ایسی چال بڑا ہی ہے ، اور
میں نے اس سے کہا کہ -- سوچئے تو .

ذقن

اور غالباً اُس نے تمہارا کہا نہیں مانا ،
اے ؟

حافی

کہنا مارا ، خوب . ماننا کیسا ، میری بات
تک تو سنی نہیں . اور مارے غصے کے اُٹھا کے
بساط پتک دی !

ذقن

سیج مہج ؟

حافی

اور بڑے زور سے کہا کہ ” ہارنا ہی چاہتا
ہوں ! “ یہ لیجئے ہارنا چاہتا ہوں کی خوب
دھی ! بھلا یہ بھی کوئی شطربج کھیلنا ہوا ؟

ناتن

واہ دی شطربج ! یہ بازی کیا ہوئی ، مذاق
ہو گیا .

حافی

اور شرط بھی یہ نہیں کہ ایک حقیر ہی کی
کوڑی کی ہو .

ناتن

ارے میاں لعنت ہے شرط پر شرط چیز ہی
کیا ہے — مگر تمہاری نصیحت پر کان دھرنا —
تمہاری بات نہ سننا ، اور وہ بھی اتنے بڑے
معاملہ میں ، پھر تمہاری عقاب کی سی آنکھ کی
داد نہ دینا : یہ غضب ہے . اس کا تو ضرور بدلہ
لینا چاہئے ، آپس ؟

حافی

اُنہ ، میں نے تو یہ واقعہ تم کو اس لئے سنایا
تھا ، کہ تم اُس کے مزاج کا اندازہ کر سکو . غرض

یہ کم اب میری اور اِس کی کسی طرح نہیں بن سکتی یہاں میں اِن موئے تازے چکنے چبڑے لوگوں کے ہاں گھومتے گھومتے چکر لگاتے لگاتے یریشان ہو گیا کم شاید اِن بیٹے ماسوں میں سے کوئی اُس اللہ کے بندے کو روپیہ قرض دے دے۔ اور تم حانتے ہو، میں نے اپنے لئے کدھی کسی کے سامنے حاتم نہیں بیٹلایا اِن حضرت کے واسطے مجھے یہ بھی کرنا پڑتا ہے ارے میاں۔ قرص لینے اور بیک مانگنے میں کچھ فرق تھوڑا ہی ہے۔ اُسی طرح قرص دینا۔ اور وہ بھی بھرپور بیاجیر۔ چوری کرے سے شاید کچھ ہی اچھا ہو تو ہو۔ بس اب گنگا کنارے ہی جلنا چاہئے۔ وہاں جو میرے داتا ہونگے اُن کے واسطے نہ مانگنے کی ضرورت ہوگی نہ دینے کی بس گنگا کنارے ہی اصلی اسان بستے ہیں۔ ہاں بس، گنگا کنارے۔ اور میں سچ کہتا ہوں، یہاں کے سب رہنے والوں میں صرف تم ہی ایک ایسے ہو جو وہاں جا کے بسنے کے لائق ہو چلو، میرے ساتھ چلے چلو: یہ اپنا روپیہ بھی جھوڑو، اور

سلطان کو بھی دور سے سلام کرو . اور وہ تم سے
چاہتا ہی کیا ہے . بس یہی جمکتی دمکتی
تکلیاں اور کیا . اور دیکھ لینا وہ آخر کار تم سے
لے کے دھینگا . اس سے یہی اچھا ہے کہ اس جھگڑے
کو ختم ہی کرو ، اس کا باب ہی کات دو . میں
تمہیں حاجی کا جغہ دے دوں گا . آؤ جلو چلیں
یہاں سے

فاتن

بہیں حافی . ایسی کیا جلدی پڑی ہے . جب
چاہینگے جلے جائینگے : یہ تو ہر وقت ہو سکتا
ہے . تو دراز صدر کرو : میں اتنے اس معاملے پر غور
کر لوں .

حافی

ہائیں ، غور کیسا ! ایسی راتوں میں سوچنا ہی
کیا ؟

فاتن

اچھا اتنی دیر تو دم لو کہ میں ذرا سلطان کے

ہاں ہو آؤں، اور اُسے آخری سلام کرتا آؤں۔

حافی

جو اس طرح دم لیا کرتا ہے وہ اصل میں
تالفے کے واسطے بہانے نکالتا ہے۔ جو ایک دم سے
اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کم بس اب
میں آزاد ہو کے رہوں گا۔ وہ ہمیشہ دوسروں کا
غلام رہتا ہے جو تمہارا جی چاہے کرو، بھائی۔ لو
ہمارا تو سلام ہے خدا حافظ! میرا راستہ یہ ہے
اور تمہارا وہ

ناقن

مگر حافی۔ جانے سے پہلے خزانہ کا حساب
کتاب تو تمہیں تھیک کرنا پڑیگا

حافی

اُھو ہو ہو، کیا کہنے ہیں حساب کتاب کے!
میرے صندوق میں جتنا روپیہ بچا ہوا ہے وہ گننے
جوگا ہی نہیں۔ رہا حساب، سو اُس کے ضامن ستہ
اور تم ہو۔ خدا حافظ۔

[چلا جتا ہے۔]

ناتن

[حافی کو جاتے ہوئے دیکھ کر]

ہاں ، بے شک . — برا اکھڑ — مگر بہت ہی
شریف ہے ! — ارے حافی ، اب اور کنا کہوں —
سچا فقیر ہی اصلی بادشاہ ہے !

[ناتن بھی دوسری سمت میں چل دیتا ہے]

تیسرا ایکٹ

پہلا سین

ناتن کا مکان

ریسہ اور دایہ

ریشہ

دایہ ۔ ابا نے یہ کہا تھا کہ وہ کسی وقت کی
لستے میں آ رہنچیکا ۔ اس کے یہی معنی ہوئے
کہ بہت جلد آئیگا ؟ ایک کیا ۔ اتنے سارے
لستے یوں ہی گزر گئے ! مگر ہاں ۔ میں جو
ساحق گزرے ہوئے لستوں کا خیال کر کے اپنا دل
تہوڑا کئے جا رہی ہوں ۔ اس سے تو یہی اچھا ہے
کہ اپنے جی کو ہر آنے والے لستے میں لگا دوں ؛
آخر کبھی نہ کبھی تو اُس کے آنے کا لستہ بھی
آہی جائیگا ، آیس ؟

دایہ

اے پتکي بڑے سلطان کے ایسے دلاوے بر ! اسی
سے سو ساری دیر ہو رہی ہے ، نہیں تو ناسن اب
تک اُسے بلا لائے ہوتے .

ریشع

اجھا ، جب وہ لکتہ آ پہنچیا میرے دل کی
مراد پوری ہو جائیگی ، تب کیا ہوگا ؟

دایہ

سب ؟ تمہاری مراد سو پوری ہوگئی ہی ، میری
بھی تو دلی تمنا بر آئیگی .

ریشع

مگر جب میری مراد پوری ہو جائیگی ، تو
اور کون سی چیز دل میں اُس کی جگہ لیگی ؟
میرے اِس بے چین دل کو آرزو کی کچھ ایسی
عادت پڑ گئی ہے کہ جب یہ آرزو پوری ہو جائیگی
تو شاید وہ کسی اور خواہش کو اُنے اندر جگہ

نہ دیگا . آخر کیا ہوگا دل میں ؟ کیا کچھ
بہی نہ ہوگا ؟ میں تو اس خیال ہی سے کاسپی
جاتی ہوں !

دایہ

نہیں ، بھر یہ ہوگا کہ تمہاری مراد کی جگہ
میری مراد تمہارے دل میں گھر کرے گی . -- میری
بڑی برائی آرزو ہے کہ تم حل کے یورپ میں رہو ، اور
ایسے لوگوں کے ساتھ رہو جو تمہارے لائق ہوں .

ریشع

نہیں دایہ ، تم غلطی پر ہو . جس وجہ سے تم
ابنی اس خواہش کو کلیجے سے لگائے بھرتی ہو وہی
ایسی ہے کہ تمہاری اس خواہش کو میرا نہیں بننے
دیتی تمہارا وطن تمہیں کھینچ کھینچ کے بلاتا ہے ، تو
کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میرا وطن مجھے ابنی طرف
نہیں کھینچتا ؟ تمہارے حافظہ میں تمہارے عزیزوں
بیادوں کی جو دھندلی سی تصویریں رہ گئی ہیں ،
اُن کو یاد کر کے تو تم اتنی تڑپی جا رہی ہو ؛ اور

تم نے یہ سوچا کہ میرے جو پیارے یہاں ہیں اور
جنہیں میں دور دیکھتی بہالتی ہوں ، جن کی
باتیں سنتی ہوں جن کے ساتھ میرا اُڑنا بیٹھنا
ہے ، میرا دل اُن کے واسطے نہیں تڑپتا ؟

دایہ

نا ہی بی ۔ تم چاہے جو کچھ کہو ، خدا کی
باتیں خدا ہی جانتا ہے لے بھلا اب کسی کو کیا
خبر ہے جو تمہارے اُس بچانے والے کو خدا جس کے
لئے وہ اپنی جان لڑاتا ہے ، اسی واسطے یہاں بھیجا
ہو کہ تم اسی کے ہاتھوں ایسی جگہ اور ایسے لوگوں
میں پہنچو جن میں ہمیں اپنی عمر گزارنی ہے ؟

ریشہ

اچھی دانہ ، تم آخر کب تک ایسی باتیں بنایا
کرو گی ؟ تمہارے دماغ میں خدا جانے کیا کیا
سُلتی باتیں بھری ہوئی ہیں لو اور سنو ، اُس کا
خدا ! جس کے لئے وہ جان لڑاتا ہے ! واہ کیا خوب !!
بھلا خدا بھی کسی کا بندھوا ہے ؟ نہ جانے وہ

کیسا خدا ہے جسے کوئی یہ کہہ سکے کہ بس
 مبرا ہی ہے اور کسی کا نہیں اور کیا اُسے کسی
 خاص بندے کی بنی ضرورت ہے کہ اُس کا فوجدار
 بنا پھرے ؟ اور یہ تو عاشر ہے کہ جہاں جس کا
 نال گوا ہو وہیں کا رہنا اُس کی مسست میں
 لکھا ہوتا ہے جو یہ نہیں ہو کیسے معلوم ہو
 کہ زمین میں وہ کون سی خاص جگہ ہے جہاں
 تیں رہنا بسنا ہوگا۔ جی جی ! دایہ ! جو ابا
 تمہیں یہ کہتے سن لیتے تو کتنے خا ہوتے ! اچھا ،
 تم ہی ایساں سے کہو ، اُن بچاروں نے تمہارا کیا
 لیا ہے جو تم ہمیشہ ناحق بن ناحق یہ کہا کرتی
 تو کہ میری خوشی اسی میں ہے کہ میں اُن سے
 دور رہوں ؟ اُنہوں نے آخر تمہارا کیا بگاڑا ہے جو
 تم ہمیشہ کوشش کر کر کے اُنہ نہ جانے کیسے
 ببول بتے اور گھاس بھونس لا لا کے عقل کے اُن
 بیجوں میں ملا دیا کرتی ہو جو ابا نے میری روح
 میں بو دیئے ہیں۔ اچھی دایہ ، یہ نہ سمجھنا کہ
 وہ تمہاری رنگارنگ کلیوں کو میرے دل کی زمین میں
 خوشی سے کھلنے دینگے۔ اور ہاں ، یہ بھی سن رکھو

کہ تم جس جس طرح چاہو اُنہیں میرے دل کی زمین میں لگا دیکھو۔ بہ کسخت اُس زمین کا ست چوس کے اُسے بھی مردہ کر کے چھوڑینگے۔ اِن کی اِس بو ہی سے میرے ہوش اُڑے جاتے ہیں، سر پھرا جاتا ہے تمہارا سر نہیں معلوم کیسا ہے کہ تم بڑے مزے سے اِس کو اُس میں بھرے بھرتی ہو۔ میں یہ نہیں کہتی کہ تمہارے رگ ہتھے ایسے سخت ہتھر سے کیوں ہیں کہ تم ان کو سہار لیتی ہو؛ میں تو بس اپنا کہتی ہوں کہ مجھ سے یہ تمہاری باتیں نہیں سہی جاتیں۔ اور ہاں، وہ تمہارا فرشتہ! اے ذرا میری بیوقوفی دیکھو، میں کس مزے سے تمہارا اعتدار کر بیٹھی تھی۔ اب بھی جو کبھی ابا کے سامنے ہوتی ہوں، تو اُس حماقت کا خیال کر کے مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہو جاتی ہوں

دایہ

حماقت! اے واہ لڑکی! جیسے ساری عقل خدا نے بس تم ہی میں تو بھر دی ہے۔ اب کیا

کہوں ، کلس میں پوری بات کہہ سکتی :

ریشع

تو تمہیں کہنے سے روکتا ہی کون ہے ؟ کیوں نہیں کہہ دالتی ہو ؟ احبا ، میں تم سے یہ پوچھتی ہوں کہ جب تم اُنے دین ، مذہب کے بہادروں کی تعریفیں کیا کرتی ہو تو کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ میں نے اُن باتوں کو جی لگا کے نہ سنا ہو ؟ یا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ میں نے اُن کی مصیبتوں کا حال سن کے آنسو نہ بہائے ہوں ؟ اتنا ضرور ہے کہ یہ کبھی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے ایسے بہادر ہوتے ہوئے اُنہوں نے اپنا ایسا مذہب کیوں رکھا مگر میرے دل کو اُس خیال سے اور بھی تسلی ہوتی ہے کہ خدا کی سچی عبادت یہ نہیں ہے کہ ہم اُس کی ماہیت اور صفتوں کے بارے میں طرح طرح کے خیال پکا لبا کریں میرے ابا جان نے کتنی دفعہ یہ بات مجھے سنبھائی ہے ، اور خود تم نے بھی اکثر اسے صحیح مانا ہے . اچھی دایہ ،

پھر یہ کیا بات ہے کہ جو عمارت خود تم نے
 اُن کے ساتھ مل کر میرے دل میں بنائی ہے
 اب ہم اُسے کھود کے بھینک دینا چاہتی ہو؟ —
 مگر دایہ ، ہمیں اپنے دوست کے انتظار کی
 گھڑیوں کو ایسی باتوں میں نہیں گزارنا چاہئے ۔
 میرے لئے تو خیر تھیک ہے کیونکہ میرے لئے
 تو یہ بڑی بات ہے ، مگر معلوم نہیں وہ بھی —
 وہ دیکھو ، دایہ ، کوئی دروازے کی طرف آ رہا ہے ؟
 یہ تو خدا کرے وہی ہو !

دوسرا سین

دیشع ، دایہ اور تپیلر

ایک ملازم

[تپیلر کو اندر لاتے ہوئے]

یوں تشریف لائے ، نائٹ صاحب !

ريشع

اتنا . يه تو وھي ھ . مجھيے بچانوالا !

[ايسا معلوم ھوتا ھ ڪم وٽ انتھائي اضطراب ڪي عالم]

میں گویا تمپلر کے قدموں میں گر ھي پڑیگی [

تمپلر

اسي نظارے سے بچنے ڪي لئے تو میں اتني
دير میں آيا . خير . بھر بهي —

ريشع

میں تو بس يه چاهتي ھوں ڪم میں اس
خود سر آدمي ڪي قدموں یر گر ڪي انسان ڪا شڪريه
نہیں بلڪہ ابڻے خدا ھي ڪا شڪر ادا ڪروں اس
شخص ڪو تو شڪريه ڪي خواهش ھے نہيں ، جيئسے
اُس گپڙے ڪو شڪريه ڪي ضرورت نہ تھي جو آڱ
بجھانے میں اتنا ڪام آيا ، وٽ بچاڊا خدمت ڪو
حاضر تھيا ڪم جس ڪا جي چاھے اُسے بھرے ، جس
ڪا جي چاھے خالي ڪرے : اُسے ڪوئي احساس
تھوڙا ھي تيا . بس يھي حال اِس شخص ڪا ھے .

وہ تو یوں ہی اُتاق سے آگ کے شعلوں میں
گھس گیا تھا اور میں اُتاق سے اُس کے ہاتھوں
میں پہنچ گئی تھی اور یہ بھی اُتاق ہی تھا
کہ جس طرح اُس کی عدا پر آگ کی جنگاریاں
جگہ جگہ پڑی تھیں، اُسی طرح میں بھی اُس
کے ہاتھوں میں پڑی رہی یہاں تک کہ پیر
خدا جانے کس نے اور کس طرح ہم دونوں کو
آگ میں سے تھکیل کے باہر نکال دیا! پھر اب
اُس میں شکریہ ہی ادا کرے کی کیا بات ہے؟
یورپ میں تو لوگ شراب کے نشے میں اکثر اُس
سے بھی بڑے بڑے کام کر گزرتے ہیں خاص کر
تمبلر لوگوں کا تو یہ فرص ہی ہے۔ ہاں، بے
شک اُن کا فرض ہے کہ سکھائے ہوئے کتوں کی
طرح آگ ہو یا پانی سب جگہ گھس جایا کریں
اور چیزیں نکال کے لے آبا کریں

تھیلر

[ریشع کی تقریر کو حیرت اور بے چینی کے ساتھ
سنتے ہوئے]

دایہ ، دایہ ! اگر کدھی کسی تکلیف کے وقت
 فکر ، بریشاسی اور اَلجبن میں میرے منہ سے
 کوئی ناشکری کی رات بے سوجے سمجھے نکل
 گئی ہو ، تو کیا تمہیں یہ مناسب تھا کہ وہ سب
 بتیں ریشع سے بیان کر دو ؟ دایہ ، یہ تو تم نے
 جیسے مجھ سے کئی بڑی یراسی دشمنی کا بدنہ
 لیا خیر ، اب آئندہ سے اتنا کرو کہ جب
 اس سے میری باتیں کرے لگو ہو ذرا مہربانی
 کر کے میرا مطلب ذرا نرم الفاظ میں ایسے
 سمجھایا کرو —

دایہ

میں تو یہی کہو گی کہ اس کے دل میں ان
 چھوٹے چھوٹے حربوں سے آپ کو تو کچھ
 نقصان نہیں پہنچا .

ریشع

کیا کہا ؟ آپ فکروں میں گھبرے رہتے ہیں ؟
 اب اپنی جان کی طرف سے تو ایسے بے پروا

ہیں ، مگر پریشانی ظاہر کرنے میں آب اتنے
بخل سے کام لیتے ہیں

تھیلر

کیسی اچھی لڑکی ہے ! میرا آدھا جی اُس
وقت کانوں میں ہے اور آدھا آنکھوں میں — کیا
واقعی یہ وہی لڑکی ہے ؟ نہیں ، نہیں یہ وہ
لڑکی ہوئی نہیں سکتی جسے میں نے آگ سے
بچایا تھا بھلا بہ کیسے ہو سکتا ہے کم کوئی
ایسی مجسم جادو لڑکی کو دیکھے اور اُس کو شعلوں
بھری آگ سے نہ نکال لائے ؟ بھلا کس کو تامل
ہو سکتا تھا ؟ ہاں ، اُلتہ — دہشت کے
مارے — صورت بدل بھی جانی ہے

[وہ رک کر اُس کی صورت دیکھنے میں محو ہو
جاتا ہے .]

ریشع

مگر مجھے تو آب وہی نظر آ رہے ہیں جو
اُس وقت تھے

[تپیلر اُسی طرح مصویت کے عالم میں ہے . آخر
 ریشع . گویا اُسے اس خراب سے ہوسیار کرنے
 کے لئے بلند آوار سے کہتی ہے]

ہاں . تو نائٹ صاحب . یہ فرمائے کم آپ
 اتنی دیر کہاں رہے . بلکہ میں تو یہ بی بی بوجھنا
 چاہتی ہوں کم اب آپ کہاں ہیں ؟

تپیلر

میں شاید وہاں ہوں جہاں مجھے نہیں
 مونا چاہئے

ریشع

اور شاید آپ وہاں رہے جہاں آپ کو نہیں
 رہنا چاہئے تھا یہ تو کچھ تھیک نہیں
 ہے

تپیلر

میں اُس پہاڑ پر تھا . کیا نام ہے — طور ؟
 ہاں لوگ اُسے یہی تو کہتے ہیں

ریشع

اچھا ! تو آپ کوہ طور پر تھے ؟ یہ سن کے
مجھے بڑی ہی خوشی ہوئی اب مجھے تھیک
تھیک معلوم ہو سکیگا کہ یہ بات کہاں تک
صحیح ہے کہ —

[کبیم سوچنے لگتی ہے .]

تھپلر

ہاں ، کیا بات صحیح ہے ؟ کہ شاید وہاں
اب بھی وہ جگہ نظر آتی ہے جہاں تجلی ہوئی
تھی اور حضرت موسیٰ نے خدا کو دو در دو دیکھا
تھا ؟

ریشع

نہیں یہ بات نہیں : کیونکہ وہ جہاں کہیں
بھی کھڑے ہوئے ہونگے اُنے خدا ہی کے حضور
میں ہونگے اس کا تو مجھے یقین ہے . یہیں ،
بلکہ میں یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ کیا یہ
واقعی سچ ہے کہ اُس بہار پر چڑھنا اتنا مشکل

نہیں ہے جتنا اُترنا مشکل ہے . دیکھئے نہ ' میں بہت سے پہاروں پر چڑھ چکی ہوں اور میں نے بالکل اس کا اُلٹا پایا ہے مگر دائت صاحب ' آپ اُدھر کیوں مڑے جاتے ہیں ' میری طرف کیوں نہیں دیکھتے ؟

تہپلر

یہ اِس لئے کہ میں آپ کی باتیں سننا چاہتا ہوں .

ریش

جی نہیں ' بلکہ شاید یہ وجہ ہے کہ آپ کو میری بیوقوفی کی باتوں پر ہنسی آتی ہے : اور آپ مجھ سے چھپانا اور چاہتے ہیں . آپ شاید اُس واسطے مسکرا رہے ہیں کہ میں نے آپ سے ایسے مقدس پہار کے متعلق اور کوئی بڑی بات کیوں نہ پوچھی . کیوں ' میں تھیک کہہ رہی ہوں نہ ؟

تہپلر

یہ بات ہے تو مجھے پھر آپ کی آنکھوں ہی

کي طرف دیکھنا دیرگا آب اُبنی نگاہ کیوں نیچي
 کئے لیتتي ہیں ؟ یہ مسکراہٹ کیوں چہبائي
 جا رہي ہے ؟ جو باتیں آپ کي نگاہوں سے سک
 رہي ہیں آب اُہیں کیوں چہبانا چاہتتي ہیں ؟
 میں تو آب کے بسرے سے اُن کي تصدیق کرنا
 چاہتا ہوں . اُہو ریسع . ریسع ! باتن نے مجھ سے
 سچ کہا تھا کہ وہ کلس ہم اِس لڑکي کو جانتے
 ہوتے ! ”

ریسح

آب سے یہ کس نے کہا اور کس کے بارے
 میں کہا ؟

تمپلر

آب کے والد ہی نے کہا تھا وہ کلس تم اُسے
 جانتے ہوتے ! ” اور آب ہی کے بارے میں
 کہا تھا

دایہ

یہی تو میں بھی اکثر کہا کرتي تھی !

تھپلر

مگر یہ بتائیے کم آب کے والد ہیں کہاں ؟
کیا ابھی تک صلاح الدین ہی کے یہاں تھلیہ
میں ہیں ؟

ریش

ہاں . اور کیا .

تھپلر

کیا ! اب تک وہیں ہیں ؟ ارے ، میں تو
بہول ہی کیا تھا نہیں ، اب وہ وہاں نہیں
تو سکتے . وہ ضرور ادھر خاتقاہ کے پاس میرا انتظار
کر رہے ہوں گے . ہاں . یہی تو میرا اُن سے وعدہ
تھا . معاف کیجئے . میں اُنہیں لینے جاتا ہوں

دایہ

بہیں . آپ یہ کام میرے اوپر چھوڑ دیجئے .
نائب صاحب . آپ یہیں تھہرئے . میں اُنہیں
ابھی لئے آتی ہوں .

تہپلر

نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ وہ وہاں میرے انتظار میں ہیں، تمہارے انتظار میں ہو نہیں سکتے۔ علاوہ اُس کے، کہیں ایسا نہ ہو کہ — مگر، کیا کہا جا سکتا ہے — کہیں ایسا نہ ہو کہ صلاح الدین کے ہاں — تم لوگ سلطان سے واقف نہیں ہو — وہ کسی مخصوصہ میں یہنس گئے ہوں۔ یقین جانو، کچھ نہ کچھ خطرے کی بات ضرور ہے۔ بھر میں کیوں نہ جلدی سے اُن کے یاس پہنچوں؟

ریشع

خطرہ! کیسا خطرہ؟

تہپلر

خطرہ، صرف اُنہیں کے لئے نہیں، بلکہ تمہارے لئے بھی اور میرے لئے بھی بس اب مجھے جلدی سے اُن کے یاس پہنچنا چاہئے

[چلا جاتا ہے]

تیسرا سین

ریشع اور دایہ

ریشع

دایہ . آخر یہ ہوا کیا ؟ ایک دم سے —
یکبارگی ! آخر یہ کیا ہوا کہ یوں چل کھڑے
ہوئے ؟

دایہ

جانے بھی دو . میرے خیال میں تو شگون
کچھ برا نہیں ہے .

ریشع

شگون ؟ — کس بات کا ؟

دایہ

اِس کا کہ کچھ نہ کچھ اندر ہی اندر ہو رہا
ہے . اُس کے خون میں کچھ جونس سا پیدا ہو

گيا هه — اور اُسے در هه كم كهين يه جونس بهت
 رياده نه هو جائے . بس اُسے اس کے حال پر جهوز
 دو — معلوم هوتا هه اب تمهاري باري هه .

ريشع

ميڙي باري ؟ كيون دايه ، ميڙے واسطے تم
 بهي اُسي كي طرح مجسم پيهيلي بني جا رهي
 هو .

دايه

ميڙا مطلب يه هه كم وه وقت آ گيا هه كم
 اُس نے جو جو دُکھ تمهين ديا هه اب تم اُس
 سے اُس کا بدلہ لو . مگر ديكهو ، بري طرح بدلہ
 نه ليغا ، زياده سختي نه کرنا .

ريشع

خدا جانے کیا بک رهي هو . کچھ تم هي
 اپني باتوں کو سمجھ سکتی هو .

دایہ

مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہارے دل کو چس آ گیا
 کہ نہیں؟

ریشح

ہاں ، کیوں نہیں . شکر ہے خدا کا .

دایہ

تو بس اب صاف صاف کہہ دالو کہ اُس کے
 دل کا چس آرام جو اُتہ گیا ہے تو اُس سے تمہیں
 خوشی ہو رہی ہے . اور اُس کی بیقراری سے
 تمہارے دل میں تہندک پڑ گئی ہے کہ نہیں .

ریشح

ایسا ہو بھی ، تو میں نہیں جانتی . اتنا
 میں ضرور مانتی ہوں کہ مجھے خود اُس کا سخت
 تعجب ہے کہ میرے کلیجے میں یہ ایک طوفان سا
 اُٹھا تھا وہ اِس طرح ایک دم سے کیوں دب گیا .
 اُس کی نگاہ سے . اُس کی باتوں سے ، اُس کی

ايڪ ايڪ حرڪت سے يہ معلوم ہوتا ھے کم جييسے —
جييسے —

دايه

جييسے ، تنهارا جي بهر گيا هو ، آيس ؟

ريشع

نهيں ، جي تو بهلا کیا بهرتا !

دايه

پهر بهي آزاد کي وه بيتابي نهين رهي .

ريشع

تم يوں کهلوانا چاهتي هو تو خير يوں هي
سهي ، بس .

دايه

نهيں ، ميں تو نهين چاهتي .

ريشع

تم چاهے کچھ کہو ، مجھے تو وه هميشه هي
پيارا لگيگا ، جان سے بهي زياده پيارا . هان ، يه
ضرور صحيح هے کم پہلے کي طرح اب نه تو اُس کا
نام سنتے هي ميري نبض پهوکتی هے اور نه اُس

کے خیال سے دل تڑپتا ہے ۔ — مگر اِس بک بک سے فائدہ کیا ہے ؟ آؤ دایہ آؤ ۔ پھر وہیں کھڑکی میں چلیں ، جہاں سے کھجوریں نظر آتی ہیں ۔

دایہ

پیر تو ضرور یہی بات ہے کہ تمہارا جی اُبی پوری طرح نہیں بھرا

ریش

نہیں اب میں پیر ایک بار اُن کھجور کے درختوں کو دیکھنا چاہتی ہوں ۔ یہ نہیں کہ وہاں جا کے اُسے تھوندونگی

دایہ

تمہیں پیر یہ سردی کا دورہ ہوا ۔ اب دیکھ لینا اِس کے بعد پھر بخار چڑھیگا ۔

ریش

سردی کیسی ؟ آخر اِس میں کیا بری بات ہے کہ جس چیز کو میں تھندے دل سے دیکھ سکتی ہوں اُسے دیکھ کے اپنا جی خوش کر لوں ۔

چوتھا سین

سلطان کے محل میں درباری کمرہ .

صلاح الدین اور ستہ

صلاح الدین

[ایک خادم سے .]

یہودی جوں ہی آئے یہاں لے آؤ .

[ستہ سے]

معلوم ہوتا ہے اُسے یہاں آنے کی کچھ جلدی
نہیں ہے .

ستہ

شاید وہ اُس وقت وہاں نہیں تھا ، اِس لئے
نہیں ملا .

صلاح الدین

بہن ! بہن !

ستہ

بہائی ، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ جنگ کو جا رہے ہیں ۔

صلاح الدین

ہاں ، کیوں نہیں اور ایسے ہتھیار لے کے جا رہا ہوں جنہیں آج تک کبھی نہیں برتا ۔ اب مجھے بھیس بدلنا ، رعب جمانا اور جال بچھا کے بیٹھنا پڑیگا ۔ بھلا تم ہی بتاؤ ، پہلے بھی مجھ سے کبھی ایسا ہوا ہے ؟ کبھی میں نے ایسا کرنا سیکھا تھا ؟ لیکن اب کرنا ہی پڑیگا اور کس لئے ؟ مال و زر کی مچھلیاں پکڑنے کے لئے ، ایک یہودی سے ذرا دھمک کے روپیہ وصول کرنے کے لئے ۔ آہ ، صلاح الدین کی اب یہ گت ہو گئی ؟ وہ ایسی ایسی کینہ حرکتوں پر اُتر آیا ہے ؟ اور یہ سب صرف اس لئے کہ ایک ذرا سی ، حقیر سی چیز مل جائے !

ستہ

لیکن حقیر چیزیں بھی ایسی ہوتی ہیں کہ

اگر اُنہیں حقیر سمجھتے رہو تو وہ ایک دم سے
آدبوجتی ہیں اور پوری طرح بدلہ لیتی ہیں ۔

صلاح الدین

آہ، یہ سچ ہے — اور کیا عجب ہے کہ یہ
یہودی واقع میں ویسا ہی نیک نفس اور عقلمند
ہو جیسا حافی اُسے کہتا ہے ۔

ستہ

ایسا ہی ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپ کی
مشکلوں کا خاتمہ ہو گیا ۔ ایک نیک نفس اور
عقلمند یہودی کے لئے جال کی ضرورت نہیں
ہے ؛ وہ تو کسی حریص ، بخیل اور خطرناک
یہودی کے لئے چاہئے ۔ یہ بیچارہ تو بغیر جال
بھندے کے ہی ہمارا ہے ؛ اور جب ہم یہ جانتے
ہوئے اس کی باتیں سنیں اور دیکھینگے کہ وہ کس
کس طرح ان بھندوں کو توڑ کے پھینک دیتا اور
کیسی ہوشیاری اور چالاکی سے انہ آپ کو اس اندر
جال سے نکال لے جاتا ہے ، تب تو اور بھی لطف
آئیگا ۔

صلاح الدین

سچ ہے . مجھے اس خیال ہی سے خوشی ہوتی ہے . اچھا ، دیکھو کیا ہوتا ہے .

ستہ

اب تو آپ کو فکر نہیں کرنا چاہئے . اگر وہ بھی معمولی آدمیوں کی طرح کا ہو ، اگر وہ بھی اور یہودیوں کی سی حرکتیں کرے ، تب تو بھائی جان آپ کو بھی یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ بھی آپ کو اور سب انسانوں طرح کا انسان ہی سمجھتا ہے . بلکہ اگر آپ نے اُس کے ساتھ اور بھی زیادہ بھلائی کی باتیں کیں ، تو وہ آپ کو بیوقوف سمجھیں گے ، ہاں !

صلاح الدین

تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ میں اس کے ساتھ بدی سے پیش آؤں تاکہ وہ بد آدمی مجھے بد نہ سمجھے ؟

ستہ

اگر آپ کے نزدیک جیسے کے ساتھ تیسابن جانا
بدی ہے ، تو بے شک بدی ہی سے پیش آنا
چاہئے .

صلاح الدین

عورت بھی عجب چیز ہے . وہ اپنی ہر بات کو
جائز ثابت کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ ضرور
نکال لیتی ہے !

ستہ

بہانے کی بھی خوب کہی !

صلاح الدین

بہن ، سچی بات ہے ، مجھے تو درہی معلوم
ہو رہا ہے کہ یہ نازک سی تدبیر میرے ان گھڑ
ہاتھوں میں آکے توت نہ جائے ایسے کام کرنے کے
لئے تو بڑی جالاکھی اور صفائی کی ضرورت ہے .
خیر ، یوں ہی سہی — جیسا مجھ سے ناچتے

بنیگا راجونگا ؛ اور اگر مجھ سے نہ بن سکا ، تو مجھے
افسوس نہ ہوگا بلکہ خوشی ہوگی .
ستہ

اب اتنی بھی آب انے اوپر بے اعتباری نہ کیجئے .
اچھا ، میں اس بات کی ضمانت لیتی ہوں کہ آب
کہ آب اس کام کو آسانی سے کریں گے ، بشرطیکہ
آب کرنا چاہیں کیا مرے کی بات ہے کہ آب سے
مرد ہم عورتوں کو آب کی طرح یہ یقین دلانا چاہتے
ہیں کہ اُن کے سارے کام صرف تلوار کی مدد ہی
سے انجام پاتے ہیں اصل میں بات یہ ہے کہ
شیر کو مکار لومڑی کے ساتھ شکار کھیلتے ہوئے شرم
آتی ہے — مگر یہ شرم بھی حیلہ سے نہیں ہے ،
بلکہ لومڑی سے ہے

صلاح الدین

مگر عورتیں بھی تو یہ چاہتی ہیں کہ مرد
گرتے گرتے عورتوں کے درجے کو پہنچ جائیں !
اچھا ستہ ، اب تم جاؤ . میں سمجھتا ہوں کہ
مجھے اپنا سبق خوب یاد ہے .

ستہ

کیا؟ میں جاؤں؟

صلاح الدین

مگر تم یہاں رہ بھی تو نہیں سکتیں۔

ستہ

خیر، اگر یہاں نہیں، تو برابر کے کمرے میں
تو ضرور رہونگی۔

صلاح الدین

ہماری باتیں سننے کو؟ نہیں بہن، جو تم
چاہتی ہو کم میں کامیاب ہوں، تو جلی جاؤ۔
جاؤ بھی، جاؤ وہ دیکھو پردہ ہل رہا ہے،
وہ آہی گیا سمجھو دیکھو خبردار! یہاں
ہرگز نہ رہنا میں دیکھ رہا ہوں۔

[حوں ہی ایک دروازے سے ستہ اندر جاتی ہے]

دوسرے دروازے سے ناتن داخل ہوتا ہے۔

[صلاح الدین سنبھل کے بیٹھ جاتا ہے۔]

پانچپواڻ سين

صلاح الدين اور ناتن

صلاح الدين

آؤ بهئي يهودي ! ذرا اور ادھر ڪو آ جاؤ ، ميرے پاس ڪو . ڌرو مت .

ناتن

ڌرين آپ ڪے دشمن .

صلاح الدين

تمہارا نام ناتن ھے ؟

ناتن

جي ھاں .

صلاح الدين

دشمند ناتن ، آيیں ؟

فائن

حي نهیں .

صلاح الدین

خير ، تم نه كهو ، لوگ نو كهتے هي هيں

فائن

لوگ ؟ مسكن هے .

صلاح الدین

تو كيا تم سمجھتے هو كم ميں ربان خلق كو
ايسا ذليل سمجھتا هوں ؟ مجھے مدت سے خواهس
تھي كم ميں اُس كو ديكهوں جسے لوگ دانشمند
كهتے هيں .

فائن

لوگ يوں هي مذاق اُزانے كے لئے كه ديں تو
كيا هوتا هے : اُن كے نزديك تو دانشمند كے معني
چالاك كے هيں — اور چالاك بهي وه هے كم جو
اپنے نفع كو خوب سمجھتا هو .

صلاح الدین

یعنی اُنے حقیقی فائدے کو ، آپس ؟

فاتن

جو ایسا ہی ہو تو کیا کہنا ! پھر تو آدمی جتنا زیادہ خود غرض ہو ، اُتنا ہی چالاک بھی ہوگا . اور اس لحاظ سے دانشمند اور چالاک کے ایک ہی معنی ہونگے .

صلاح الدین

مگر تمہاری ان باتوں سے تو پھر وہی ثابت ہوتا ہے جس کی تم تردید کرنا چاہتے ہو . انسان کا حقیقی فائدہ ، جو لوگوں سے پوشیدہ رہتا ہے . تم پر گہلا ہوا ہے . یا کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ تم اُسے معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہو ، اور اُس پر اچھی طرح غور بھی کر چکے ہو . ایسی سے تو آدمی کی داسمندی ثابت ہوتی ہے .

فاتن

اُنہی تئیں سب ہی دانشد سسجیتے ہیں .

صلاح الدین

بس اب اس انکسار کو رهنے دو — جس
شخص سے یہ توقع ہو کہ وہ صاف صاف عقل
کی باتیں کریگا ، اگر وہ بار بار انکسار کرے ، تو
طبیعت کو کچھ نفرت سی ہوتی ہے .

[مستعد ہوکے بیٹھ جاتا ہے .]

خیر ، اب کام کی بات کرنی چائے . مگر ،
دیکھو بھئی یہودی ، جو بات کرنی ہو صاف صاف
کرنا : لگی لپٹی مت رکھنا !

فاتن

آپ یقین فرمائیں کہ میں آپ کی اس طرح
خدمت کرونگا کہ آئندہ بھی آپ میرے گاہک
رہیں .

صلاح الدین

وہ کیسے ؟

ذاتن

وہ ایسے کم میں اپنا بہترین مال آپ کی
نظر کرونگا ۔ اور وہ بچی بہت ہی واجبہ قیمت
پر

صلاح الدین

یہ تم کس چیز کا ذکر کر رہے ہو ؟ اپنے مال
کا ذکر تو نہیں کر رہے ہو ؟ — اس کا مول
تو کرنا ہوگا تو وہ میری بہن کرینگے ۔

[اپنے دل میں]

اگر ستہ یہیں کھڑی ہے تو سن کے خوش
تو ہو لیگی ۔

[نائن کے]

لیکن مجھے تمہاری سوداگری سے کوئی غرض
نہیں ہے ۔

فاتن

تو شاید آپ مجھ سے یہ دریافت فرماتے ہیں کہ میں نے اُنے سفر وغیرہ میں آپ کے دشمنوں کی کیا کیا نقل و حرکت دیکھی بھالی ہے ؟ تو جناب صاف بات تو یہ ہے کہ —

صلاح الدین

مجھے اُس معاملہ میں تم سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔ اِن باتوں کا مجھے خوب علم ہے ۔

فاتن

تو ، پھر جو حکم ہو ۔

صلاح الدین

وہ تو کچھ اور ہی چیز ہے ، اور بڑی دور کی چیز ہے ، جس کے متعلق مجھے تمہاری تعلیم کی ضرورت ہے ۔ — اچھا ، تم تو اتنے عقلمند آدمی ہو ، مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے خیال میں انسان کا کون سا مذہب ، کون سا دین سب سے زیادہ سچا اور اچھا ہے ؟

ذاتن

جذاب : میں یہودی ہوں

صلاح الدین

اور میں مسلم ہوں اور ہم دونوں کے بیچ
میں عیسائی لوگ ہیں اچھا ، تو ان تینوں
میں سے صرف ایک دین سکا ہو سکتا ہے ۔ ہم
جیسا آدمی ایسے مذہب پر جم کر نہیں رہ سکتا
جو اُسے متخص بیدائس سے یا اتفاق سے مل گیا
ہو ؛ اور اگر ایسا شخص اس مذہب پر قائم
رہیگا بھی ، تو اُس سے بورا بورا اطمینان اور تمام
عقلی دلائل اور اسباب پر غور کر لینے کے بعد ہی
رہیگا ۔ — تو اب بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے اور کیوں
ہے ؟ میں اُس لئے اور بھی سننا چاہتا ہوں کہ
مجھے خود کدپی ان باتوں پر غور کرنے کا موقع
نہیں ملتا ۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ
تم جو اپنے عقیدہ پر قائم ہو تو اُس کے لئے کیا
دلیل ہے ۔ ظاہر ہے کہ یہ گفتگو پوشیدہ رہیگی ۔

اور اگر ہو سکا تو میں تمہارا عقیدہ اختیار کر لوں گا۔ — ناتن، تم چونکتے کیوں ہو؟ مجھے اِس طرح جستجو کی نگاہ سے کیوں دیکھتے ہو؟ — ممکن ہے کہ اب سے پہلے کسی اور سلطان کو ایسا خیال نہ آیا ہو، مگر اِس خیال کو راہ دینا بھی تو کسی سلطان کی شان کے خلاف نہیں ہے ہاں، اب بولو، یا اگر تمہیں سوچنے کے لئے کچھ وقفہ کی ضرورت ہو، تو میں تمہیں وقت بھی دیتا ہوں، سبجہ؟ —

[اپنے دل میں]

نہ معلوم ستہ بھی سن رہی ہے کہ نہیں۔ ذرا چلوں تو سہی۔ دیکھوں تو وہ کیا کہتی ہے کہ میں کہاں تک اپنے فرض کے ادا کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ —

[فاتن سے]

اچھا ناتن، اب تم اِس مسئلہ پر غور کرو، میں ابھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔

[اُسی کمرہ میں جاتا ہے جہاں ستہ گئی تھی۔]

چیتا سین

ناتن تنہا

ناتن

واہ ! کیا مزے کی بات ہے ! آخر یہ ماجرا کیا ہے ؟ وہ چانتا کیا ہے ؟ میں تو سمجھا تھا وہ روپے کی فکر میں ہے ۔ مگر اب معلوم ہوا کہ وہ حق کی تلاش میں ہے اور وہ بھی نقد اور کھرا ۔ گویا حق بھی کوئی سکھ ہے ۔ اگر وہ کسی پرانے سکے کی تلاش میں ہوتا ۔ جو تولا جاسکتا ۔ تب بھی خیر ایک بات تھی ۔ مگر وہ تو نیا سکھ چاہتا ہے ۔ جو ابھی تیس سال سے بنا ہوا چلا آتا ہو اور ”کہن“ سے گن دیا جاسکے ۔ — نہ ، یہ نہیں ہو سکتا ! بھلا حق بھی کوئی ایسی چیز ہے کہ اُسے لوگوں کے دماغ میں اسی طرح بھرا جاسکے جس طرح تھیلی میں روپیہ رکھا جاتا ہے ؟ اب بتاؤ یہودی کون ہے ؟ وہ یا میں ؟ مگر ہاں ، کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اُسے

اصل میں حق کی تلاش نہ ہو، بلکہ صرف میرے
 بھنسانے کے لئے اُس نے یہ جال بنایا ہو! مگر اتنے
 بڑے آدمی کے لئے یہ جھوٹی سی بات ہے — بڑی
 جھوٹی! بڑے آدمیوں کے لئے کون سی بات چھوٹی
 ہونی ہے؟ بھر مزہ یہ ہے کہ اُس نے ایسی صفائی
 سے اور یکبارگی یہ سوال کیا جیسے کوئی بے دھڑک
 کسی کے گھر میں کھس جائے۔ جو دوست بن کے
 آتا ہے، وہ دستک دیتا ہے، اجازت کا انتظار کرتا
 ہے۔ مجھے بہت احتیاط کرنی چاہئے مگر یہ
 ہو کیسے؟ میں اس وقت متعصب یہودی بن نہیں
 سکتا؛ اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ بالکل سرے سے
 یہودیت کا جامہ ہی اُتار دوں کیونکہ اگر میں
 یہودی نہ بنا تو وہ یہ نہ کہیگا کہ تم مسلمان
 کیوں نہیں ہو جاتے؟ — اھا، اب سوچھی! ہاں
 بس یہی تدبیر ٹھیک ہے — کہانیوں سے صرف بچے
 ہی نہیں بہلا کرتے! — اچھا آنے دو اُسے۔

ساتواں سین

 صلاح الدین اور فاتن

صلاح الدین

[دل من]

یہاں تو میدان صاف تھا

[فاتن سے]

میں سمجھتا ہوں کہ میں بہت جلدی واپس
 نہیں آیا۔ تم اب تک ضرور کچھ سوج چکے
 ہو گے۔ — ہاں، تو کس نتیجہ پر پہنچے؟ جو
 کچھ کہنا ہو کہ دالو، یہاں کوئی اور سننے والا
 نہیں ہے۔

فاتن

میں تو چاہتا ہوں کہ ساری دنیا ہماری باتیں
 سنے!

صلاح الدین

تو ناتن کو اپنی بات کا اِس قدر پختہ یقین
 ہے ؟ ایسے ہی آدمی کو تو میں دانشمند سمجھتا
 ہوں — جو حق کے اظہار میں کبھی بس و پیش
 نہ کرے ، اُس کی راہ میں اپنی کسی چیز کو دریغ
 نہ رکھے ، اور دھن دولت تو کیا اُس کے لئے جان
 تک دینے کو تیار رہے .

فاتن

بے شک ؛ جب ضرورت ہو ، یا جب اُس سے
 فائدہ ہو .

صلاح الدین

میں سمجھتا ہوں کہ آج سے مجھے اِس بات
 کا حق حاصل ہو جائیگا کہ میں اپنے آپ کو
 ”صلاح الدین والملة“ اور اسم با مسی سمجھوں .

فاتن

اِس میں کیا شک ہے کہ یہ نہایت عمدہ اور

عزیز نام ہے . مگر جناب ، میں اپنا خیال بیان کرنے سے پہلے ایک چھوٹی سی کہانی کہنے کی اجازت چاہتا ہوں .

صلاح الدین

ہاں ، کیوں نہیں . مجھے ہمیشہ سے کہانیوں کا شوق ہے ، بشرطیکہ کوئی اچھی طرح بیان کرے .

فاتن

خیر ، میں اچھی طرح تو بھلا کیا کہہ سکتا ہوں .

صلاح الدین

پھر وہی تمہارا غرور چلا ، پھر وہی بناوٹی انکسار . -- اچھا ، کہو ، کہو

فاتن

اچھا ، تو کہانی یہ ہے ، کم اب سے بہت پہلے ، نہایت قدیم زمانے میں ، مشرق زمین میں ایک شخص تھا . اُس کے کسی محبوب نے ایک انمول

انگوٹھی اُسے نذر کی تھی ، جس میں اوّل کا نگینہ
 جڑا ہوا تھا ، اور اُس میں بیسیوں طرح کے دلکش
 رنگ جھلکتے تھے ۔ اُس نگینہ کی ایک خاصیت
 یہ تھی کہ جو کوئی بورے اعتقاد کے ساتھ اُس
 انگوٹھی کو پہن لیتا تھا وہ خُدا اور بندہ ۲ دونوں
 کا ، پیارا ہو جاتا تھا اُس وجہ سے وہ شخص
 اُس انگوٹھی کو بہت عزیز رکھتا تھا ۳ اور کسی
 وقت بھی اگلی میں سے اُتار کے نہیں رکھتا
 تھا ۔ بلکہ اُس نے یہاں تک عہد کر رکھا تھا کہ
 وہ انگوٹھی ہمیشہ ہمیشہ اُس کے خاندان ہی میں
 رہیگی حناۃ مرتے وقت اُس نے اُس انگوٹھی
 کو اپنے سب سے عزیز بیٹے کو دے کے ۴ وصیت کی
 کہ وہ بھی اسی طرح مرے وقت اپنے سب سے پیارے
 بیٹے کو دیتا جائے ؛ اور یہ قاعدہ بنا دیا کہ بلا لحاظ
 اُس کے کہ خاندان میں سب سے زیادہ عمر والا
 کون ہے ، وہی شخص گُل خاندان کا بزرگ سمجھا
 جائے جس کے پاس وہ انگوٹھی ہو ۔ سمجھو
 آپ ؟

صلاح الدین

ہاں ہاں ، بھر کیا ہوا ؟

فاتن

غرض یہ کہ وہ انگوٹھی اسی طرح باپ سے بیٹے کو ملتی رہی آخر کار ایک باب کے تین بیٹے ہوئے . تینوں بٹے باب سے تابعدار تھے ، اور اس لئے باب کو بھی تینوں برابر برابر عزیز تھے . جب کبھی اُن میں سے کوئی سے دو بیٹے کہیں چلے جاتے تھے اور صرف ایک ہی باب کے پاس موجود اور اس کا محرم راز ہوتا ، سو باب کو یہی خیال ہوتا تھا کہ صرف وہی لڑکا انگوٹھی مانے کا حقدار ہے . نتیجہ یہ ہوا کہ محبت بھرے باب نے ہر ایک بیٹے سے انگوٹھی دینے وعدہ کر لیا . بہت سا عرصہ یوں ہی گزر گیا . ہوتے ہوتے ، باب کی موت کا وقت آیا انگوٹھی کا خیال کر کے اُسے بڑی الجھن ہوتی رہی کہ آخر کسے دوں کسے نہ دوں ؟ ایک کو دیتا ہوں تو دوسرے دونوں سے بھی تو وعدہ کر رکھا ہے اُن کو کیسا ملال

ہوگا؟ آخر، حضور، اُس نے یہ ردبیر نکالی کہ ایک بڑے صاحب کمال سنار کو بلایا، اور اُسے وہ انگوٹھی دکھا کے خفیہ طور پر کہا کہ ”چاہے کتنی ہی لاگت آئے، تم مجھے بالکل ایسی ہی دو اور انگوٹھیاں بنا کے لا دو“ عرض یہ کہ سنار، بالکل ویسی ہی دو انگوٹھیاں اور بنا لایا۔ اب جو باب ان انگوٹھیوں کو دیکھتا ہے، تو خود اُسے یہی تمیز نہیں ہوتی کہ اصلی کون سی ہے، اور نقلی کون سی۔ مرتے وقت اُس نے بڑی خوشی سے ہر ایک بیٹے کو الگ الگ اپنے یاس بلایا، اور دعائیں دے دے کے ہر ایک کو ایک ایک انگوٹھی دے دی، اور مر گیا۔ اب سُن رہے ہیں نہ؟

صلاح الدین

[اُنکا کے ایک طرف کو دیکھتے ہوئے]

ہاں ہاں، میں خوب سُن رہا ہوں۔ بس اب ختم کرو کسی طرح۔

فاتن

بس اب ختم هي سسجھڻي . ۽ تو ظاهر هي
 ه ڪم پهر ڪيا هوا هوگا . باپ ڪي انڪهين بند
 هوتي هي هر اڪ بيماني اپني اپني انگوتهي ڪي
 برتي پر اپني خاندان ڪي سرپرستي اور بزرگي ڪا
 دعويدار هوا . پهر تو خوب چهان بين هوئي ، خوب
 هي تو تو مي مي مي هوئي . بزا جهنگرا پزا . مگر
 سب بيڪار — ڪيونڪم يه ڪسي طرح معلوم هي
 نهين هو سکتا تها ڪم اصلي انگوتهي ڪون سي هه —

[ذرا رک ڪر . سلطان ڪو غور ڪي ديکيتي هوئي]

بالڪل اسي طرح هم بهي اس وقت يه
 فيصله نهين ڪر سکتي ڪم سچا دين ڪون سا هه .

صلاح الدين

ناتن . تم نه ميرو سوال ڪا يه جواب ديا
 هه ؟

فاتن

جي نهين : يه قصه تو مي مي نه صرف اڪ

عذر کے طور پر بیان کیا ہے . اب حضور ہی فرمائیں کہ میں اُن اُنگوتھیوں میں کیسے تمیز کر سکتا ہوں جن کو باپ نے جان بوجھ ے ایسا بنوایا تھا کہ اُن میں تمیز نہ ہو سکے !

صلاح الدین

اُنگوتھیا ؟ خوب ! میں ایسی باتوں سے نہیں بہل سکتا . میرا خیال تو یہ تھا کہ میں نے جن تین دینوں کا نام لیا تھا . اُن میں تمیز کرنا آسان ہے ، کیونکہ اُن کے ماننے والوں کے لباس اور کھانے پینے کے طریقے یک میں فرق ہے .

ناقن

لیکن اُن کی دلیلوں میں تو کوئی اصولی فرق نہیں ہے . یہ سب لوگ دلیل کے لئے تاریخ کو پیش کرتے ہیں ، خواہ وہ تاریخ زبانی روایتوں کی صورت میں ہو یا تحریری ہو . مگر تاریخ کی بنیاد عقیدے اور اعتبار پر ہے . اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اعتبار سب سے زیادہ

کس کا ہونا چاہئے؟ ظاہر ہے کہ ہم اپنے ہی مذہب والوں کا اعتدار کریں گے۔ جن کا خون ہمارے دگوں میں ہے۔ جنہوں نے ہمارے بچپن سے آج تک ہم سے محبت کی ہے۔ جنہوں نے ہمیں کبھی دھوکا نہیں دیا — سوا اُن وقتوں کے جب ہمارے لئے شاید بہ نسبت سچی بات کے دھوکا ہی زیادہ مفید تھا آپ کو اپنے باپ دادا پر جتنا اعتدار ہے، مجھے بھی تو اپنے باپ دادا پر اتنا ہی بھروسہ ہے کیا میں آپ سے یہ درخواست کر سکتا ہوں کہ آپ میرے باپ دادا کی بات کو حق تسلیم کر کے اپنے بزرگوں کے قول اور خیال کو غلط قرار دیں؟ یا کیا آپ مجھ سے ایسا فرما سکتے ہیں؟ — پھر یہی صورت عیسائیوں کے ساتھ سمجھ لیجئے۔ اب فرمائے کیا ارشاد ہے؟

صلاح الدین

[دل میں]

قسم ہے خدائے حی و قیوم کی، یہ شخص

سچ کہتا ہے . اب مجھے خاموش ہی رہنا چاہئے .

ناتن

اب میں پھر انگھوٹھیوں کی کہانی کی طرف آتا ہوں . تو ' جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا ' بیٹوں میں جھگڑا ہو گیا . سب نے ایک دوسرے کے خلاف عدالت میں چارہ جوئی کی . ہر ایک نے جج کے سامنے یہی کہا کہ مجھے یہ انگوٹھی براہ راست باپ کے ہاتھ سے ملی ہے ' — اور سچ بھی یہی تھا — ' اور وہ بھی اُس طرح کہ باپ نے مجھ سے مدت سے وعدہ کر رکھا تھا کہ انگوٹھی مجھ ہی کو دی جائیگی ' — اور یہ بات بھی صحیح تھی . ہر ایک بیٹا یہی کہتا تھا کہ باپ نے مجھے ہرگز دھوکا نہیں دیا : ایسا محبت کرنے والا باپ ایسا نہیں کر سکتا : اور گو مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں دوسرے بھائیوں پر الزام لگاؤں ، مگر کہنا یہی پڑتا ہے کہ وہ دونوں ضرور مجرم ہیں اور آج میں اُن کا بھید کھول کے اُن سے بدلہ لے کے چھوڑنا !

صلاح الدین

اچھا پیر، جج نے کیا کہا؟ میں سننا چاہتا ہوں کہ تم جج کے منہ سے اب کیا کہلو آؤ گے
ہاں، پیر؟

فاتن

جج نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ ”تم لوگ جاؤ اور اٹے باب کو لاکے عدالت میں پیش کرو“ ورنہ میں تمہارا مقدمہ خارج کرتا ہوں۔ آخر تم لوگ کیا سمجھتے ہو کہ میں یہاں بیٹھ کے تمہارے یہ معے حل کیا کرونگا؟ — یا شاید تم لوگوں کو انتظار ہوگا کہ اصلی انگوٹھی خود بخود اپنی اصلیت کی گواہی دیگی۔ مگر ذرا تھہرو۔ — تمہارا بیان ہے کہ اصلی انگوٹھی میں یہ جادو ہے کہ اُس کا استعمال کرنے والا اور سب سے زیادہ خدا اور اُس کے بندوں کا محبوب ہو جاتا ہے۔ اب اسی پر فیصلہ آ کے تھہرتا ہے کہ نقلی انگوٹھوں میں یہ طاقت نہیں ہو سکتی — تو اب بتاؤ کہ تم تینوں میں سے وہ کون سا شخص

ہے جسے باقی دونوں بہت زیادہ عزیز رکھتے ہیں؟ — کیوں، جواب کیوں نہیں دیتے؟ — یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سہاری انگوتھیاں اندر اندر اثر کرتی ہیں۔ باہر نہیں: کیونکہ تم میں سے ہر شخص صرف اپنا ہی عاشق معلوم ہوتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تم بینوں کو دھوکا دیا گیا ہے۔ اور تم خود بھی دھوکہ باز ہو، اور تینوں انگوتھیاں جھوٹی ہیں۔ — غالباً، واقعہ یہ ہے کہ اِصلي انگوتھی گم گئی ہے اور اِس بات کو چھبانے اور اُس کی جگہ دوسری بیاہ کر دینے کی عرض سے سہارے باب نے یہ تینوں انگوتھیاں بنوائی ہیں۔“

صلاح الدین

شاباش، شاباش!

ناتن

اسن کے بعد جیج نے کہا: ”میں تو فیصلہ کر چکا۔ لیکن شاید تم لوگوں کو میرا مسودہ

میرے فیصلے سے زیادہ ناپسند ہوگا۔ ایسا ہے تو اب تم لوگ جاؤ۔ مگر میں تم کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس وقت مقدمہ کی جو صورت ہے اُسے اُسی طرح قبول کر لو۔ اگر یہ واقعی صحیح ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو تمہارے باپ ہی نے انگوٹھی دی ہے۔ تو ہم میں سے ہر ایک کو یہی سمجھنا چاہئے کہ اُسی کی انگوٹھی سچی اور اصلی ہے۔ ممکن ہے تمہارے باپ نے یہ کام اسی لئے کیا ہو کہ اُس کی اولاد میں آکے یہ بیجا رعایت ختم ہو جائے کہ صرف ایک ہی شخص کو وہ خاص انگوٹھی دی جائے۔ یہ تو تم خوب یقین رکھو کہ اُسے تم سب سے محبت تھی اور سب سے یکساں محبت تھی؛ اور اسی وجہ سے اُس نے یہ پسند نہیں کیا کہ صرف ایک بیٹے سے رعایت کر کے باقی دونوں کو رنجیدہ کر دے۔ اب تم لوگوں کو یہ کرنا چاہئے کہ محبت میں ہر ایک دوسرے سے بڑھیں جائے اور وہ محبت بھی ایسی ہو کہ اُس میں کسی

طرح کے نعصب یا فرقہ بندی کا گمان بھی نہ ہو۔ ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی انگوٹھی کی صفتوں کو صحیح ثابت کر کے دکھائے۔ ہر ایک کو چاہئے کہ وہ نیک نفسی، انکسار، تحصیل اور صحیح فیاضی سے کلم لے، اور خدا کی مرضی پر شاکر رہے، — اور اب سے بہت دور، کہیں ہزارہا سال کے بعد، جب تمہاری اولاد کی اولاد بھر اس عدالت کے سامنے حاضر آئے کسی مجہم سے زیادہ عقلمند جم کے حضور میں اصلی انگوٹھی کی صفتوں کی شہادت دیگی، تب وہ جم اپنا فیصلہ سنائیگا۔ — اچھا، اب جاؤ ” — تو حضور، اُس نیک مزاج جم نے یہ تقریر کی تھی۔

صلاح الدین

اللہ ! اللہ !

ناتن

سلطان صلاح الدین ! اگر وہ زیادہ عقلمند جم جس کا وعدہ کیا گیا ہے، آپ ہی ہیں —

صلاح الدین

[آگے بڑھ کر اور ناتن کا ہاتھ پکڑ کر]

نہیں، میرے تو خاک ہوں، ذرّہ بے مقدار ہوں۔
یا اللہ!

ناتن

آیس! یہ اب کا کیا حال ہے؟

صلاح الدین

نہیں۔ ناتن! اُس جج کے آنے کے ہزارہا سال
ابھی نہیں گزرے اور نہ صلاح الدین اُس گُرسی
عدالت کے قابل ہے۔ اچھا، بس اب جاؤ لیکن
مجھ سے دوستی قائم رکھنا۔

ناتن

تو آپ مجھ سے کس یہی فرماتے تھے یا
کچھ اور؟

صلاح الدین

نہیں، اور کچھ نہیں۔

فاتن

اور کچھ بھی نہیں ؟

صلاح الدین

نہیں ، کچھ نہیں . مگر تم کیوں پوچھتے ہو

ناتن

میں اس امید سے حاضر ہوا تھا کہ مجھے آپ
کی خدمت میں ایک خاص معروضہ پیش کرنے
موقع مل جائیگا .

صلاح الدین

موقع ملنے کا کیا ذکر ہے ، کہو کیا چاہتے ہو ؟

فاتن

میں ابھی ایک برے دور کے سفر سے واپس
آ رہا ہوں . اس عرصہ میں میں نے اپنے بہت سے
قرض واپس لئے ہیں ، اور اب میرے پاس بہت سا
نقد روپیہ موجود ہے . اب پھر نازک وقت آ رہا ہے ،

اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اپنے مال کی حفاظت کیونکر کروں۔ اس لئے مجھے خیال ہوا کہ بہت مسکن ہے کہ آپ — کیونکہ جب جنگ بالکل دروازے پر آ کھڑی ہوتی ہے، تو دوپے کی ضرورت ہوتی ہی ہے — میرا خیال تھا کہ شاید آپ میرے مال و زر میں سے کچھ استعمال فرما سکیں گے۔

صلاح الدین

[ناتن کو عور سے دیکھتے ہوئے]

ناتن، میں یہ نہیں دریافت کرنا چاہتا کہ تمہیں حافی نے بتایا ہے، یا خود تم ہی کو کچھ ایسا شہ ہوا ہے کہ تم اپنی مرضی سے اپنا روپیہ پیس کر رہے ہو —

فاتن

شبہ کیسا • حضور؟

صلاح الدین

نہیں، میں اسی قابل ہوں۔ ناتن، مجھے

معاف کرنا — اب چھپانے سے کیا حاصل ہے ؟ -
 سچ یوں ہے کہ میں ابھی اس بات پر آ
 والا تھا کہ —

فاتن

کیا آپ بھی مجھ سے یہی فرماتے تھے ؟

صلاح الدین

ہاں ، بس یہی کہنے والا تھا .

فاتن

تب تو ہم دونوں کا کام بن گیا . لیکن حضور ،
 اگر میں آپ کو اپنا تمام روبیہ نہ بھیج سکوں ،
 تو اُس کا سبب وہ نوجوان تسمیر ہوگا . میرا
 خیال ہے کہ حضور اُس سے واقف ہیں . مجھے
 اُس کا ایک بڑا قرضہ اُتارنا ہے .

صلاح الدین

تسمیر ! — یہ کیا ؟ کیا تم میرے بدترین
 دشمنوں کو بھی اپنے مال و دز سے مدد دو گے ؟

ناتن

جي نهين، ميں تو صرف اُس ٿيلر ڪا ذڪر
ڪر رها هوں جس ڪي حضور نے جان بخشى ڪي
تپي .

صلاح الدين

ارے، يہ تم نے مجھے ڪيا ياد دلا ديا؟ هاں،
ميں تو اُس جوان ڪو بالڪل بهول هي ڪيا تھا .
ناتن، تم اُسے جانتے هو؟ بتاؤ، وه اب ڪهاں هے؟

ناتن

شايد حضور ڪو يہ معلوم نهين هے ڪم حضور نے
اُس یر جو احسان فرمايا هے، وه اُس ڪے واسطے
سے ايك برڪت ڪي صورت ميں مجھ تک پهنچا
هے اور ميری بياري بچي ڪو شعلوں ميں سے
نڪالنے ڪے لئے اُس نے ايني اِس نئي زندگي ڪو
بهي جوڪهم ميں ڏال ديا تھا

صلاح الدين

اچھا! — يہ تو اُس ڪي صورت هي سے معلوم

هوتا ٿيا ڪم وٺڻ جو انسرڊ ه. واللہ ، بيبي
 ميرزا اسد بيبي ڪرتا ، جس سے وٺڻا مشابہ ه. .
 وٺڻا اب بيبي بيبي ه ڪيا ؟ اڪر ايسا ه سو اُس
 سيدھا ٻيھا بلا لاؤ . ميڻ ٺڻ اڻي ٻيھن سڻ اڻي
 اُس عزيز ٻيھڻي ڪا اڻا ڌڪو ڪيا ه ڪم ڪو وٺ
 اُس ٻيھڻي ڪو بالڪل ٺيھي ڄاڻتي ، مگر ميڻ
 چاھتا هون ڪم وٺ ڪم سڻ ڪم اُس ڪي اڪي هو ٻيھو
 تصوير ڪو تو ڏيڪھ لڻ — هاڻ ، اُس بلا لاؤ ، اور ڄلدي
 لاؤ . ڏيڪھتي هو ، اڪي نڪ ڪام سڻ ، خواھ وٺ اڪي
 وٺتي ڄڻي هي ڪا نتيجي ڪيھن ٺي هو ، ڪٽني اور
 نڪ ڪام هو سڪتي هيڻ ! ڄاؤ ، اُس لڻ آؤ .

ڌاتن

ڄي هاڻ ، ضرور — مگر همارا ڊوسرا معاھڊو تو
 پختي هو ڪيا ه ٺي ، حضور ؟
 [ڄاتا ه .]

صلاح الدين

مجي افسوس ٻي ه ڪم ميڻ ٺڻ اڻي ٻيھن ڪو
 ٻي ٻاٻي ٺيھي سڻي ڏيڻ . اب ميڻ ڄلدي سڻ

اُس کے پاس چلوں مگر جتنی باتیں ہوئی
ہیں، اب میں اُن کا آدھا حصہ بھی تو بیان
نہیں کر سکونگا۔

[جلا حاتا ہے]

آتیواں سین

راہبوں کے حبزوں کے قریب، کیتھور کے درختوں
کے نیچے ٹپٹہ ناتن کے انتظار میں ہے۔

تمپلر

[نہایت کنسکس اور اضطراب کے عالم میں]

اب تو یہ میرا دل، یہ صیدزیبوں، کسبخت
پہرکتے پہرکتے تھک کے رہ گیا — مگر نہیں، اب
میں اس پر غور ہی نہ کرونگا کہ میرے دل میں
کیا کیا گزر رہا ہے، اور نہ یہ سوچونگا کہ آئندہ
کیا کیا گزرنے والا ہے۔ بس اب بہت ہو چکا۔ میں

وہاں سے خواہ مخواہ بھاگ آیا — لیکن نہ بھاگتا تو اور کیا کرتا؟ — خیر، ہرچہ بادا بادا! اول سو یہ حملہ ہی مجھے پر کچھ ایسا اچانک ہوا کہ ہزار بچنے کی کوشش کی، مگر نہ بیچ سکا۔ میں کتنے دن سے اُس بات کو تال رہا تھا اور مجھے کچھ اُس کی شکل دیکھنے کی ایسی آرزو بھی نہ تھی۔ مگر وہ دیکھنا قبر ہو گیا، اور ایک بار دیکھتے ہی پھر یہ بھی عہد کر لیا کہ اب کبھی اس شکل کو ابھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دوں گا۔ مگر یہ عہد کرنا کیسا؟ اُس کے معنی تو ہیں تدبیر، اور عمل اور مجھے سوا تونے کے اور کسی چیز سے سروکار نہیں۔ — کیا کہوں، اُسے دیکھتے ہی مجھے کچھ ایسا محسوس ہوا کہ جیسے میری ہستی ہی اُس کی شخصیت کے ساتھ وابستہ ہو گئی ہے، اور اب تک یہی حال ہے کہ یہ بات کسی طرح قیاس میں بھی نہیں آتی کہ اُس سے جدا ہو کے زندہ کیسے رہ سکتا ہوں۔ یہ سو زندہ درگور ہونا ہے۔ اور یہیں کیا، میں تو مر کے بھی جہاں جاؤں گا، وہاں بھی میرے

لئے موت ہی موت ہے . کیا اسی کو عشق کہتے ہیں ؟ ہیں ! کہیں تملر بٹی عاشق ہوا کرتے ہیں ؟ غضب خدا کا . ایک عیسائی اور ایک یہودی لڑکی سے عشق رکھے ! — مگر اُس میں مضابتہ ہی کیا ہے ؟ — اِس موعودہ سردمیں میں جس کی خوبیوں کو میں کہتی نہ بھولونگا ، میں نے آپ بہت سے تعصنوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے آخر میری جماعت مجھ سے کیا چاہتی ہے ؟ تملر کی حیثیت سے تو میں اب مُردہ ہوں — میں تو اسی وقت سے مرجکا ہوں جب سے صلاح الدین کے بچے میں گرفتار ہو کے آیا تھا کیا واقعی یہ سر ، جو صلاح الدین نے مجھے بخشا ہے ، وہی ہے جو پہلے تھا ؟ ہرگز نہیں ، یہ تو کوئی اور ہی سر ہے . اِس سر کو تو اُن سب باتوں کا ہوش ہی نہیں جو میرا پہلا سر دیکھ سن چکا تھا . اور اِس میں بھی شک نہیں کہ یہ اُس پرانے سر سے بہتر ہے ، اور اِسے میرے باب کے اصلی وطن سے زیادہ مناسبت ہے . ہاں ، میرا یہ خیال ضرور صحیح ہے — کیونکہ اب میرے دماغ میں بھی بالکل ویسے ہی خیالات پیدا

ہو رہے ہیں جیسے اُس ملک میں میرے باپ کے دماغ میں پیدا ہوئے ہونگے۔ یہ اور بات ہے کہ لوگوں نے مجھے اُن کے متعلق جھوٹ موت کے قصے گھڑ گھڑ کے سنائے ہوں — لیکن اگر وہ قصے بھی ہیں، تب بھی میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ بالکل صحیح ہیں، اور خاص کر اب تو مجھے اُن کا بالکل یقین ہوتا جاتا ہے، کیونکہ میں بالکل اُسی جگہ لڑکھڑا رہا ہوں جہاں میرے باپ لغزش کھا کر گرے تھے۔ خیر، وہ گرے ہی سہی مگر لڑکوں میں مل کے کھڑے ہونے سے تو یہی بہتر ہے کہ آدمی جواں مردوں کے ساتھ گر پڑے میرے باپ کا طرز عمل اِس کا ثبوت ہے کہ میرے باپ کی نگاہ میں میرا یہ فعل ضرور پسندیدہ تھرتا۔ پھر مجھے اوروں کی پسندیدگی یا ناپسندیدگی کی کیا ضرورت ہے؟ اچھا، ناتن کی پسندیدگی؟ مگر نہیں، اُس سے تو مجھے صرف پسندیدگی ہی نہیں بلکہ تائید کی بھی اُمید ہے۔ یہ بھی عجب یہودی ہے! اور اے وجہ ایسا بکا یہودی بنتا ہے — آدے، وہ تو بڑے زنانے سے آ رہا ہے، اور اتنا خوش خوش، آئیں!

مگر صلاح الدین کے ہاں جو بنی ہو کے آتا ہے اسی طرح
خوش خوش آتا ہے . ناتن ! ناتن !! .

نواں سین

ناتن اور تمبلر

فاتن

اخواہ . نائٹ صاحب ، آپ ہیں !

تمبلر

آب سلطان کے ہاں خوب تہہرے .

فاتن

نہیں ، وہاں تو زیادہ دیر نہیں لگی . جانے ہی
میں دیر ہو گئی تھی سچی بات یہ ہے کہ
جیسی اس کی شہرت سنی تھی ویسا ہی پایا . نہیں
بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اُس کی شہرت اُس کی

شخصیت کا ایک دھندلا سا عکس ہے ۔ مگر ہاں ۔
 پہلے مجھے آپ سے یہ کہہ دینا چاہئے کہ سلطان آب
 سے —

تھپلر

کیا چاہتا ہے ؟

فاتن

آب سے باتیں کرنا چاہتا ہے ۔ اُس لئے آپ
 فوراً اس کے ہاں جائے پہلے آب ذرا ایک لمحے
 کے لئے مکان تک چلے چلئے ۔ مجھے وہاں سلطان
 کے لئے کچھ انتظام کرنا ہے ۔ پھر وہاں سے سلطان
 کے ہاں چلیں گے ۔

تھپلر

اب تو میں آپ کے مکان میں اُس وقت تک
 قدم نہیں رکھوں گا کہ —

فاتن

یہ کیوں ؟ معلوم ہوتا ہے آپ وہاں ہو آئے

ہیں ، بلکہ اُس سے ملے بھی ہیں ، اور اُس سے بات چیت بھی کی ہے ۔ اچھا ، اب بتائے کہ آپ ریشع کو کیسا سمجھتے ہیں ؟

تہپلر

لعلوں میں ادا ہونا مشکل ہے اب رہا یہ کہ میں پھر جا کے اس سے ملوں — یہ تو میں ہرگز نہ کروں گا ۔ نہیں ، ہرگز نہیں جب تک کہ آپ مجھے سے اپنی اسی جگہ یہ وعدہ نہ کریں کہ اب مجھے اجازت ہوگی کہ میں اُسے ہر وقت دیکھا کروں ۔

فاتن

آپ کا مطلب کیا ہے ؟

تہپلر

[ناتن کے گلے سے ٹک کر]

پوارے باپ !

فاتن

میاں صاحبزادے ، یہ کیا ؟

تھپلر

[گلے سے الگ ہو کے]

مجھے بیٹا نہیں کہتے آپ ، آئیں ؟

ناتن

میرے عزیز نوجوان !

تھپلر

بہر بیٹا آپ نے نہیں کہا ! ناتن ! میں آپ کو خدا کے بنائے ہوئے قدیم ترین اور مضبوط ترین دشتے کی قسم دیتا ہوں — ان عارضی دشتوں کو اصلی دشتوں پر ترجیح نہ دیجئے . اس وقت آپ یہ سمجھئے کہ آپ انسان ہیں ، باقی سب بھول جائیے .

ناتن

عزیز ترین دوست !

تھپلر

اور بیٹا ؟ بیٹا نہیں ؟ ہائے ، اب بھی

نہیں — اب بچی نہیں کہ جب احسانسندی نے اب
کی صاحبزادی کے دل تک عشق کے لئے ایک راستہ
کیوں دیا ہے . اب بھی نہیں . جب کہ ہم دونوں
کے جذبات صرف اب کی ”ہاں“ کے انتظار میں
ہیں کہ مل کے ایک ہو جائیں ! آپ اب بھی
خاموش ہیں ؟

فاتن

نوجوان ٹمبلر ، تم نے تو مجھے حیرت میں ڈال
دیا .

ٹمبلر

حیرت میں ڈال دیا ؟ یہی حیرت نہ کہ میں
نے اب کے دل کی بات کیسے ، کہ دی ؟ یا ممکن
ہے کہ میرے منہ سے نکل رہی ہے اس لئے اب
اُسے نہ سمجھ سکے ہوں — یہ حیرت کیوں !

فاتن

مگر ٹمبلر صاحب ! مجھے ابھی یہ بھی تو
معلوم نہیں ہے کہ آپ اشتاؤفن خاندان کی کس

شاخ سے ہیں .

تھپلر

کیا کہا آف نے ؟ کیا ایسے نارک وقت میں
بھی آف کے دل میں ایسے ایسے فضول سوال پیدا
ہو رہے ہیں ؟

ناتن

سنئے تو — ایک رمانہ ہوا کم جب اشتاؤفن
خاندان کے ایک فرد سے واقف تھا . اُس کا نام
تھا کونراد .

تھپلر

اچھا ، اگر میرے باب کا بھی بالکل یہی نام
ہو ، تو ؟

ناتن

کیا واقعی یہی نام تھا ؟

تھپلر

اُن ہی کے نام پر تو میرا نام بھی یہ ہوا ہے .

کیونکہ کرد اور کونراد دونوں ایک ہی ہیں .

ناتن

خیر ، تو میرا کونراد تمہارا باپ نہیں ہو سکتا
کیونکہ میرا کونراد بیٹی تمہاری طرح ایک تمپلر
تھا ، اور اُس کی شادی کبھی نہیں ہوئی .

تمپلر

پیر بیٹی —

ناتن

یعنی ؟

تمپلر

تب بیٹی ، ممکن ہے کہ وہی میرا باپ ہو

ناتن

اب تو تم مذاق کرنے لگے .

تمپلر

آب بیٹی تو بے حد احتیاط سے کام لے رہے

ہیں۔ اچھا، میں اپنے باب کی ناجائز اولاد ہی سہی! مگر، خون بھی تو آخر کوئی چیز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نہ آج مجھ سے میرا نسب یوچھٹے، اور نہ میں آج کے نسب سے کوئی سروکار رکھوں۔ مگر اس سے میری یہ مراد نہیں کہ خدا نخواستہ مجھے آج کے نسب نامہ میں کے صحیح ہونے میں کوئی شک ہے۔ وہ تو مجھے یقین ہے کہ آج اُسے، نہایت صحت کے ساتھ ہونے ہوتے حضرت ابراہیم سے جا ملائینگے۔ اور اُس سے اوپر کی صحت یہ تو میرا ایمان ہے۔ بلکہ اُس کی قسم کھا سکتا ہوں

فاتن

مہیں غصہ آ گیا — کیا واقعی میں اسی قابل ہوں؟ کیا میں نے اب تک تمہاری کسی بات کو ماننے سے انکار کیا ہے؟ میں تو صرف اُس لئے تامل کر رہا ہوں کہ تم نے جلدی میں بے سوچے سمجھے ایک بات کہ دی۔

تھپلر

بس اتني سي بات تهي ؟ خير ، تب تو
مجھے معاف کیجئیگا .

فاتن

اچھا ، تو میرے ساتھ آؤ .

تھپلر

کہاں ؟ آپ کے مکان کو ؟ جی نہیں ، یہ تو نہ
ہوگا . مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں پھر ایک دفعہ اور
آگ نہ لگ جائے — میں یہیں آپ کا انتظار کرونگا
بس . اور اگر اب میں اُسے کبھی دیکھونکا بھی
تو اِس شرط پر کہ مجھے یہ حق حاصل ہو کہ
آزادی کے ساتھ جب چاہوں دیکھوں . ورنہ یوں تو
میں اُسے اچھی طرح دیکھ ہی چکا ہوں .

فاتن

اچھا ، تو میں جاتا ہوں .

[چلا جاتا ہے .]

دسواں سین

تھیلر ، اور کچھ وقفہ کے بعد دانہ

تھیلر

[ابھی تک تنہا]

ہاے ، اب نہیں رہا جانا . انسان کا دماغ
 بھی کیسی وسیع چیز ہے کہ اُس میں خیالوں
 کی ایک دنیا کی دنیا آباد دھتی ہے . پھر بھی
 اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ذرا سا نیا خیال بھی ایک
 دم سے سارے دماغ پر چھا جاتا ہے ؛ پھر خواہ
 اس سے پہلے اُس میں کچھ ہی بھرا ہو سب
 کچھ بیکار ہو جاتا ہے مگر ہاں ذرا صبر کیا
 جائے ، تو اسی بے جوڑ اور بے ہنگم مواد سے ایک
 صحیح سالم خیال پیدا ہو جاتا ہے ، وہ ساری
 بدنظمی ختم ہو جاتی ہے ، اور پھر وہی اگلی
 سی ترتیب اور وہی نظام قائم ہو جاتا ہے .
 تو کیا واقعی میں عشق میں مبتلا ہوں ؟ —

کیا اُس سے پہلے مجھے کبھی کسی سے عشق نہیں ہوا؟ یا یہ بات ہوگئی کم پہلے میں جسے عشق سمجھا تھا وہ اصل میں عشق نہیں تھا۔ تو کیا اصلی عشق یہی ہے جس کو میں اب متکسوس کر رہا ہوں؟

دایہ

[چپکے سے کہیں ایک طرف سے آتکتی ہے]

ناتن صاحب، ناتن صاحب!

تھیلر

کون؟ دایہ، تم ہو؟

دایہ

میں ابھی آتے آتے ناتن سے آنکھ بچا کے یہاں پہنچی ہوں۔ مگر وہ یہاں ہیں دیکھ پائیگا۔ اس لئے آپ ادھر میرے یاس کو آ جائیے — ادھر اس درخت کی آڑ میں

تھیلر

آخر اب یہ کیا ہونے والا ہے؟ یہ راز کیوں؟

دایہ

ہاں داز کی بات ہی کے لئے تو میں آئی ہوں ،
 اور وہ بھی ایک نہیں ، دو دو — ان میں سے ایک
 سو مجھے معلوم ہے ، اور ایک آپ کو — آئیے ،
 ہم اپنی اپنی باتیں ایک دوسرے سے بدل لیں .
 آپ اپنی بات مجھے بتا دیں ، تو میں اپنی
 بات آپ کو بتا دوں گی .

تمپلر

ہاں ، میں خوشی سے بتا دوں گا مگر مہربانی
 کر کے پہلے تم بتا دو کہ میری کیا یہ بات ہے . مگر
 خیر ، وہ تو ابھی سہاری ہی بات سے معلوم ہو
 جائیگی . ہاں ، تو پہلے ہم بتاؤ .

دایہ

ہائیں ، پہلے میں ہی بتاؤں ؟ نہیں نائٹ
 صاحب ، یوں نہیں . پہلے آپ بتائیے — تب میں
 بتاؤنگی — اور آپ یقین رکھئے کہ جب تک
 آپ اپنی بات نہ کہہ دیں گے اُس وقت تک

میری بات کے سننے کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا ۔
 مگر جلدی کہئے جو میں نے یوں ہی ہوتے
 ہوتے آپ کی بات کا ہتھ لگا لیا ، تو آپ کے
 بتانے کی کوئی بات نہ رہی اور میری بات
 میرے ہی یاس رہ جائیگی — اور اب منہ دیکھتے
 رہ جائینگے ۔ اور ۔ میاں رائے ، یہ تو مردوں کا
 بس خیال ہی خیال ہے کہ وہ عورت ذات سے
 کوئی بات چہبا سکتے ہیں ۔

تھپلر

اور جو وہ خود ہی نہ جانتے ہوں تو ؟

دایہ

ممکن ہے ایسا ہی ہو ، تب تو شاید مجھے
 یہ چاہئے کہ آپ کا بھید بھی اب کو بتا دوں ۔
 مگر پہلے آپ یہ تو بتائیے کہ اُس روز آپ اس
 طرح ایک دم سے ہمیں دیکھتے کے دیکھتے چھوڑ
 کے کیوں چلے آئے ؟ اور اب اب ناتن کے گھر
 کیوں نہیں جاتے ؟ کیا ریشع نے آپ کے دل

پر اتنا کم ابر کیا ہے ؟ یا بہت گہرا اثر کیا ہے ؟ نہ یہی بات ؟ ارے میں خوب جانتی ہوں کہ بربادہ لاسے میں پھنس کے کیسے بھڑپھڑاتا ہے ! بس اب آپ صاف صاف کہہ ڈالئے کہ آپ کو اُس سے محبت ہے — نہیں ، بلکہ اب اس کے دیوانے ہیں ۔ — جو آپ یہ مان لیں ، تو میں آپ کو ایک بات سناؤں ۔

تمپلر

میں دیوانہ ہوں ؟ ہاں سچ تو کہتی ہو ؛
تم ان باتوں کو خوب سمجھتی ہو

دایہ

نہیں ، اگر آپ محبت کا اقرار کر لیں ، تو میں
دیوانہ نہیں کہوں گی ۔

تمپلر

دایہ ، یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے بھلا ؟
تم ہی کہو ، کوئی تمپلر کسی یہودی لڑکی پر
کیسے عاشق ہو سکتا ہے !

دایہ

ہاں ، معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ یہ بے عقلی کی بات ہے ۔ مگر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی چیز میں ہماری سمجھ سے بھی زیادہ مطلب ہو — اور پھر یہ بھی کوئی اجنبی کی بات نہیں ہے کہ ہمارا پاک نجات دینے والا ہمیں ایسے ایسے راستوں سے اپنے یاس بلائے جو ہماری دنیا کے بڑے بڑے عقلمندوں کو بھی نہ سوچیں ۔

تھپلر

اُف دی سنجیدگی !

[دل میں]

ہاں اگر وہ نجات دینے والا ہے کی جگہ وہ خدا کی دی ہوئی عقل ہے کہا جائے ، تب تو یہی کہنا چاہئے کہ یہ تھپک کہ دھی ہے — دایہ ، میری عادت نہیں کہ میں اپنی چھان بین کروں ۔ مگر تم نے مجھے بہت مشتاق بنا دیا ۔

دایہ

مگر صاحب ، یہ زمین بھی تو معجزوں کی
زمین ہے !

تھیلر

[دل میں]

خیر — معجزوں کے کیا کہنے ہیں . بھلا جہاں
ساری دنیا امدی چلی آئی ہو ، وہاں بھی
عجیب باتیں نہ ہونگی تو اور کہاں ہونگی !

[دایہ سے]

اچھا دایہ ، تم جس بات کا اقرار مجھ سے
لیا جاہتی ہو ، سمجھ لو کہ میں نے اقرار کر
لیا . ہاں ، میں مانتا ہوں کہ مجھے اُس سے
محبت ہے — ہاں ضرور محبت ہے — اور میری
سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اُس کے بغیر کیسے
زندہ رہ سکتا ہوں

دایہ

سچ میچ ؟ تو اب اب مجھ سے قسم کیا کے

وعدہ کیجئے کہ آپ اُسے اپنا بنا لینگے۔ ہاں
 قسم کھاؤں کہ آپ اِس دنیا ہی میں نہیں،
 بلکہ آخرت میں بھی اُسے ہمیشہ کے لئے اِس
 جہنم سے نکال لینگے۔

تھپلر

مگر کیسے؟ — میں کیسے؟ — کس طرح ایسی
 بات کی قسم کھا سکتا ہوں جو میرے بس کی
 رہیں؟

دایہ

آب کے بس کی ہے، ضرور ہے۔ اور اگر نہیں
 بھی ہے، تو میں ایک ہی نطفہ میں بتا دوں گی
 کہ کس طرح آب کے بس کی ہو سکتی ہے۔

تھپلر

شاید تمہارا مطلب یہ ہے کہ اُس کا باب
 رضامند ہے۔

دایہ

باپ کا کیا اجارہ ہے ! اُسے رضامند ” ہونا
پڑیگا “ .

تمپلر

اچھی دایہ ، تم یہ ” ہونا پڑیگا “ کیا کہہ رہی
ہو؟ اُس کے سر پر کوئی لٹم لٹے تھوڑا ہی
کھڑا ہے کم ضرور رضامند ہونا ہی پڑیگا . بھلا کوئی
بات بھی ہو !

دایہ

تب تو اُسے رضامند ہونے کے لئے تیار ہونا پڑیگا ،
اور ہنسی خوشی ایسا کرنا پڑیگا .

تمپلر

رضامندی بھی ، اور ” زبردستی ہونا پڑیگا “
بھی ! خوب ! اچھا اب میں تمہیں بتانا ہوں
کہ میں اُس کا دل تَتَّوَل چکا ہوں — اب ؟

دایہ

اور اُس نے تمہاری بات نہیں مانی ؟

تمپلر

اُس نے ایک ایسی بات کہی ، جس سے مجھے
بڑا ہی صدمہ ہوا ۔

دایہ

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ؟ ہوا تو یہ چاہئے
تبا کہ آپ کے منہ سے رینس کے نام کا درآ سا اشارہ
پاتے ہی وہ مارے خوشی کے اچھل پڑتا ۔ پھر یہ کیا
الٹی بات ہوئی کہ وہ الٹا بے مروتی سے پیس آیا
اور دوڑے اٹکانے لگا ؟ میری سمجھ میں نہیں
آتا

تمپلر

ہاں ، مگر ہوا یہی ۔

دایہ

تب تو مجھے جو کچھ بھی کرنا ہے بے دھڑک

کرونگی ؛ ایک لستہ بھی دم نہیں لونگی .

[رک جاتی ہے .]

تھیلر

کچھ نہ کچھ دھڑکا تو تمہیں ضرور معلوم
ہوتا ہے .

دایہ

ہاں ، یوں تو وہ ہر طرح بہت ہی نیک ہے ،
اور مجھ پر اُس کے بہت سے احسان ہیں . مگر
تعجب ہے کہ اُس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا !
خدا جانتا ہے اُسے مجبور کرتے ہوئے میرا دل
دکھتا ہے ؛ مگر پھر کیا کروں آخر ؟

تھیلر

خدا کے لئے دایہ ، بس ایک بات کہ کے میرے
شک کو دور کر دو . یا اگر نہیں یہ ہچکچاہٹ
ہو کہ جو کچھ تم کہنے والی ہو وہ سچ ہے یا
جھوٹ ہے ، یا اچھی بات ہے یا شرم کی بات

ہے ۔ تو بہتر ہے کہ بالکل چپ ہو جاؤ ، اور میں
 بیبی اس بات کو بیلا دوٹا کہ تمہارے پاس کوئی
 چھپانے کی بات بھی تھی ۔

دایہ

اس سے تو میرا جوش اور بھی بھڑکتا ہے ۔ دبتا
 رہیں تو نائٹ صاحب اب میں آپ کو بتائے
 دیتی ہوں کہ ریتھ یہودن نہیں ہے — بلکہ وہ
 عیسائی لڑکی ہے !

تھیلر

[سردمیری سے]

آخر باب نکلی صاحب ! دایہ ، میں تم کو
 مبارکباد دیتا ہوں کہ صحت سلامتی کے ساتھ
 تمہارا یہ حمل وضع ہو گیا ۔ دردوں نے تمہیں بہت
 ہی تکلیف دی ہوگی ۔ بہت اچھی بات ہے :
 تم اب زمین کی آبادی بڑھانے کے تو رہیں ۔ بس
 اب خدا کا نام لے کے اسی طرح آسمان کی آبادی
 بڑھائے جاؤ !

دایہ

ہم نے تو ایسی اچھی بات بتائی ، اور اُس پر
 ہمیں یہ طعنے دئے جا رہے ہیں ، کیوں صاحب ! یہ
 بھی خوب بات ہے کہ ایک عیسائی آدمی ، اور وہ
 بھی تسلیلر ، اور پھر عاشق ، یہ سن کے خوش نہ ہو
 کہ ریشع عیسائی ہے !

تھیلر

ہاں ، اور خاص کر یہ خبر سن کے کہ وہ خاص
 تمہارے ہاتھوں عیسائی بنی ہے !

دایہ

واہ صاحب واہ ، آپ نے میری بات کا اچھا مطلب
 نکالا . نہیں ، یہ بات ہرگز نہیں — بلکہ میں تو
 خدا سے چاہتی ہوں کہ کوئی خدا کا بندہ آکے اُس
 کا عقیدہ بدل دے یہ بھی اُس بیچارہ کی
 قسمت کی بات ہے کہ یوں کہنے کو تو اتنے دن سے
 عیسائی ہے ، پر اصل میں اب تک نہ ہونے پائی .

تہپلر

سنو، یا تو صاف صاف کہو، یا چل دو۔

دایہ

یہ لڑکی عیسائی تھی، عیسائی ماں باپ کی
بچی تھی، اور ببتسہ لے چکی ہے۔

تہپلر

[مشتاقانہ انداز سے]

اور ناتن؟

دایہ

وہ اُس کا باپ تجوڑا ہی ہے !

تہپلر

کیا ! ناتن اُس کا باپ نہیں ہے ؟ تم سمجھتی
بھی ہو کیا کہ دھی ہو ؟

دایہ

ہاں ہاں، خوب سمجھتی ہوں کہ جو کچھ

کہہ رہی ہوں تھیک کہہ رہی ہوں — ہائے اس بات کو
سوچ سوچ کے کیسا کیسا میرا کلیجہ کٹتا ہے ! نہیں ،
وہ اس کا باپ نہیں ہے ۔

تہپلر

اچھا ، تو صرف لے کے یال لیا ہے ، اور مشہور
کر دکھا ہے کہ اُسی کی بچی ہے ؟ اُف اُف ، ایک
عیسائی لڑکی کو یہودی بنا کے پالا ہے !

دایہ

ہاں ، اور نہیں تو کیا ؟

تہپلر

اور اُسے خود بھی خبر نہیں کہ وہ کس دین
میں پیدا ہوئی تھی ؟ باپ نے بھی کبھی نہیں
بتایا کہ وہ یہودی نہیں بلکہ عیسائی پیدا ہوئی
تھی ، آہیں ؟

دایہ

کبھی نہیں ۔

تہپلر

نہ صرف یہ کہ بچی کو اس خیال سے پالا ہی
بلکہ اس غریب کو بی بی برابر اسی دھوکے میں
رکھا ؟

دایہ

ہائے افسوس !

تہپلر

ارے ! ناتن بھی ایسا کر سکتا ہے ! کیا یہ
دانشمند ناتن ، نیک ناتن بھی ایسا کر سکتا ہے
کہ فطرت کی آواز کو اس طرح گھونٹ کے دبا دے
اور کسی کے دلی جذبات کو ایسے غلط راستے پر
دال دے کہ اگر اُن کو اختیار دیا جاتا تو وہ
کبھی اس کے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلتے ! دایہ ،
تم جو کچھ کہہ رہی ہو ، کچھ معمولی بات نہیں
ہے ، بڑی سنگین چیز ہے ، اور اس کے نتیجے بھی
بڑے سنگین اور گراں ہو سکتے ہیں ۔ میرے تو
حواس درست نہیں ، اور سمجھ میں نہیں

آتا کہ اب اس وقت میرا فرض کیا ہے — مجھے ذرا
 عور کرنے کے لئے وقت دو — اب تم جاؤ — شاید وہ
 ابھی پھر یہاں سے گزریگا : ایسا نہ ہو اچانک
 ہمیں آپکرتے .

دایہ

ایسا ہوا ، تو میری جان کی خیر نہیں .

تہپلر

اب مجھ سے تو اُس سے بات نہ کی جائیگی .
 اگر تمہیں مل جائے ، تو میری طرف سے اُس سے
 اتنا کہ دینا کہ اب ہم لوگ صلاح الدین ہی کے
 ہاں ملیں گے .

دایہ

دیکھئے ایسا نہ ہو کہ اُس کے سامنے کوئی طعنہ
 یا ملامت کی بات آپ کے منہ سے نکل جائے .
 ابھی ذرا اس بھید کو چھبائے ہی رکھنا چاہئے .
 اُس سے یہ ہوگا کہ اگر آئندہ کوئی صورت نہ بن

سکی تو ہم اس پر زور ڈال سکیں گے . دھی
 دیشع . سو اس کے بارے میں آپ کوئی پس و
 پیش نہ کریں . مگر سنئے صاحب ، جب آپ اُسے
 اپنے مندربی وطن کو لے جانے لگیں ، تو مجھے یہاں
 چھوڑ کے نہ جائیگا .

تہپلر

خیر ، یہ سب تو پھر دیکھا جائیگا — اب تم
 جاؤ .

چوتھا ایکٹ

پہلا سین

خانقاہ کے حجرے اور برآمدے

خانقاہی برادر اور کچھ وقفہ کے بعد ٹمپلر۔

برادر

[دل میں]

ہاں ، بطریق بالکل ٹھیک کہتا ہے ۔ لیکن اُس
نے جو کلم مجھے کرنے کو دیا تھا وہی کیا خاک
ہوا ہے جو اور کچھ بھی ہوگا ۔ میری سسجھ میں
نہیں آتا کہ وہ مجھ جیسے شخص سے ایسے کام
کیوں کراتا ہے ۔ نہ مجھے باتیں بنانی آتی ہیں ،
نہ میں لوگوں کو بہکا پھسلا سکتا ہوں ؛ اور نہ
مجھ سے ہوگا کہ خواہ مخواہ بھی لوگوں کے بھٹے
میں پاؤں آڑاؤں ۔ میں کیوں ناحق کو دخل

در معقولات دوں . کیا میں نے سب تعلقات کو
چھوڑ چھاڑ کے اسی لئے دنیا سے کنارہ کنسی کی تھی
میں اُوروں کے کام کر کر کے دنیا میں اور بھی
زیادہ پھنس جاؤں ؟

تمپلر

[جلدی جلدی سے آتے ہوئے]

اُرے میاں برادر ! تم یہاں بیہر رہے ہو ! میں بڑی
دیر سے تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں .

برادر

مجھے ، جناب ؟

تمپلر

کیوں ! کیا مجھے بھول گئے ؟

برادر

نہیں جناب ، بھولا تو نہیں ؛ مگر میں سمجھتا
تھا کہ اب آپ کی صورت کبھی نہ دکھائی دیگی .
سچ یہ ہے کہ میں خدا سے دعا بھی یہی کر رہا تھا

کہ اب آپ کی شکل نظر نہ آئے . خدا ہی خوب جانتا ہے کہ مجھے آپ جیسے شخص سے مجبوراً جو تجویز کرنی پڑی تھی اُس سے مجھے کیسی کچھ سہولت ہے خدا گواہ ہے کہ میں خود بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ آپ میری بات مان لیں ؛ اور میں اُس وقت اپنے دل میں بہت سی خوش ہوا کہ جب آپ نے بے تامل وہ کام کرنے سے انکار کر دیا تھا ، جو بلا شبہ ایک نائٹ کی شان کے خلاف ہے . مگر اب اب پتہ آئے ہیں معلوم ہوتا ہے آپ پر اثر ہو ہی گیا .

تمپلر

تمہیں معلوم ہے میں کس لئے آیا ہوں ؟ مجھے تو خبر بھی نہیں

برادر

غالباً آپ نے اس بات پر غور کیا ہے ، اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ بطریق کا یہ خیال غلط نہیں ہے کہ اُس کی تجویز کے ذریعے دولت اور نام دونوں

چیزیں حاصل کی جا سکتی ہیں — اور یہ کم دشمن
پھر دشمن ہی ہے، خواہ اُس نے بارہا ہماری جان بچائی
ہو۔ — غالباً آپ نے ان سب باتوں پر خوب غور کیا ہے
اور اب بطریق کو مدد دینے آئے ہیں۔ خدایا!

تھپلر

بہلے آدمی، اطمینان رکھو، نہ تو میں اس لئے
آیا ہوں، اور نہ مجھے بطریق سے ملنے کی ضرورت ہے۔
جس امر کا تم ذکر کر رہے ہو، اُس کے متعلق میری
راے میں اب تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اب خواہ
مجھے ساری دنیا کا مال و زر مل جائے، مگر یہ نہیں
ہو سکتا کہ تم جیسے پاکباز پڑھیوگار شخص نے میرے
متعلق جو ایسی اچھی رائے قائم کی ہے وہ بدل جائے۔
اس وقت میں صرف اس لئے آیا ہوں، کہ مجھے ایک
خاص معاملے میں بطریق سے مشورہ کرنا ہے۔

برادر

[خون زدہ ہو کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے]

کیا! تم، اور بطریق سے رالے لو؟ نائٹ بھی پادری

سے رالے لیا کرتے ہیں؟

تھپلر

غار . معاملہ ہی ایسا ہے کہ پادری کی رالے کی ضرورت ہے .

برادر

مگر پادری مرجائے تب بھی کسی نائٹ سے رالے نہ لیگا، چاہے اُس معاملہ کو نائٹ سے کتنا ہی تعلق کیوں نہ ہو .

تھپلر

اس کی وجہ یہ ہے کہ بطریق کو غلطی کرنے کا حق بھی حاصل ہے — اور ہم نائٹ لوگوں کو اُن کے اس حق پر کبھی رشک نہیں ہوتا . میں جانتا ہوں کہ اگر مجھے خود اپنے لئے کوئی طرز عمل اختیار کرنا ہوتا یا میں خود ہی اپنے طرز عمل کا ذمہ دار ہوتا تو میں بطریق و طریق کی ذرا بھی پروا نہ کرتا مگر بعض امور ایسے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ، اگر اُن کے

متعلق میں دوسروں سے مشورہ کر کے اپنا کام بگاڑ بھی لوں تب بھی اس سے بہتر ہے کہ میں خود اپنی رائے سے کام کروں۔ تاہم، مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ مذہب محض فرقہ بندی کے جوش اور تعصب کا نام ہے؛ اور انسان کسی معاملے پر، خواہ وہ کتنی ہی کشادہ دلی سے غور کرے، پھر بھی بالکل نا دانستہ طور پر وہ اسی طرز خیال کی تائید کرتا ہے جس کا وہ خود معتقد ہے اور چونکہ دنیا کا دستور بھی یہی ہے، اس لئے شاید یہی تھیک بھی ہے

برادر

میں اس معاملے میں کچھ نہیں کہہ سکتا، کیونکہ اب کی باتیں میری سمجھ ہی میں نہیں آئیں۔

تھیلر

[دل میں]

ہاں واقعی، مجھے یہ سوچ لینا چاہئے کہ

میری اصلی غرض کیا ہے میں محض صلاح چاہتا ہوں یا قطعی حکم؟ مجھے محض مسورے کی ضرورت ہے یا کوئی فتویٰ درکار ہے؟

[برادر سے]

برادر . میں تمہارا بہت ہی مشکور ہوں کہ تم نے مجھے یہ بات سمجھا دی . بطریق کو الگ رکھو . اب تم ہی میرے بطریق بن جاؤ . اور اگر میں اُس سے بھی یہ بات پوچھتا تو محض اُس خیال سے کہ وہ عیسائی ہے اُس کے بطریق ہونے نہ ہونے سے مجھے کوئی سروکار نہیں . بات یہ ہے کہ —

برادر

نہیں جناب . اب آگے اور کچھ نہ کہئے . آپ نے میرا غلط اندازہ کیا آدمی جتنا زیادہ عالم ہوتا ہے ، اُتنے ہی اُس کے افکار بھی زیادہ ہوتے ہیں . اور میں نے تو جناب یہ قسم کھا رکھی ہے کہ سوا ایک فکر کے اور کسی فکر کو پاس نہ

آنے دونگا۔ یہ لیجئے! اچھا ہوا، وہ دیکھئے وہ
خود ہی چلا آ رہا ہے۔ بس اب یہیں کہوے رہئے،
وہ آپ کو دیکھ چکا ہے۔

دوسرا سین

بطریق، جو بڑے تھاتھ سے پادریوں کی شان لئے ہوئے
برآمدے میں چلا آ رہا ہے براد تمپلر

تمپلر

میں اس سے الگ ہی دھوں تو بہتر ہے —
مجھے ایسے آدمیوں کی کوئی ضرورت نہیں کیسا
ہٹا کتنا سرخ سفید ہے! یہ تو خاصا یارباش سا پادری
معلوم ہوتا ہے، مسخرہ۔ اور تھاتھ تو دیکھو ذرا!

برادر

نہیں صاحب، اس وقت تو کیا ہے، کہیں اسے
اس وقت دیکھئے جب یہ دربار سے آیا کرتا ہے —

اِس وقت تو یہ کسی بیمار کے پاس سے ہو کے
آ رہا ہے ۔

تپلر

وہاں تو اِس کے تپاتیم کے سامنے صلاح الدین کی
بہی کوئی حقیقت نہیں دھتی ہوگی ۔

بطریق

[قریب آتے ہوے برادر کو اشارہ کرتا ہے]
یہ وہی تپلر ہے نہ ؟ کیا رائے ہے اِس کی ؟

برادر

مجھے معلوم نہیں ۔

بطریق

[تپلر کی طرف بڑھتا ہے ، اور اس کے جلو دار
اور برادر پیچھے کو ہٹ جاتے ہیں ۔]
کہو میاں نائٹ ! میں تم جیسے بہادر جوانسرد
کو دیکھ کے بہت خوش ہوا ۔ تم تو ابھی بالکل

نوجوان ہو . خدا کے فضل سے امید ہے کہ تمہارے وسیلے سے کوئی نہ کوئی کام بن ہی جائیگا .

تھپلر

جناب والا ، مجھ سے جو کچھ اب تک ہو سکا ہے ، اس سے زیادہ اور کیا ہو سکیگا — نہیں ، بلکہ کم ہی ہو تو ہو .

بطریق

میری تو یہی دعا ہے کہ ایسا برہیزگار نائٹ ہمارے پیارے دین کے لئے اور خدا کے مقدس مقصد کو پورا کرنے کے لئے تا دیر سلامت رہے . اور ایسا ضرور ہو کر دھیگا ، بشرطیکہ وہ اپنی نوجوانی کی بہادری اور اپنے بڑھاپے کے تجربے سے ہدایت حاصل کرے . فرمائے جناب ، میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں ؟

تھپلر

وہی جس سے میں اس جوانی میں محروم ہوں — نصیحت .

بطریق

ہاں ضرور — مگر نصیحت پر عمل بھی تو ہونا چاہئے ، صاحب .

تہیلر

اندھوں کی طرح تو عمل نہیں ہونا چاہئے .

بطریق

اندھوں کی طرح عمل کرنے کو کس نے کہا ہے ؟ — یہ صحیح ہے کہ خدا نے انسان کو جو عقل دی ہے اُسے ہر مناسب موقع پر ضرور استعمال کرنا چاہئے — مگر ، کیا ہر موقع اِس کے لئے مناسب ہوتا ہے ؟ — نہیں ، ہرگز نہیں — مثلاً ، اب جب کہ خداوند اپنے کسی خاص فرشتے ، یعنی اپنے پاک کلام کے کسی خادم ، کے ذریعے اپنے فضل و کرم سے ایسی تدبیر بتانا چاہتا ہے جس میں تمام مسیحی دنیا اور اُس کے مقدس کلیسا کی بہبودی ہے — تو ایسی صورت میں کسے یہ ہمت ہو سکتی ہے کہ اپنی عقل کے برتے پر اُس پاک ذات کے ارادے میں ،

جو خود عقل کی خالق ہے ، کسی طرح جون وچرا کرے ؟ کس کی مجال ہے کہ اپنی عقل و دائے کے بل پر اُس ذوالجلال خدا کے ازلی ابدی قانون کو جانچ سکے ؟ — اچھا ، اب یہ بتائے کہ اب کس معاملے میں میری نصیحت چاہتے ہیں ؟

تہپلر

جناب والا ، فرض کیجئے کوئی یہودی ہے ، اور اُس کے ایک لڑکی ہے جسے اُس نے بڑی محبت سے ہر طرح خدمت کر کے بال بوس کے بڑا کیا ہے اور اُسے وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے ، اور وہ لڑکی بھی بڑی سعادسندي کے ساتھ اُس سے فرربدانہ محبت رکھتی ہے . فرض کیجئے کہ ہم میں سے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ لڑکی اس یہودی کی بیٹی نہیں ہے ، بلکہ وہ اُسے کہیں بچسن ہی میں مل گئی تھی — اُس نے خریدا یا چرا کے لایا ، یا جو کچھ بھی ہوا ہو — اور یہ کہ وہ حقیقت میں مسیحی لڑکی تھی اور

با قاعدہ بیتسمہ لے چکی تھی ؛ مگر اس یہودی نے نہ صرف یہ کہ یہودیوں کے طریقے پر اس کی پرورش کی ، بلکہ اب بھی اُسے یہودی اور اپنی لڑکی بنا کے رکھ چھوڑا ہے ، تو فرمائے کہ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے .

بطریق

مجھے تو سن کے دہشت ہوتی ہے ! — مگر آپ یہ تو بتائے کہ یہ جو باتیں آپ نے بیان کی ہیں ، یہ کوئی اصلی واقعہ ہے ، یا آپ نے محض ایک فرضی مقدمہ پیش کیا ہے ؟ آپ نے ایسا واقعہ فرض ہی کر لیا ہے ، یا سچ میچ ایسا ہوا ہے اور ہو رہا ہے ؟

تھیلر

میں نے یہ صورت حال اس لئے عرض کی کہ اس کے متعلق جناب کا فتویٰ معلوم کر سکوں . جناب کو اس سے کیا غرض ہے کہ یہ صحیح واقعہ ہے یا فرضی بات ہے .

بطریق

کیا غرض ہے ؟ دیکھا ، میں یہی کہ رہا تھا کہ انسان کی یہ غلط کار عقل ، روحانی باتوں میں کس قدر غلطی کر رہی ہے ! — یہ تو بڑا ضروری سوال ہے صاحب ! اگر بہ آپ کا پیش کیا ہوا مقدمہ محض خیال آفرینی ہی ہے ، تب تو اس پر غور کرنا محض وقت ضائع کرنا ہے ، اور میں آپ کو یہ صلاح دونگا کہ آپ تھئیتر میں جائیں ، جہاں ایسے قصوں پر بحث ہوتی ہے ، اور لوگ لوگ سن سن کر خوب تالیاں بجاتے ہیں ۔ لیکن اگر یہ قصہ آپ نے محض ضیافت طبع کے لئے نہیں گھڑا ہے — اگر یہ حقیقت میں ایک صحیح اور سنجیدہ بات ہے — اگر یہ درست ہے کہ ہمارے علاقہ میں ، ہمارے پبارے یروشلم میں ایسا واقعہ ہوا ہے ، تب تو —

تھپلر

تب ؟

بطریق

تب تو اس یہودی کو وہ سخت سے سخت
سزا ملنی چاہئے جو مقدس بابا اور شہنشاہ دونوں
کے قانونوں کی رو سے ایسے سنگین جرم اور ایسے
شیطانی کام کے لئے مقرر ہے

تہپلر

اچھا، یہ بات ہے ؟

بطریق

اور یہ سبجیم لیجئے کہ ان دونوں قانونوں کی
رو سے کسی مسیحی کو بھکا کر مرتد بنانے والے
یہودی کی یہ سزا ہے کہ — اُسے جلا دیا جائے —
شعلوں کی نذر کیا جائے —

تہپلر

واقعی ؟

بطریق

اور یہ تو اور بھی زیادہ سنگین جرم ہے کہ

ایک یہودی کسی مسیحی بچے کو اُس کے مسیحی بپتسمہ سے زبردستی تڑا کے لے آیا ہے — اور ظاہر ہے کہ بچوں کے ساتھ ہمیشہ زبردستی ہی کی جاتی ہے ، سوا اُن اُمور کے جن میں خود کلیسا اُن پر سختی کرے .

تمپلر

لیکن فرض کیجئے کہ وہ بچہ اس یہودی کی پدرانہ شہقت کے بغیر ہلاک ہو جاتا ، تو ؟

بطریق

کچھ مضائقہ نہیں — یہودی کو تب بھی جلا ہی دالنا چاہئے . اُس سے کہ بچہ ابدی لعنت میں مبتلا ہو جائے ، یہ بہتر ہے کہ وہ یوں ہی ہلاک ہو جائے . علاوہ اُس کے ، اُس یہودی کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ خدا کے کاموں میں اس طرح دخل دے ؟ خدا جسے جاہ اس یہودی کی مدد کے بغیر بھی مصیبت سے نجات دے سکتا ہے .

تہپلر

بے شک ، اُس کی مدد کے باوجود بھی خدا
ایک روح کو ہلاک ہونے سے بچا سکتا ہے ۔

بطریق

خیر ، جو کچھ بھی ہو ، اُس یہودی کو ضرور
جلانا چاہئے

تہپلر

مجھے برا ہی صدمہ ہوتا ہے اور زیادہ صدمہ
اُس سبب سے ہے کہ میں نے یہ بھی سنا ہے
کہ اُس یہودی نے لڑکی کو اپنے مذہب کی تلقین
نہیں کی ہے ، بلکہ اصل یہ ہے کہ کسی مذہب
کی بھی تعلیم نہیں دی ؛ اور خدا کے وجود کے
بارے میں صرف ایسی باتیں بتائی ہیں جن کو
عتل تسلیم کرتی ہے ۔

بطریق

کوئی مضائقہ نہیں ۔ یہودی کو ضرور جلانا
چاہئے ۔ بلکہ صرف ایسی ایک بات کے لئے

اُسے ایک بار نہیں بلکہ تین بار جلانا چاہئے۔
 غضب ہے کہ ایک بچے کو بالکل بے دین رکھ کر پروان
 چڑھایا جائے اور اُس کے دماغ کو مطلق ایسی
 تربیت نہ دی جائے کہ وہ ایمان حاصل کرنے کے
 اہم فرض سے سبکدوش ہو — یہ تو بڑی ہی بُری
 بات ہے نائٹ صاحب مجھے سخت حیرت ہے
 کہ آپ خود بھی —

تمپلر

جناب والا، باقی کا حصہ خدا چاہے تو میں
 اعتراف گناہ کے موقع پر عرض کر دوں گا

بطریق

کیا! آپ میرے سوال کا کوئی جواب نہ دیں گے؟
 مجھے اُس بد معاش یہودی کا نام نہ بتائیں گے؟
 اُسے یہاں تک بلا کے نہ لائیں گے؟ تب تو مجھے
 خوب معلوم ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے میں
 ابھی اسی وقت صلاح الدین کے پاس جاؤں گا۔ وہ ہم
 سے حلفی معاہدہ کر چکا ہے کہ وہ ہمیں اپنے پاک

دین کے سام روحانی معاملوں اور رسموں کے انجام دینے میں مدد دیگا اور ہماری حمایت کریگا . اور خدا کا شکر ہے کہ ہمارے پاس اب تک اُس معاہدے کا اصلی نسخہ موجود ہے ، جس پر خود اُس کے دستخط اور مہر موجود ہیں . ہاں ہے . ہمارے پاس موجود ہے . ہم اُسے آسانی سے اس کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ رعایا کا بے دین ہونا خود حکومت کے لئے زہر کا حکم رکھتا ہے — اور یہ کہ اگر لوگوں کو کسی چیز پر اعتقاد نہ ہو تو سارا نظام درہم برہم اور فنا ہو جاتا ہے — ستیاناس ہو ایسی بے دینی کا !

تھیلر

معاف فرمائیگا جناب ، مجھے فرصت نہیں ہے ، ورنہ میں حضور کا وعظ آخر تک سنتا ؛ کیونکہ مجھے صلاح الدین نے بلایا ہے .

بطریق

اچھا ! یہ بات ہے ! تب تو —

تھپلر

جي هاں ، اُگر حضور فرمائیں تو پہلے هي سے سلطان کو اطلاع کر دوں کم آپ باریابی چاہتے هیں .

بطریق

هاں هاں ، مجھے خوب معلوم هے کم آپ صلاح الدین کے منظورنظر هو گئے هیں . آب سے اتني درخواست هے کم دربار شاهي ميں آب میرا ذکر اچھے الفاظ ميں کر ديڄئيگا . ميں جو کچھ کرتا هوں خدا کے لئے کرتا هوں ؛ اور کبهي اُگر حد سے بڑھ جاتا هوں ، تو صرف اُسي کے لئے . مهرباني کر کے اس کا لحاظ رکھئيگا . اور يه جو آب نے يهودي کا واقعہ بيان کیا هے ، يه غالباً محض ايک فرضي قصه هے . يعني —

تھپلر

جي هاں .

[چلا جاتا هے .]

بطریق

مگر میں اس معاملے کی پوری پوری چھان بین کرونگا۔ اور بہتر یہ ہے کہ کام بھی اسی برادر ہی سے لیا جائے۔

[برادر سے]

آؤ بیٹا، آؤ۔

قیسرا سین

[صلاح الدین کے محل کا ایک کمرہ۔ چند غلام اشرفیوں کی تیلیاں لا لا کر فرش پر ڈھیر لگا رکھے ہیں۔]

صلاح الدین، پھر ستہ۔

صلاح الدین

[تیلیوں کو دیکھتے ہوئے]

اُن کی تو کوئی انتہا ہی نہیں معلوم ہوتی۔ کیا ابھی اور بہت سے باقی ہیں؟

ایک غلام

حضور ، انے ہی ابھی اُرد ہیں ۔

صلاح الدین

اچھا ، اب تم باقی سب کو ستہ کے پاس لے جاؤ ۔ حافی کہاں ہے ؟ اُس سے کہو کہ آکے اِن سب کو سنبھالے — یا نہیں تو ، میں اِن سب کو والد ہی کے پاس کیوں نہ بھیج دوں ؟ یہاں تو یہ دیکھتے ہی دیکھتے میرے ہاتھوں سے نکل جائیگا آخر کب تک ہو ، آدمی ہوتے ہوتے یوں ہی سحاب دل ہو جاتا ہے : اب یہ آسان بات نہیں رہی ہے کہ کوئی مجھ سے خوشامد درآمد کر کے روپیہ وصول کرلے ۔ اگر مصر سے روپیہ نہ آ گیا ، تو غریبوں کو بڑی ہی تنگدستی کے ساتھ گزارہ کرنا پڑیگا ۔ بیت المقدس کا خرچ تو خیر کسی طرح نکل ہی آئیگا ، مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں مسیحی زائرین کو یوں ہی خالی ہاتھ واپس بھیجنا پڑے — اور —

ستہ

میں بوجھتی ہوں کم میں اس سب روئے کو
لے کے کیا کروں ؟

صلاح الدین

پہلے تو تم اس میں سے وہ سب روپیہ نکال
لو جو تمہارا میرے ذمے ہے . پھر اگر کچھ باقی
رہ جائے تو اُسے کہیں جمع کر کے رکھ دو ،
اور کیا .

ستہ

کیا ناتن اب تک تسلی کو لے کے نہیں آیا ؟

صلاح الدین

نہیں ، ابھی تو وہ اُسے ڈھونڈتا ہی بھر رہا ہے .

ستہ

ابھی جو میں اپنا زیور کا صندوق کرید رہی
تھی تو مجھے اُس میں سے یہ چیز ملی ہے ،

یہ دیکھئے .

[صلاح الدین کو ایک چھوٹی سی تصویر دکھاتی ہے] .

صلاح الدین

ارے ! آسدا ! یہ وہی ہے ، وہی ہے ! — ہ
 نہیں ، بلکہ تھا آہ ، کیسا بہادر لڑکا تھا ، اور
 کیسی جلدی ہم سے جھن گیا . بھائی ، قسم ہے
 تیری جان کی ، تو ہوا تو ہم دونوں مل کر کیا
 کچھ نہ کرتے ! ستہ ، اس تصویر کو میرے ہی
 پاس دھنے دو . آہ ! یہ مجھے خوب یاد ہے
 میں اسے خوب جانتا ہوں . اُس نے یہ تصویر
 اپنی بڑی بہن لیلیٰ کو دی تھی ، اور وہ اُسے
 اُس وقت کسی طرح نہیں چھوڑنا چاہتی تھی .
 وہی آخری صبح بھی جب وہ سوار ہو کے نکلا
 نہا — افسوس ! میں نے اُسے کیوں جانے دیا تھا .
 اور وہ بھی بالکل تنہا ! بیچاری لیلیٰ نے اسی
 غم میں جان دی ، اور آخری دم تک میری یہ
 خطا نہیں بخشی کم میں نے اُسے اکیلا کیوں
 جانے دیا تھا . وہ پھر واپس نہیں آیا !

ستہ

واٹے اسد !

صلاح الدین

خیر . ایک دن وہ بپی آنے والا ہے کم ہم سب
 نبی اسی طرح جا کے واپس نہ آئیں گے بھر یہ
 موت ہی پر کیا منحصر ہے کہ اُس جیسے جوان
 کے کارناموں کا خاتمہ کر دے بہادروں کے تو اور
 نبی دشمن ہوا کرتے ہیں ، اور اکثر سب سے قوی
 جوان مرد سب سے کمزور دشمن سے مغلوب ہو جاتا
 ہے . خیر . جو کچھ نبی ہو ، میں اس تصویر کا
 اس تسلیر سے مقابلہ کر کے دیکھوں گا . کہیں میرے
 وحتم نے مجھے دھوکا ہی نہ دیا ہو .

ستہ

ہاں میں اسی لئے تو اُسے لائی ہوں . مگر
 اس وقت آپ اُسے میرے حوالے کر دیجئے میں
 بتا دوں گی کہ یہ اُس سے ملتی جلتی ہے یا
 نہیں عورت کی آنکھ سے برہم کے کوئی ایسی

چیزوں کا اندازہ نہیں کر سکتا .

صلاح الدین

[ایک دربان سے ، 'حو اندر داخل ہو رہا ہے]

کون آیا ہے ؟ تمہلر ؟ کہ دو آئے .

ستہ

میں ایک طرف کو ہوئی جاتی ہوں ، نہیں
تو آت کو بھی پریشانی ہوگی ، اور وہ بھی میرے
تعجب سے گھبرا جائیگا .

[وہ ایک طرق کو ایک تخت پر بیٹھا جاتی]

ہے ، اور نقاب ڈال لیتی ہے]

صلاح الدین

ہاں ، یہی تھیک ہے .

[دل میں]

اب اس کی آواز کان میں آئیگی ! خدا جانے
یہ آواز کیسی معلوم ہوگی — میرے اسد کا لب و
لہجہ تو اب نک میری روح کی تہ میں گونج
رہا ہے .

چوتیا سین

صلاح الدین اور تسنر

تہپلر

میں ہوں ، سلطان کا قیدی .

صلاح ، ائدی

قیدی کیسا ؟ جس شخص کی میں نے جان
بکھی کر دی . کیا اُسے آزادی نہ دونا ؟

تہپلر

سلطان جو کچھ بھی عطا کرے اُسے عاجزی کے ساتھ
قبول کر لینا میرا کام ہے ، پہلے سے ہی اُمید فائم
کر لینے کا مجھے کیا حق ہے ؟ یہ تو میرے بیسے
اور شخصیت کی شان کے خلاف ہے کم میں صرف
اپنی جان کے بخشے جانے کے لئے حضور کا شکر یہ
اداکروں — التہ میری جان اب بھی اب کی
نذر ہے .

صلاح الدین

میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس آرادے کو میرے خلاف استعمال نہ کرو اگر صرف تمہاری ہاتھ ہی دشمنوں کے کام آنے سو مجھے اس میں عذ نہ تھا، لیکن مجھے یہ کسی طرح گوارا نہیں کہ ایسا اچھا دل بھی اُن ہی کی طرف چ جائے۔ بہادر نوجوان! تمہاری جو تصویر میرے دل میں تھی، میں تمہیں بالکل ویسا ہی داتا ہوں تم بالکل مبرے اسد ہو؛ اُسی کی سی روح ہے، او اُسی کا سا جسم۔ یہ بتاؤ کہ ہم اتنے برس مجھ سے کہاں چھبے رہے؟ اب تک کس اندھیری کوتھری میں سو رہے تھے؟ وہ کون سی جنات کی زمین تھی وہ کون سی خدائی بھی جس نے اب تک تمہاری جوانی کو ایسا تر و تارہ دھنے دیا ہے؟ جی چاہتا ہے کہ میں تمہیں پیچھے زمانے کی وہ باتیں اور وہ کام یاد دلاؤں جو ہم تم کہا کرتے تھے — اور — تم کو تمہاری اس حرکت پر ملامت کروں کہ تم نے اپنے ایک بھید کو مجھ سے چھبائے رکھا — ابھی

اتنی بڑی مہم میں مجھے شریک نہ کیا۔ مگر،
یہ سب تو میں جب کرتا کہ میں صرف تم کو
دیکھتا۔ اے آف کو نہ دیکھتا — خیر، جو کچھ
بہی ہو؛ اس مزیدار خواب کا کم سے کم اتنا
حصہ ضرور سچا ہے کہ اس زندگی کی خزاں میں
میرا اسد بھر ہوا بھرا ہو کے مجھے واپس مل رہا
ہے۔ کہو ناٹ! تم اس سے راضی ہو؟

تھپلر

آپ مجھ سے جو سلوک چاہیں کریں — جو
کچھ بھی گزرے — میرا دل اُسے بڑی خوشی سے
منظوم کرتا ہے۔

صلاح الدین

اچھا، تو اس باب کا ثبوت فوراً ملنا چاہئے۔
بولو، تم میرے ساتھ رہنے کو تیار ہو؟ تم
عیسائی رہو یا مسلمان ہو جاؤ، میرے لئے سب
برابر ہے۔ خواہ عیسائیوں کی سی سعید عبا
پہنو، خواہ اسلامی لباس رکھو؛ پگڑی باندھو یا

اپنی ہی توپی اڑھے رہو — جو چاہو کرو . میں
یہ کب کہتا ہوں کہ ہر ایک درخت کی جھال
ایک ہی طرح کی ہونی چاہئے .

تمپلر

ایسا نہ ہوتا تو آب ہرگز وہ آدمی نہ
ہوتے جو آب ہیں — وہ سورما ، جس کی بہادری
کی دھوم ہے ، مگر جس کی یہ آواز ہے کہ وہ
خدا کے باغ کا مالی ہوتا .

صلاح الدین

ہاں ، اگر تم مجھ کو ایسا برا نہیں سمجھتے ،
تو اب یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم تم قریب قریب
متفق ہو گئے .

تمپلر

قریب قریب نہیں ، بلکہ پوری طرح متفق
ہو گئے .

صلاح الدین

[تمہارے کو اپنا ہاتھ دیتے ہوئے]

قول مردان !

تمہارے

[سلطان کا ہاتھ تھامتے ہوئے]

جان دارد ! لیجئے میں آب کو خوشی سے وہ
جیز دیتا ہوں جو آب مجھ سے حین نہیں سکتے
تھے . اب میں بالکل آب کا ہوں .

صلاح الدین

ایک دن میں اتنی بڑی دولت میرے ہاتھ
آئی ! مگر وہ تمہارے ساتھ نہیں آیا ؟

تمہارے

کون ؟

صلاح الدین

ناتن .

تھپلر

[سرد مہری کے لہجہ سے]

نہیں ، میں اکیلا ہی آیا ہوں .

صلاح الدین

شاباش ! تم نے بڑی جوانمردی کا کام کیا ہے ! اور
یہ کیسی اچھی بات ہے کہ اس کام سے ایسے اچھے
آدمی کو خوشی نصیب ہوئی .

تھپلر

ہاں ، ہوئی ہوگی .

صلاح الدین

اُف ! یہ سرد مہری ؟ نہیں ، بھائی میاں !
ایسی بات نہیں کرنی چاہئے . جب خدا ہمارے
ہاتھ سے کوئی نیک کام کرائے تو ہمیں ایسی سرد
مہری سے کام نہیں لینا چاہئے — بلکہ حق تو یہ
ہے کہ انکسار کے طور پر یہی سرد مہری کا اظہار نہ
کرنا چاہئے .

تمپلر

یہ بھی خوب بات ہے کہ دنیا میں ایک ہی چیز کے اتنے سارے پہلو ہوتے ہیں کہ اکثر تو سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ یہ سب ایک دوسرے سے کیا مناسبت رکھتے ہیں!

صلاح الدین

سب سے اچھی ترکیب یہ ہے کہ ان میں سے بہترین چیز کو مضبوطی سے بکڑ لو، اور اپنے خدا کا شکر کرو۔ اُسے تو خوب معلوم ہے کہ ایک ہی چیز کے یہ سب پہلو کس طرح آپس میں ایک دوسرے سے مل کے ایک ہو سکتے ہیں۔ پھر بھی 'میرے بہادر جوان' اگر بھر بھی تم کو کچھ تامل ہو تب تو مجھے تمہاری طرف سے بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ مصیبت یہ ہے کہ میں خون ایسی چیز ہوں جس کے بہت سے پہلو ہیں۔ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ شاید تمہیں اُن میں کوئی علاقہ ہی نظر نہ آئیگا۔

تپملر

اِس سے مجھے صدمہ ہوتا ہے ! — کیونکہ میری
طبیعت ہی میں یہ بات نہیں ہے کہ میں ہر
وقت کسی کو شدہ کی نظر سے دیکھوں .

صلاح الدین

اجھا ، تو اب تم کو کسی بر شدہ ہے ؟ — شاید
ناتن بر شدہ ہے ، آئیں ؟ بولو ؟ تم کو ، اور ناتن
پر شبہ ہو ! صاف صاف کہو . اِس سے مجھے اِس
یات کا سب سے بہلا نبوت مل جائیگا کہ ہم کو مجھ
بر اعتبار ہے

تپملر

نہیں ، مجھے ناتن سے کوئی شکایت نہیں ہے .
مجھے تو اُنے آپ ہی سے شکایت ہے —

صلاح الدین

کیا ؟ آخر شکایت کیا ہے ؟

تھپلر

میری سسجہ میں نہیں آتا کہ میں جاگتے ہوئے
 نبی کس طرح یہ خواب دیکھ سکتا ہوں کہ ایک
 یہودی ایفنی یہودیت کو جہوز سکتا ہے ۔

صلاح الدین

یہ کیا کہہ رہے ہو ؟ جاگتے میں خواب کیسا ؟
 صاف صاف بات کرو ۔

تھپلر

آب کو ناتن کی بیٹی کا حال معلوم ہے ۔ اچھا ،
 میں نے جو کچھ اُس کی خدمت کی ، وہ تو محض
 اتفاق تھا ۔ میں اِس بات کو اپنی شان کے خلاف
 سسجہتا تھا کہ جب میں نے شکریہ کا کوئی کلمہ ہی
 نہیں کیا تو میں کسی کے شکریہ کی اُمید رکھوں ،
 جو کثیت میں نے نہیں بویا اُس کے فصل اُٹھانے کا
 اُمیدوار کیوں رہوں ۔ اِسی لئے میں ہمیشہ اِس لڑکی
 سے ملاقات کرنے سے بچتا رہا ۔ اُن دنوں اُس کا باپ
 موجود نہیں تھا واپس آنے پر وہ یہ سب واقعہ

سنتا ہے ؛ مُجھے کسی طرح سے فوراً دھونڈھ نکالتا ہے ؛
 میرا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہے ، اور مُجھ سے
 بڑی اُمیدوں کے ساتھ اِس امر کا اِظہار کرتا ہے کہ
 میں اِس کی لڑکی پر مہربان ہوں اور اُسے پسند
 کرتا ہوں ، آئندہ کی خوشگوار اُمیدوں کی تصویر
 کھینچتا ہے ، اور آئندہ کی خوش حالی سے خوش
 ہوتا ہے — غرض ، میں اُس کی باتوں میں آ جاتا
 ہوں ؛ اُس کے ساتھ اُس کے مکان کو جانا ہوں ،
 لڑکی کو دیکھتا ہوں — اُف ، مُجھے آگے کچھ کہتے
 ہوئے شرم آتی ہے !

صلاح الدین

شرم کیسی ؟ صرف اِس لئے کہ ایک یہودی
 لڑکی نے تمہارے دل میں جگہ کر لی ہے ؟ آخر
 شرم کی کیا بات ہے ؟
 تمہیلر

مجھے اس خیال سے شرم آتی ہے کہ میرے
 حساس دل پر یہودی کی میتھی میتھی باتوں
 سے کچھ ایسا اثر ہوا کہ وہ ہاتھ سے جاتا رہا ! —

میں بچارہ سادہ دل آدمی ایک دم سے دوسری دفعہ دیونہ وار آگ میں کود پڑا — کیونکہ اس مرتبہ خود میں نے درخواست کی اس لئے تھکرا دیا گیا .

صلاح الدین

کیا ؟ درخواست رد ہو گئی ؟

تھپلر

جی نہیں ، محتاط باب نے مجھ سے صاف انکار نہیں کیا . مگر وہی محتاط باپ اس کوشش میں ہے کہ پہلے میرے بارے میں تحقیقات کرائے ، اور سب باتیں اچھی طرح معلوم کر کے ان پر غور کرے . شاید اُس کا خیال ہے کہ جس وقت اس کی بیٹی آگ میں گھری ہوئی چیخ چلا رہی تھی ، اس وقت میں نے بھی اُسی طرح آگ پیچھا سوچ کے یہ کام کیا ہوگا — واللہ ، ایسی عقلندی اور احتیاط سے کام لینا بہت بڑی بات ہے !

صلاح الدین

نہیں . نہیں ! تم کو ایک بوڑھے آدمی کی

کچھ نہ کچھ رعایت ضرور کرنی چاہئے ! آخر وہ
کب تک تالیگا ؟ یا تمہارا یہ خیال ہے کہ وہ اس
بات پر زور دیگا کہ پہلے تم یہودی ہو جاؤ ؟

تھپلر

کسے خبر ہے ؟

صلاح الدین

کسے خبر ہے ؟ اُسے ، جو ناسن کو جانتا
ہے .

تھپلر

بات یہ ہے کہ چھوٹی عمر میں جو باتیں
دل میں بیٹھ جاتی ہیں ، تو چاہے بعد کو
یہ معلوم ہو جائے کہ وہ سب باتیں بیکار اور بے
اصل تھیں ، مگر دل پر ان کا جو اثر جم جاتا ہے
وہ کسی طرح نہیں مٹتا . پاؤں کی بیڑیوں پر
ہنسنے یا اُن کا مذاق اُڑانے سے بیڑیاں کت تھوڑا
ہی جاتی ہیں . ایسا کرنے سے کہیں بھلا کہیں
آرادی ملی ہے ؟

صلاح الدین

تم نے بتی پکی بات کہی ! مگر ناتن تو
ایسا آدمی نہیں ہے —

تھپلر

مگر بدترین وہم یہ ہے کہ انسان اپنے مذہب
کے اوہام کو سب سے زیادہ برداشت کے قابل
سمجھے —

صلاح الدین

ہاں شاید — مگر ناتن —

تھپلر

اُور کوتاہ نظر انسانوں کو اس وقت تک ان
ہی وہموں میں مبتلا رہنے دے جب تک کہ وہ
حق کی روشنی کے عادی نہ ہو جائیں . صرف ان
ہی اوہام —

صلاح الدین

خیر ، یوں ہی سہی ! مگر ناتن — ناتن میں

شاید اُس قسم کی کمزوری نہ ہو .

تھیلر

میرا بھی یہی خیال تھا . لیکن اگر یہی شخص ، جس کی سب تعریف کرتے کرتے تھکے جاتے ہیں ، ایسا سخت اور کٹر یہودی ہو کہ وہ عیسائی بچوں کو پکڑ پکڑ کے یہودی بنا لینے کے لئے پال رہا ہو ، تب ؟

صلاح الدین

مگر یہ کون کہتا ہے ؟

تھیلر

وہی لڑکی ، جس کا وہ مجھے اتنا لالچ دیتا ہے اور جس کے ملنے کی امیدیں دلا دلا کر وہ میرے اِس احسان کا بدلہ دینا چاہتا ہے ، تاکہ پھر بعد میں کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں نے معاوضے کے بغیر خدمت کی تھی — وہ لڑکی اس کی بیٹی نہیں ہے — ہرگز نہیں ، بلکہ کسی عیسائی کی بھگائی ہوئی لا وارت بچی ہے !

صلاح الدین

اور بھر بھی وہ اُسے تمہارے حوالے کر دینے پر
رضامند نہیں ہے ؟

تہپلر

[سختی کے ساتھ]

کرے یا نہ کرے ! مگر اب میں اُسے خوب
سمجھ گیا ہوں . یہ شخص جو روانداری کی اتنی
دینگیں مارتا ہے ، آخر اُس کی اصلیت گھل گئی !
یہ یہودی بھیڑیا بڑی شان سے فلسفے کی کھال
پہنے پرتا ہے : میں بھی کسی نہ کسی طرح اس
کے پیچھے گئے لگا دوں گا کہ اُس کی کھال نوح کے
رکمہ دینگے !

صلاح الدین

[سنجیدگی سے]

میاں عیسائی ، ذرا اپنے آپ کو سنبھالو !

تہپلر

کیا ؟ ” عیسائی ! اپنے آپ کو سنبھالو “ —

کیوں جناب . یہودی اور مسلمان کو تو اُس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ یہودیوں اور مسلمانوں کے سے کام کریں ؛ مگر ایک بیچارے عیسائی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ عیسائی بنا رہے ؟

صلاح الدین

[سنجیدگی اور سختی سے]

او عیسائی ! ذرا سنبھل .

تمپلر

[کسی قدر نرمی کے ساتھ]

میں مانتا ہوں کہ صلاح الدین نے اُن دو لعظوں میں جتنی ملامت بھر دی ہے اُس کا مجھ پر پورا دباؤ پڑ رہا ہے . — مگر یہ تو بتائے کہ ایسی حالت میں آپ کا اسد کیا کرتا !

صلاح الدین

ہاں ، وہ تم سے کچھ اچھا نہ دھتا — شاید یہی تیزی ، یہی جوش اُس میں بھی ہوتا ! — مگر یہ

بتاؤ کہ تم کو یہ کس نے سکھا رکھا ہے کہ بالکل اُسی کی طرح تم بھی بس ایک لفظ میں میرے دل کی حالت بدل دیتے ہو؟ بہر حال ، جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے ، اگر یہ بالکل ٹھیک ہو ، تو مجھے بھی ناتن سے سخت رنج ہوگا مگر ، جب تک یہ بات ثابت نہ ہو جائے ، اُس وقت تک وہ میرا دوست ہے ، اور میں چاہتا ہوں کہ میرے سب دوست اتفاق سے رہیں ۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ ذرا سہل کے ، سوچ سمجھ کے چلو ، احتیاط سے کام لو ، اُسے اپنے جو شیلے ، بار آری لوگوں کے عصے پر قربان نہ کرو ، کوئی ایسی بات نہ کہہ بیٹھنا کہ تمہارے یہ پاک پادری مجھے اُس سے بدلہ لینے پر مجبور کر سکیں ۔ دیکھو ، صرف اُس لئے عیسائی نہ بنو کہ تم کو یہودی سے — یا مسلمان سے — بدلہ لینا ہے اور اُس سے دشمنی نکالنی ہے ۔ سمجھتے؟

تھپلر

افوہ! بس ذرا ہی سی کسر رہ گئی ، ورنہ معاملہ ہاتھ سے نکل گیا تھا ۔ سچ بوجھتے تو یہ معصوم

بطریق کی خونخواری کا طفیل ہے کم میرا دل پہر
گیا اور میں نے اُس کا آٹھ کار بننے سے انکار کر دیا ۔

صلاح الدین

اُھا ! تو تم میرے پاس آنے سے پہلے بطریق کے پاس
بھی ہو آئے ہو !

تمپلر

جی ہاں ، میں اپنے فوری غصے کے جوش اور
جلدی میں کچھ تھیک تھیک فیصلہ نہ کر سکا ،
اور سیدھا اُس کے پاس چلا گیا — مجھے بڑی ندامت
ہے ۔ اب تو مجھے اندیشہ ہے کہ شاید آپ کو مجھ
میں اور اپنے اسد میں کوئی مشابہت نہ معلوم ہوگی ۔

صلاح الدین

بلکہ تمہارا یہ اندیشہ ہی تہہاری اور اُس کی
مشابہت ظاہر کرتا ہے — میں سمجھتا ہوں کہ میں
اُن کمزوریوں سے واقف ہوں ، جن سے ہم میں خوبیاں
پیدا ہوتی ہیں ۔ تم نیکیوں کو زیادہ نمایاں کرو ،

تو تمہاری کمزوریوں سے میں درگزر کرونگا . اچھا ، اب تم جاؤ اور جا کے ناتن کو دھونڈھو . جیسے اُس نے تمہیں دھونڈھ نکالا تھا ، ویسے ہی اب تم جاؤ اور اُسے لے کے آؤ . میں کوشش کر کے اُس کی اور تمہاری صلح کراؤنگا . اور اگر واقعی اُس لڑکی پر تمہارا دل ہی آگیا ہے ، تو ذرا صبر کرو — سمجھ لو کہ یہ لڑکی تمہاری ہی ہو گئی ! اور ناتن کو بھی اِس کی سزا ملنی چاہئے کہ اُس نے سؤر کا گوشت کھلا کھلا کر ایک عیسائی بچی کو پیالا — خیر ، اب تم جاؤ

[ٹمپلر چلا جاتا ہے . ستھ تخت پر سے اتر کر آگے بڑھتی ہے .]

پانچواں سین

صلاح الدین اور ستھ

ستھ

یہ عجب واقعہ ہے !

صلاح الدین

یہ تو تم تسلیم کرو گئی کہ ہمارا اسد ایسا ہی
خوبرو جوان تھا .

ستہ

ہاں ، اگر اسد بھی ایسا ہی تھا تو ضرور
خوبصورت آدمی تھا . یہ تو کچھ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ یہ تصویر اسی تسلیر کی ہے . مگر
بھائی جان ! آپ اُس سے یہ پوچھنا کیوں بھول
گئے کہ اُس کے ماں باپ کون تھے ؟

صلاح الدین

اور خاص کر یہ کہ اُس کی ماں کون تھی ،
اور وہ کبھی فلسطین میں رہی تھی کہ نہیں ؟
تم بھی کہنا چاہتی تھیں نہ ؟

ستہ

ہاں ، آپ کا خیال صحیح ہے .

صلاح الدین

اِس سے زیادہ اُرد کیا بات ممکن ہو سکتی ہے ! ہمارا اُسد تو خوبصورت عیسائی لڑکیوں کو ہمیشہ عزیز رہا ہے اور وہ بھی اُن پر کچھ ایسا مائل تھا کہ ایک موتبہ تو یہ خبر اُڑ گئی تھی کہ — خیر ! اب یہ باتیں اُچھی نہیں معلوم ہوتیں — میرے لئے یہی کیا کم ہے کہ وہ مجھے پھر مل گیا ! اور وہ بھی اُس خوبی کے ساتھ کہ اُس میں وہی پراسی کمزوریاں ، مزاج کا وہی تلون اب بھی موجود ہے — ہاں ، ناتن کو ضرور وہ لڑکی اُسے دینی ہوگی — کیوں ، تمہارا کیا خیال ہے ؟

ستہ

لڑکی دینی ہوگی ؟ یوں کہئے کہ وہ اُس لڑکی کو تسلسر سے چھیننے نہ پائیگا !

صلاح الدین

بالکل صحیح ! جب ناتن اُس لڑکی کا باپ ہی نہیں ہے ، تو اُسے اُس پر کیا حق حاصل

ہے ؟ یہ حق اُسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جس نے ایسی جوانمردی سے اُس کی جان بچائی ہے ۔

ستہ

تو بھائی ! یہ کیوں نہ کیا جائے کہ آپ فوراً اس لڑکی کو اپنی حفاظت میں لے لیجئے ۔ جب وہ حقدار ہی نہیں ، تو لڑکی کو اس سے لے ہی کیوں نہ لیا جائے ؟

صلاح الین

مگر اس کی ضرورت ہی کیا ہے ؟

ستہ

خیر ، ضرورت تو کچھ ایسی نہیں ہے — سچی بات یہ ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اُسے کسی طرح دیکھوں ۔ اسی لئے میں نے یہ رائے دی ۔ بعض لوگوں کے متعلق مجھے یہ معلوم کرنے کا بہت اشتیاق رہتا ہے کہ وہ کس قسم کی لڑکیوں کو چاہتے ہیں ۔

صلاح الدین

ایسا ہی ہے تو لڑکی کو ابھی بلا بیہ
ستہ

سچ کہئے بھائی ، بلا لوں ؟

صلاح الدین

مگر بیچارے ناتن کی بیوی تو ک
دلشکنی نہیں کرنی چاہئے — اُسے
خیال نہ ہو کہ ہم اس کی بیٹی کو
اس سے جھینے لیتے ہیں ۔

ستہ

نہیں بھائی ، اس سے تو آپ اطمینان

صلاح الدین

یہ تو سب ہوتا ہی رہیگا ، اب مہ
کا بتہ لگایا چاہئے کہ وہ کہاں ہے ۔

جھٹا سین

[ناتن کے مکان میں ایک بڑا کمرہ ، جس کا رح کھجور کے درختوں کی طرف ہے . ناتن کی قیمتی چیزیں ، اور مال تجارت ، جو وہ ابھی اپنے سفر سے لایا ہے . اُس میں سے کچھ چیزیں کھلی ہوئی رکھی ہیں ، اور ناتن اور دایہ اُن کو دیکھ رہے ہیں]

دایہ

اچا ، بڑا قیمتی مال ہے ! یہ تو بڑی کیاب اور نفیس چیزیں ہیں ! اھوہو ، یہ تو سب چیزیں — ایسی ہیں کہ بس تم ہی دے سکتے ہو . یہ چاندی کی چیز کہاں کی ہے ، یہ جس پر سونے کی افشان ہے ؟ اُس کی قیمت نہ معلوم کتنی کچھ ہوگی ! — ہاں ، یہ دیکھو ، یہ کبڑے ہیں دلہن کو دینے کے قابل ! — اُس سے اچھا لباس تو کسی ملکہ کے خواب میں بھی نہ آیا ہوگا .

فاتن

دلہن کا لباس؟ کیوں، دلہن ہی کا لباس
کیوں کہا تم نے؟

دایہ

خیر، یہ اور بات ہے کہ تم نے اسے خریدتے
وقت یہ سوچ کے نہ خریدا ہو؛ لیکن ہے یہ دلہن
ہی کے قابل — یہ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ
دلہنوں کے واسطے ہی بنا ہے — دیکھو نہ، اس
کی یہ برف سی سفید زمیں عصمت کی نشانی
ہے — یہ سنہرے تاروں کا لہریا دولت کی
علامت ہے — ذرا اسے دیکھو تو، کتنا خوبصورت
ہے!

فاتن

اس وقت تو تم بڑی اُپیچ کی لے رہی ہو،
ایں؟ — تم جو اسے اتنے زور شور سے دلہن کا
لباس بتا رہی ہو، آخر وہ دلہن کون ہے؟
کہیں تم ہی تو دلہن نہیں بننے والی ہو؟

دایہ

کون ؟ میں ؟

فاتن

اور نہیں تو کون ؟

دایہ

اُوٹھی خدایا ! میں ؟

فاتن

اگر تم نہیں ، تو پھر وہ کون دلہن ہے ؟ آخر
وہ کون دلہن ہے ، جس کے کپڑوں کی تعریف
کرتے کرتے تمہاری زبان سوکھی جاتی ہے ؟ یہ جو
کچھ بھی تم دیکھ رہی ہو سب تمہارا ہی ہے ، اور
کسی کا تھوڑا ہی ہے ۔

دایہ

میرا ہے ؟ میرے لئے ہے ؟ — تو کیا یہ ریشع
کے لئے نہیں ہے ؟

ناتن

نہیں جي . ديسع کي چيزين تو ابھی اُس
گتھري ميں بندھي پڙي هيں . آؤ . اِدھر آؤ ، يہ
لو ! اپني يہ سب آلا بلا اُتھاؤ اور چل دو .

دايہ

کيوں ناحق مجھے للچاتے ہو ؟ نہيں ،
ايسا نہ ہوگا ! چاہے اس ميں سارے جہان هي کي
دولت کيوں نہ بھري ہو ، ميں اُسے ہاتھ بھي
نہيں لگاؤنگي ، جب تک تم قسم نہ کھا لو گے
کہ اُس موقع سے فائدہ اُتھاؤ گے . ياد رکھو ، يہ موقع
خدا نے ديا ہے پھر کبھي نہ مليگا .

ناتن

کس سے فائدہ اُتھاؤ ؟ کیا ہے ؟ — موقع
کيسا ؟ کس بات کا ؟

دايہ

اب ايسے انتجان بھي نہ بنو ! — بس ميں

ایک بات کہے دیتی ہوں! سنو، تمبلر کو ہمارے ریشع سے محبت ہے: اُسے اُس کو دے ڈالو۔ اُس میں ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ تمہارا یہ گناہ بھی ختم ہو جائیگا سچی بات ہے، اب مجھ سے یہ بھید کسی طرح نہیں چھپایا جاتا۔ اُس طرح لڑکی ایک دفعہ بھر عیسائی لوگوں میں پہنچ جائیگی، اور پھر وہی ہو جائیگی جو ہے — یا یوں کہو کہ وہ وہی ہو جائیگی جو وہ کبھی تھی۔ اور تب ہی یہ ہوگا کہ ہم لوگ یہ کہہ سکیں گے کہ تم نے ہم پر جو اتنے احسان کئے ہیں — اور سچ یہ ہے کہ ہم اُن احسانوں کا کبھی بوری طرح بدلہ نہیں دے سکتے — ہم یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ وہ سچا سچ احسان ہی تھے اور ہمارے سروں پر اُتارے نہ تھے۔

فاتن

پھر تم نے وہی پرانا کھتراگ چھیڑا! اتنا ضرور ہے کہ اب کے شاید تمہارے سارے میں ایک نیا تار ہے مگر یہ بھی بالکل بے سُر ہے۔

دایہ

وہ کیسے ؟

فاتن

میرے خیال میں تسلر بالکل موروں تشخص
 ہے ۔ اور اُسی کو یہ بھچی ملیگی ۔ اگر میں اِس
 دنیا میں ریشع کو کسی کو دوںگا تو اُسی کو دوںگا ۔
 بیتر بھی اگر — تم مہربانی کر کے ذرا صبر کرو ۔

دایہ

صبر کروں ؟ خوب ! کیوں صبر کروں ؟ یہ جو
 تم مجھ سے بار بار صبر کرنے کو کہتے ہو ، کیا
 یہ تسہارا پرانا کھٹراگ نہیں ہے ؟

فاتن

نہیں نہیں ، میں یہ کہتا ہوں کہ اب صرف
 چند روز اور صبر کر لو بس ۔ دیکھو تو ! — یہ
 کون آ رہا ہے ؟ یہ تو کوئی راہب معلوم ہوتا
 ہے ! ذرا جا کے اِس سے پوچھو تو یہ کیا چاہتا
 ہے ۔

دایہ

کچھ مانگتا ہوگا؛ اور چاہیگا ہی کیا؟

[راہب کی طرف جاتی ہے]

فاتن

تو اسے کچھ دے دو۔ — مانگنے سے پہلے ہی
دے دو —

[اپنے آب سے]

کیا اچھا ہو کہ مجھے اس شخص سے تسلی کا
کچھ حال معلوم ہو جائے؛ مگر اسے یہ نہ معلوم
ہونا چاہئے کہ میں کیوں دریافت کر رہا ہوں!
اگر کہیں اسے یہ معلوم ہو گیا، اور میرا خیال
غلط نکلا، تو مجھے باپ ہونے کی وجہ سے جو
حق حاصل ہے وہ بے کار جائیگا۔

دایہ

[واپس آئے]

راہب تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔

فاتن

اچھا تو آنے دو۔ اور تم یہاں سے چلی جاؤ۔

ساتواں سین

 ناتن اور راہب

ناتن

[اپنے آ سے]

آہ ۔ مجھے اب بی بی یہی شوق ہے کہ میں ریشع کا باپ ہی بنا رہوں ! فرض کرو کہ لوگ اب مجھے اُس کا باپ نہ کہیں ، تو کیا میں اُس کا باپ نہ رہوں گا ؟ خود ریشع تو مجھے بہر حال اپنا باپ کہیگی ہی ۔ کاش وہ جانتی کہ مجھے اُس کا باپ بننا کتنا عزیز ہے !

[راہب سے]

کہئے برادر صاحب ، کیا میں آپ کی کچھ خدمت کر سکتا ہوں ؟

برادر

کچھ نہیں ؛ مگر ناتن ، مجھے یہ دیکھ کے



خوشی ہوئی کم آپ اب بھی تندست ہیں ۔

فاتن

اچھا ، تو اب مجھے جانتے ہیں ؟

برادر

ہاں ، کیوں نہیں جانتا — اور وہ کون ہے جو
آب کو نہیں جانتا ؟ — آب کا نام تو بہت سے
حاجت مند ہاتھوں پر گھدا ہوا ہے ، اور میرے ہاتھ
پر تو یہ نقش کئی برس سے ہے ، اور اب تک
باقی ہے ۔

فاتن

[اپنے بنوے میں ہاتھ دال کر کچھ توتے ہوئے]

لاؤ بھائی ، آج پھر اُس نشان کو ذرا اور تازہ
کردوں ۔

برادر

عزایت کا شکریہ ہے ۔ مگر یہ تو مجھ سے زیادہ
غریب آدمیوں کا تن پیت کا تگے کے برابر ہوگا ۔

نہیں ، میں آپ سے کچھ نہ لوں گا — بلکہ ، اگر آپ کی احارت ہو تو اب میں اپنے نام کو آپ کے دل میں اور زیادہ تارہ کر دینا چاہتا ہوں . کیونکہ مجھے بھی یہ دعویٰ ہے کہ میں نے بھی آپ کے ہاتھوں میں ایک ایسی چیز دی تھی جس کی قیمت کچھ کم نہ تھی .

فاتن

معاف کیجیگا — میں بادم ہوں — آپ اُس چیز کا نام لیجئے ، اور میری لادرواہی کی سزا میں آپ آج مجھ سے اُس چیز کی سات گنی زیادہ قیمت وصول کر لیجئے ،

برادر

یہ تو سب ہوتا ہی دھیگا ، پہلے ذرا آپ یہ سن لیجئے کہ جو چیز میں نے آپ کے پاس امانت رکھی تھی وہ مجھے آج کس طرح یاد آئی .

فاتن

آپ نے میرے پاس امانت رکھی تھی ؟

برادر

ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ میں شہر
 یریکو* کے قریب کُرنتل* پہاڑ پر ایک خانقاہ کے
 حجرہ میں رہا کرتا تھا۔ ایک دن یکبارگی چند
 عرب ڈاکو آئے اور اُنہوں نے میرے چھوٹے سے گرحے
 پر دھاوا کیا۔ اُنہوں نے گرجا کو دھا دیا، میرے
 حجرہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، اور مجھے
 بھی گھسیٹ کے اسے ساتھ لے گئے۔ خوش قسمتی
 سے میں اُن کے بنجوں سے جھوٹ کے وہاں سے بھاگ
 کے سیدھا یہاں بطریق کے پاس آیا۔ اور اُن سے کہا
 کہ آپ کی مہربانی سے مجھے یہاں کہیں تھوڑی
 سی جگہ مل جائے تو میں دَردھوں اور خدا کی
 عبادت کرتے کرتے ایک دن اطمینان سے اس دنیا
 سے اُٹھ جاؤں۔

فاتن

مجھے بے حینی ہے کہ سب کچھ جلدی سے
 سن لوں -- اختصار کو مد نظر رکھئے۔ یہ جلدی
 بتائے کہ وہ چیز کیا بھی جو آپ نے میرے پاس

امانت رکھی تھی — وہ امانت کیا تھی ؟

برادر

ہاں ، تو ناتن صاحب ، میں یہ کہہ رہا تھا کہ — کم بطریق نے مجھ سے وعدہ کیا کہ جوں ہی تہور بہار کی خانقاہ میں کوئی حجرہ خالی ہوا وہ مجھے دلوا دینگے ساتھ ہی انہوں نے یہ حکم دیا کہ جب تک مجھے وہاں جگہ نہ ملے تب تک میں یہیں ۔ اسی خانقاہ میں ، ایک معمولی راہب کی حیثیت سے رہوں ۔ غرض ، ناتن صاحب ، اس تقریب سے میں یہاں ہوں ۔ مگر تہور کے لئے میرا دل تڑپتا ہے : دن میں سیکڑوں ہی دفعہ اُس کا خیال آتا ہوگا ، اور زیادہ تر اُس لئے کہ بطریق مجھے آئے دن ایسے اچھے برے کام بتاتا رہتا ہے جن سے میری روح کو نعمت ہوتی ہے ۔ اِس کی مثال سنئے —

ناتن

خدا کے لئے جلدی سے اصل بات کہئے ۔

برادر

ہاں ، ہاں ، میں اب اُسی بات پر آ رہا ہوں . معلوم ہوتا ہے آج ہی کسی نے بطریق کے کان میں یہ پھونک دیا ہے کہ یہاں کہیں ایک یہودی رہتا ہے اور وہ ایک عیسائی لڑکی کو اپنی بیٹی بنا کے پال رہا ہے ، اور —

فاتن

[گھبرا کے]

کیا !

برادر

ذرا سن تو لیجئے . خیر ، تو بطریق نے مجھے حکم دیا ہے کہ اگر ہو سکے تو میں فوراً اُس یہودی کا ہتھ لگاؤں . وہ غصہ کے مارے بھوت بنا ہوا ہے . اُس کے نزدیک یہ بڑی سخت بے حرمتی کی بات ہے ، اور خود روح القدس کی شان میں گستاخی ہے . ہم لوگوں کے نزدیک یہ ایسا سخت گناہ ہے کہ ہم لوگ اسے بڑے سے بڑے گناہ سے

بہی زیادہ سنگین گناہ سمجھتے ہیں — اب یہ تو خدا ہی جانے کہ اس میں گناہ کی کیا بات ہے ، مگر گناہ ہے ضرور بہر حال ، اس سے میرا سوتا ہوا ضمیر چونک پڑا ، اور مجھے یکدہائی یاد آیا کہ ابھی کچھ بہت زمانہ نہیں ہوا کہ خود میں نے ہی یہ ناقابل معافی گناہ کیا تھا ۔ اچھا ، اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ آج سے اتنا برس پہلے کسی پہلے مانس نے ایک چھوٹی سی لڑکی ، جس کی عمر مشکل سے چند ہفتوں کی تھی ، آپ کے سپرد کی تھی ؟

ناتن

یہ کیا ہوا ؟ ہاں ہاں بالکل صحیح ہے ۔

برادر

ناتن ، آپ مجھے غور سے دیکھئیے میں ہی وہ شخص ہوں جس نے وہ لڑکی آپ کے سپرد کی تھی

فاتن

کیا! آپ نے دی تھی؟

برادر

جی ہاں، جس نائٹ سے میں اُسے لایا تھا۔
اگر میں غلطی نہیں کرتا تو اُس کا نام فون فلنک
تھا، ہاں تھیک، ولف فون فلنک

فاتن

ہاں تھیک، یہی نام تھا۔

برادر

اُس کی ماں اُن ہی دنوں مری تھی، اور
نائٹ کو اچانک وہاں سے بھاگنا پڑ گیا تھا — شاید
وہ غُزّہ کی طرف گیا تھا۔ وہ ننھی سی جان
اُس کے ساتھ نہیں جا سکتی تھی، اُس لئے اُس
نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اُسے آب کے پاس پہنچا
دوں۔ اور آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے درون * کے
مقام پر اُس بچی کو آپ کے سپرد کیا تھا!

ناتن

ہاں ، ے شک ایسا ہی ہوا تھا ۔

برادر

اتنا عرصہ گزرنے کے بعد امیر حافظہ مجھے
دھوکا دیتا تو کچھ تعجب نہ تھا ۔ میں خدا
جانے کتنے بہادر نائٹوں کے ساتھ رہا ہوں ، اور
اُس نائٹ کے ساتھ تو بہت ہی کم رہنے پایا
تھا ۔ اُس واقعہ کے بعد ہی وہ عسقلان میں
کام آگیا ۔ بڑا ہی نیک دل نائٹ تھا ۔

ناتن

ہاں ، ے شک ایسا ہی تھا ! مجھ پر تو اُس
کے بے حساب احسان ہیں ، کیونکہ ایک نہیں
کئی دفعہ اُس نے مجھے تلوار کی دھار سے بچایا
تھا ۔

برادر

اگر ایسا ہے ، تو آپ نے اُس کی لڑکی کو

اپنی جان کے برابر سمجھ کے رکھا ہوگا .

ناتن

ہاں ، یہ تو آب خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں .

برادر

اچھا ، اب وہ لڑکی کہاں ہے ؟ کہیں مر تو نہیں گئی ؟ خدا کے لئے یہ سنائی نہ سنائیگا کہ وہ مر گئی — اگر وہ زندہ ہے ، اور کسی اور کو اس معاملے کی خبر نہیں ، تو ابھی تک خیریت ہے !

ناتن

اچھا ، تو آب کے خیال میں ابھی تک خیریت ہے ؟

برادر

سنئے ناتن صاحب ! میرا طرز عمل ایسے معاملوں میں یہ ہے کہ جب میں کوئی ایسا کام کرنے لگتا ہوں جو بذات خود اچھا ، مگر برائی کے بہت قریب ، ہوتا ہے ، تو میں ایسے کام کو کرنے سے نہ

کرنا ہی بہتر سمجھتا ہوں . کیونکہ ، جو بات
 بری ہوتی ہے وہ تو ہم کو خاصی اچھی طرح بری
 نظر آجایا کرتی ہے : لیکن بہت کم ایسا ہوتا ہے
 کہ اچھی بات صاف صاف نظر آجائے — آپ کے
 لئے یہ بالکل ایک فطری امر تھا کہ آپ اس
 لڑکی کے پالنے اور خدمت کرنے میں بوری بوری
 کوشش کرتے اور اُسے اپنی بیٹی کی طرح رکھتے —
 اچھا ، تو آپ نے جو کیچہ بچی کیا بوری ایسا ندری
 اور محبت کے ساتھ کیا . تو کیا اب آپ ایسے
 برے سلوک کے مستحق ہیں ؟ مجھے تو کسی طرح
 بھی یہ اوصاف نہیں معلوم ہوتا میں مانتا ہوں
 کہ اگر آپ اس عیسائی بچی کو پالنے اور عیسائی
 ہی رکھنے کی نیت سے کسی اور کو اُس کی خدمت
 کے لئے مقرر کر دیتے تو زیادہ قرین مصلحت
 ہوتا . لیکن اگر ایسا کیا جاتا تو آپ کے ایک
 دوست کی بیٹی آپ کی محبت اور شفقت
 سے محروم رہ جاتی ؛ اور ایسی چھوٹی سی عمر
 میں بچے ، اور سب چیزوں سے زیادہ ، محبت
 اور شفقت کے بھوکے ہوتے ہیں ، چاہے وہ کسی

وحشی جانور ہی کی محبت کیوں نہ ہو . عیسائی ہونے کی ایسی کون سی جلدی پڑی ہے . اور اگر لڑکی آپ کی آنکھوں کے سامنے رہ کر تندرست اور نیک اطوار ہو کے اُتھی ہے ، تو خدا کی نگاہ میں وہ جیسی پہلے قیستی تھی ویسی ہی اب بھی ہے . میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ کیا عیسائیت خود بھی یہودیت کے سایہ میں نہیں پلے ہوئی ہے ؟ — میں اکثر اُس بات کو سوچ سوچ کے پریشان ہوتا اور رویا کرتا ہوں کہ یہ عیسائی اس کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ خود اُن کا نجات دلانے والا بھی یہودی تھا !

فاتن

اچھے برادر صاحب ، میں آپ سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ جب مجھے ایسا کام کرنے کی سزا دینے کے لئے نفرت اور منافقت کے ہتھیاروں سے میرا پیچھا کیا جائے ، تو مہربانی کر کے آپ میرا ساتھ دیجیگا . آہ ، میرے ساتھ یہ سلوک اور ایسے کام کے لئے ! برادر صاحب ، میں آپ کو ، اور صرف آپ

کو " یہ قصہ سناؤنگا . لیکن یہ وعدہ کیجئے کہ یہ راز آپ ہی کے ساتھ دنیا سے جائیگا . مجھ پر کبھی خود پسندی ایسی غالب نہیں ہوئی کہ میں یہ راز کسی اور سے کہتا . آج میں صرف آپ سے ، اور آپ کی اس سیدھی سادی برہیزگاری پر بھروسہ کر کے ، یہ سب باتیں کہہ رہا ہوں : کیونکہ آپ جیسے آدمی کے سوا اور کوئی شخص اس بات کو صحیح طور پر اور پوری طرح نہیں سمجھ سکتا کہ جس کو خدا سے محبت ہوتی ہے وہ کیسے کام کیا کرتا ہے .

برادر

آپ کا دل بھرا آدھا ہے . افوہ ، آپ کی آنکھوں میں آنسو دبدبائے ہوئے ہیں .

فاتن

آپ اس بچی کو درون میں میرے پاس لائے تھے . لیکن آپ کو اُس وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ اس وقت سے ذرا پہلے عیسائی لوگ جات *

کے ایک ایک یہودی کو سلوار کے گھات اتار چکے تھے۔۔۔ سب کو قتل کر ڈالا، نہ عورت مرد کا کچھ خیال کیا، نہ بوڑھے جوان اور بچے کی کچھ پرواہ کی۔ اور نہ آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ میری بیوی اور سات ہونہار لڑکے، جن کو میں نے اپنے خیال میں حفاظت کی غرض سے اپنے ایک عزیز بھائی کے ہاں بھیج دیا تھا، مکان کے اندر بند کر کے جلا دئے گئے!

برادر

او عادل خدا!

فاتن

جس روز آپ وہاں مجھ سے ملے ہیں، میں تین دن سے خاک اور انگاروں پر اپنے خدا کے سامنے لوٹ رہا تھا۔ مجھے ہڈیاں تھیں، میں پیچ و تاب کھا رہا تھا، میں خدا سے جھگڑ رہا تھا، میں خوب جی کھول کے روتا تھا، میں اپنے اور سب انسانوں پر لعنت کرتا تھا؛ اور میں نے

قسم کھا لی تھی کہ اُس لمحے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ سب عیسائیوں سے نفرت کرونگا اور اُس نفرت کو کبھی نہ مٹنے دوںگا۔

برادر

ہاں ، کیا تعجب ہے !

ناتن

لیکن ہوتے ہوتے مجھے عقل آ گئی ، اور عقل نے مجھ سے کہا : ”اس میں شک نہیں کہ خدا ہے اور ضرور ہے ۔ اُس بے چوں و چرا ذات کی ایسی ہی مرضی تھی ۔ اس لئے تم جس بات کو سمجھ چکے ہو اب اس پر عمل بھی کرو : کیونکہ اصلی چیز تو بات کا سمجھنا ہے ، اس پر عمل کرنا مشکل نہیں ہے ، بشرطیکہ تمہارا ارادہ یکا ہو ۔ بس اب اُنہم کہتے ہو ! “ — میں اُنہم بیٹیاں ۔ اور اُنہم کے خدا کو پکار کے کہا کہ ”ہاں میں ضرور ویسے ہی کام کرونگا ، اگر تیری یہی مرضی ہے ۔ “ — اس کے بعد ہی آپ آئے ،

اور اپنے گھوڑے سے اتر کے اپنی عبا میں لبتا ہوا ایک بچہ میرے حوالے کیا۔ یہ میں بالکل بھولتا ہوں کہ اُس وقت آپ نے مجھ سے کیا کہا تھا اور میں نے کیا جواب دیا تھا — ہاں اتنا ضرور یاد ہے کہ — کہ میں نے بچے کو لے لیا اور لے جا کے اپنی چارباٹی پر لٹا دیا۔ — میں نے اُسے پیار کیا؛ یہر میں نے وہیں دو زانو ہو کے سبکیاں لیتے ہوئے چلا کے کہا کہ ”اے میرے خدا“ میرے سات بچوں میں سے یہ ایک تو ابھی مجھے واپس مل گیا!“

برادر

ناتن، اس میں بالکل شک نہیں کہ آپ عیسائی ہیں۔ خدا کی قسم، آپ عیسائی ہیں۔ اُس سے بہتر عیسائی اور کون ہو سکتا ہے؟

فاتن

خوب! خوب!! چس بات سے میں آپ کی نظروں میں عیسائی معلوم ہوتا ہوں، بالکل اُسی

بات سے آپ مجھے یہودی معلوم ہوتے ہیں —
 بس، بس اب ہم کب تک ایک دوسرے کے
 دل میں اسی طرح جذبات کو اُکساتے رہیں گے؟
 اب ہمیں عمل کر کے دکھانا چاہئے — اور گو مجھے
 اس ایک اجنسی بھیجی سے سات سات بچوں کی
 برابر محنت ہے: اور یہ خیال ہی میرے لئے
 موت کے برابر ہے کہ اس بھیجی کے نہ رہنے سے
 میرے ساتوں بچے ایک مرتبہ ببر میرے ہاتھ سے
 چبنے جاتے ہیں؛ لیکن اگر خدا کی یہی مرضی
 ہے کہ اُسے بھی مجھ سے واپس لے لے، تو سوا
 اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ میں اس کا حکم
 بجا لاؤں!

برادر

خدا آپ کو جزا دے، بہادروں کے کام ایسے
 ہی ہوتے ہیں! — میں بھی آپ سے ایسا ہی
 کرنے کو کہنا چاہتا تھا لیکن اب کہنے کی کیا
 ضرورت ہے، خود آپ کی نیک مزاجی نے آپ
 کو ایسا کرنے پر آمادہ کر دیا۔

فاتن

مگر میں یہ تھوڑا ہی کرونگا کم جو کوئی
جلتا بھرتا بھی ادھر آنکلیے اور اس بچپی کو
مانگے اُسی کو آسانی سے دے دالوں !

برادر

ہرگز نہیں

فاتن

مانگنے والا کم سے کم ایسا تو ہو کم اُس کا اُس
لڑکی پر چاہے مجھ سے زیادہ حق نہ ہو ، مگر مجھ
سے فایق حق تو ہو .

برادر

بے شک !

فاتن

اور وہ حق بھی پیدائش اور قرابت کا حق
ہونا چاہئے .

برادر

ہاں ، میرا بی بی خیال ہے ۔

فاتن

اگر آپ مجھے کسی ایسے شخص کا نام بتائیں جو اس لڑکی کا چچا ، ماموں ، بیائی — غرض کہ آف کے نزدیک کوئی قرابت دار ، ہونے کی حیثیت سے اس کا دعویٰ دار ہو ، تو مجھے اُس کے دعوے کو ماننے میں کوئی عذر نہ ہوگا اُس لڑکی کو ایسی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہر خاندان اور ہر مذہب کی زینت ہو سکتی ہے ۔ کاش آپ کو اس عیسائی نائٹ کے اصل و نسل کے حالات اُس سے زیادہ معلوم ہوتے جتنے میں معلوم کر سکا ہوں !

برادر

ناتن صاحب ، ایسا ہونا تو ذرا مشکل معلوم ہوتا ہے : کیونکہ آپ ابھی سن چکے ہیں کہ میں اُس نائٹ کی خدمت میں رہا ہوں ، مگر بہت

ہی کم عرصہ .

ناتن

تو کیا آپ کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کم اُس
کی ماں کس خاندان سے تھی ؟ میرا خیال ہے
کم وہ اشتاؤفن تھی .

برادر

مسکن ہے کم ہو . ہاں ہاں ، مجھے بھی یہی
خیال پڑتا ہے کم اُسی خاندان سے تھی .

ناتن

اور بھلا ، کونراد فون اشتاؤفن جو تسلیر نائٹ
تھا ، اُس کا بھائی نہیں تھا ؟

برادر

اگر میں غلطی نہیں کرتا تو ، وہ ضرور اُس کا
بھائی تھا . مگر ، ذرا تھہرئے — مجھے یاد پڑتا ہے
کم میرے برائے آقا نائٹ کی ایک کتاب اب تک
میرے پاس رکھی ہے . جب ہم لوگ اُسے عسقلان

کے سامنے دفن کر رہے تھے ۔ اُس وقت میں نے وہ کتاب اُس کی جیب میں سے نکال لی تھی ۔

فاتن

وہ کیسی کتاب ہے ؟

برادر

اُس میں دعائیں وغیرہ لکھی ہیں — یوں کہنا چاہئے کہ وظیفوں کی کتاب ہے ۔ اُس وقت مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید وہ کتاب کبھی کسی عیسائی کے کام آسکے ۔ مگر خیر ، میرے کام کی تو ہو ہی نہیں سکتی ۔ کیونکہ میں تو بڑھ ہی نہیں سکتا ۔

فاتن

ہاں ہاں ، کہئے کہئے !

برادر

خیر ، مجھ سے کسی نے کہا ہے کہ اِس چھوٹی سی کتاب کے پہلے ہی ورق پر ، اور آخری پر بھی ، خود میرے آقا نے اپنے ہاتھ سے اُنے رشتہ داروں

کے اور بیوی کے حالات لکھے ہیں .

فاتن

بس اُسی کی تو ضرورت ہے ! آب ابھی ابھی
بھاگ کے وہ کتاب لیتے آئیے . میں آپ کو اُس
کے وزن کی برابر سونا تول کے اُس کی قیمت
دونگا ، اور ہزاروں شکرے اُس کے علاوہ — آپ اُسے
بہت جلدی لے آئیے .

برادر

ہاں ، بڑی خوشی سے لاؤنگا لیکن میرے آقا
نے جو کچھ لکھا ہے سب عربی میں لکھا ہے .

فاتن

خیر ، کوئی مضائقہ نہیں — جلدی — جلدی
لائیے .

[برادر چلا جاتا ہے]

خدایا ، کچھ ایسی بنے کہ میں کسی طرح
اِس بچی کو اُنے باس رکھ سکوں ، اور پھر ایسا ہی

اُجھا داماد بھی مُجھے مل جائے ! مگر بھلا میری
 ایسی تقدیر کہاں ! خیر ، ہرچہ بادا باد . مگر آخر
 یہ کون خدا کا بندہ تھا جس نے جا کے ایسی بات
 بطریق کے کان میں بیونک دی ؟ اچھا ، میں اُس
 کو نہیں بھولونگا اور اُس کا ضرور بتہ لگا کے چھوڑونگا .
 کہیں یہ ہماری دایہ صاحبہ ہی نہ ہوں !

آتیواں سین

دایہ اور ناتن

دایہ

[حلدی اور گیبراہٹ میں]

ناتن ، ناتن ، ذرا سوچو تو !

ناتن

کیا ، کیا سوچوں ؟

دایہ

بچاری بچی تو سنائے میں آ گئی . انہوں نے
اُسے بلایا ہے —

ناتن

بطریق نے ؟

دایہ

نہیں ، سلطان کی بہن نے ، شاہزادی ستہ نے
اُسے —

ناتن

بطریق نے تو نہیں بلایا ہے نہ ؟

دایہ

نہیں ، نہیں ! کیا سن نہیں دے ہو ستہ
نے بلایا ہے ، ستہ نے اُنہوں نے کہلا بھیجا ہے کم
لوکی کو حاضر کرو .

فاتن

دیشع کو بلایا ہے ! — ستہ نے بلایا ہے ! خیر ،
تو اگر ستہ ہی نے بلایا ہے اور بطریق نے نہیں
بلایا ، تو —

دایہ

آج تم بطریق کا نام کیوں بار بار دت دے ہو ؟

ناتن

اس عرصہ میں تمہارے پاس بطریق کے ہاں
سے تو کوئی پیغام نہیں آیا ہے نہ ؟ اور نہ تم نے
جا کے اُس کے کان میں کچھ پہونکا ہے ، آیں ؟

دایہ

کس نے ؟ میں نے ؟ بطریق سے ؟

فاتن

اور یہ پیغام لانے والے کہاں ہیں ؟

دایہ

وہ کیا باہر کھڑے ہیں

ناتن

بطور احتیاط مزید کے ، میں خود ہی جا کے
 اُن سے باتیں کرونگا . امید تو ہے کہ یہ سب
 کچھ ، یردے کے پیچھے ، بطریق ہی کا کیا دھرا
 نہ ہوگا !

[حاتا ہے]

دایہ

اور مجھے دوسری ہی فکر ہے . بات یہ ہے کہ
 ایک ایسے مالدار یہودی کی بیٹی ، اور وہ بھی
 اکلوتی ، کسی مسلمان کو بھی تو بری نہیں لگیگی !
 تملر کی بات تو اب ہاتھ سے نکل گئی ہاں ،
 میں ہمت کر کے لڑکی ہی کو یہ نہ بتا دوں کہ
 وہ لڑکی اصل میں کیا ہے . بس ہمت چاہئے .
 اور مجھے جب کبھی سب سے پہلا موقع ملیگا ، تو میں
 اُسے اکیلا باتے ہی ضرور سمجھا دوںگی . ابھی لو ،

اُپنی سلطان کے دربار کو جاتے جاتے راستے ہی میں
 بتا دوں گی . ذرا سا اشارہ کر دینے میں تو کوئی
 نقصان نہیں ہے . اور جو یہ اپنی نہ کیا ، تو پھر
 کبھی نہ ہوگا !

پانچواں ایکٹ

پہلا سین

[سلطان کے محل کا ایک کمرہ : وہاں ہی حسن میں
خزانہ کے تیلے رکھے گئے تھے جیسا کہ چوتھے ایکٹ کے
تیسرے اور چوتھے سین میں تھا . خزانے کے تیلے
ابھی تک وہیں رکھے ہیں .]

صلاح الدین ، اور تیموری دیر بعد
اُس کے چند خادم

صلاح الدین

[کمرے میں داخل ہوتے ہوئے]

ہائیں ، یہ تیلے ابھی تک یہیں پڑے ہیں !
اور کسی کو درویش کا پتہ نہیں چلتا — ہو نہ
ہو وہ کہیں شطرنج میں بہنس گیا ہے . اُس
میں لگ کے تو وہ اپنے آپ کو بھی بھول جاتا ہے

تو مجھے کیوں نہ بھول جائیگا۔ — اچھا تھہرو !

[ایک خادم سے جو کمرے میں داخل ہو رہا ہے]

کہو، کیا کہنے آئے ہو ؟

خادم

حضور، آخر خوش خبری مل گئی ! — بڑی خوشی کی بات ہے حضور، بڑی ہی خوشی کی بات ہے ! قاہرہ سے قافلہ آ گیا، اور وہاں کا سات برس کا خراج بھی آ رہا ہے۔

صلاح الدین

شاباش ابراہیم، شاباش ! تم نے واقعی بڑی خوش خبری سنائی۔ اُھوہو، آخر سب کچھ صحیح سلامت پہنچ گیا ! — اچھا، اس خوش خبری پر میرا شکریہ قبول کرو

خادم

[امید کے ساتھ، اپنے دل میں]

خدا کرے کچھ اعام دے نکلیں۔

صلاح الدین

کس انتظار میں کپڑے ہو؟ بس اب جاؤ۔

خادم

حضور! ایسی اچھی خبر لانے والے کو کچھ اور نہ ملیگا؟

صلاح الدین

اب اور تم کو کیا چاہئے؟

خادم

ایسی خوش خبری لانے والا انعام سے محروم دھیگا؟ اگر ایسا ہے تو میں یہلا شخص ہوں جسے سلطان روکھے سوکھے شکر یہ بر قاتلہا ہے یہی کیا کم فخر کی بات ہے کم میں بہلا شخص ہوں جس سے صلاح الدین نے کنجوسی برتی۔

صلاح الدین

[سونے کے ڈھیر کی طرف اشارہ کر کے]

اچھا، ان میں سے ایک تھیلا لے جاؤ۔

خادم

نہیں حضور، اب تو چاہے سرکار مجھے یہ سب
تھیلے دے ڈالیں تب بھی نہ لونگا۔

صلاح الدین

تو میری حکم عدولی کروئے؟ اچھا جاؤ، دو
لے لو، بس! — ہائیں، اب بھی وہی ضد! —
اُڑے یہ تو چلا جا رہا ہے۔ یہ تو فیاضی میں
مجھ سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ جتنا میرے لئے دینا
مشکل ہے، اس سے زیادہ اس کے لئے انکار کرنا
بھی مشکل ہوگا۔ مگر مجھے یہ کیا ہوا جا رہا
ہے کہ اب ان آخری دنوں میں میری طبیعت
بدلی جا رہی ہے؟ کیا صلاح الدین کو آخری دم تک
صلاح الدین ہی نہ رہنا چاہئے؟ اگر ایسا نہ ہو،
تو اسے کبھی صلاح الدین بن کے رہنا ہی نہ چاہئے تھا۔

دوسرا خادم

حضور والا!

صلاح الدین

کیا تم بھی مجھے کوئی خبر سنانے آئے ہو؟ تو —

دوسرا خادم

مصر کا سمیر آ گیا ہے ، حضور !

صلاح الدین

ہاں ، مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے .

دوسرا خادم

تب تو حضور ، میں بہت دیر میں پہنچا !

صلاح الدین

یہ کیوں کہتے ہو کم بہت دیر میں پہنچا ؟
کم ار کم اپنی نیک نیتی کے بدلے میں ایک دو
تھیلے تم بھی لے لو .

دوسرا خادم

حضور ، ایک اور دو مل کے تین ہوئے !

صلاح الدین

تم حساب میں بہت تیز معلوم ہوتے ہو —
اچھا ، جاؤ تین ہی لے لو

دوسرا خادم

حضور ، ابھی میرے بیچھے ایک اور مختصر بھی
آ رہا ہے . اگر وہ یہاں تک پہنچ جائے .

صلاح الدین

اور نہ پہنچنے کی کیا وجہ ہے ؟

دوسرا خادم

حضور ، غالباً اُس کی گردن ٹوٹ گئی ہے . بات
یہ ہوئی کہ جب ہم تینوں کو یہ خبر ملی کہ
سفیر آیا ہے ، تو ہم تینوں ایک دم سے لبکے کہ
آپ کو آ کے خبر دیں — سب سے آگے والے گھوڑے نے
تھوکر لی اور گر گیا . اس سے میں سب سے آگے
ہو گیا . شہر پہنچنے تک تو میں سب سے آگے

رہا مگر اُس کے بعد سے وہ بدمعاش ابراہیم
جلدی جلدی سے گلیوں میں سے ہوتا ہوا یہاں
پہنچ گیا ۔ اور میں رہ گیا ۔

صلاح الدین

مگر مجھے تو اُس عریب کا فکر ہے جو گر بڑا
ہے ! جلدی جاؤ ۔ اُس کو لے کر آؤ ۔

دوسرا خادم

ہاں حضور ، میں بڑی خوشی سے جاؤنگا ۔ اور اگر
وہ زندہ ہوا تو ان تین تپیلوں میں سے آدھا روپیہ
اُسے دے دوںگا ۔

[چلا جاتا ہے]

صلاح الدین

دیکھو ، شریف آدمی ایسے ہوتے ہیں ! بھلا اور
کسی کو بھی ایسے ایسے خادم نصیب ہوئے ہیں ؟
اب سوا اُس کے اور میں کیا کہوں کہ میری ہی
متال نے ان لوگوں کو ایسا بنا دیا ہے ؟ پھر یہ

کیسا بیہودہ خیال ہے کہ میں اب ابھی کچھ اور
ہی سبق پڑھاؤں ۔

تیسرا خادم

خوشخبری ہو حضور !

صلاح الدین

کیا تم ہی وہ شخص ہو جو گر برا تھا ؟

تیسرا خادم

نہیں حضور ، میں وہ نہیں ہوں ۔ میں تو
صرف یہ خبر حضور کو دینے آیا ہوں کہ امیر
منصور ، جو مصر سے دوبیہ لائے ہیں ، ابھی ابھی
آ کے اترے ہیں

صلاح الدین

انہیں جلد یہاں لے آؤ مگر یہ لو ۔ وہ تو
خود ہی آ پہنچے !

دوسرا سین

امیر منصور اور صلاح الدین

صلاح الدین

بہادر امیر، خوش آمدید! آخر تم آہی
یہنچے منصور، منصور، میں اتنے دنوں سے
تمہارا انتظار کرتے کرتے تھک گیا

منصور

حضور کو اس مراسلہ سے نوآموزن * کے ہنگامہ
کا حال معلوم ہوگا۔ جب ابوالقاسم اُس کا خاتمہ
کرچکے، تب کہیں قافلے کو وہاں سے روانہ ہونے
کی ہمت پڑی مگر جب سے ہم لوگ چلے
ہیں، جہاں تک ہو سکا میں قافلے کو مارا مار
لئے آ رہا ہوں

صلاح الدین

مجھے تم پر بڑا اعتماد ہے اگرچہ تمہاری
بچپلی تکلیف پر یہ مزید تکلیف تو ضرور ہوگئی،
مگر اب اتنا کام اور کرو کہ قافلے کی حفاظت کے

لئے جند تازہ دم سناھی اور لے لو ، اور بھر کوچ
کی تیاری کر دو ، کیونکہ تمہیں اِس روپے کا بہت
بڑا حصہ ابھی کوہ لبنان میں اُبا جان کے پاس
پہنچانا ہوگا ۔

منصور

نہایت خوشی کے ساتھ ، حضور !

صلاح الدین

مگر یہ اچھی طرح خیال رکھنا کہ سناھی
تمہارے پاس کافی ہونے چاہئیں کیونکہ لبنان اب
محفوظ جگہ نہیں رہی ہے ۔ یہ تو بلا شبہ تم نے
سناھی ہوگا کہ سمبلر لوگوں نے بھر نقل و حرکت
شروع کر دی ہے ۔ اِس لئے ذرا احتیاط ہی سے کام لینا ۔
یہ قافلہ تھہرا کہاں ہے ؟ اُجھا تو یہی ہوتا کہ میں
خود اُسے دیکھ لیتا اور اس کا انتظام کر دیتا

[ایک خادم سے]

دیکھو میاں ، تم جا کے ذرا شاہزادی ستہ سے کہ
دو کہ میں ابھی آتا ہوں

تیسرا سین

[نائن کے مکان کے سامنے کنبوروں کا چھتہ]

تپیلر

[اکیلا]

اب تو میں کبھی اُس کی دھلیز کے اندر
 قدم نہ رکھونگا آخر کبھی نہ کبھی وہ خود
 ہی نکلیگا۔ ایک دن وہ بھی تھا کہ اُن لوگوں
 کو میری صورت دیکھنے کی تمنا تھی اور اب یہ
 حالت ہے کہ شاید وہ مجھے اپنے گھر کے پاس
 بیٹھ نہ بھٹکنے دے۔ مجھے اس شخص پر برا
 ہی غصہ آتا ہے — مگر کیوں؟ — آخر میں اُس
 بیچارے یہودی سے اتنا کیوں ناراض ہوں؟ اب
 تک تو اُس نے میری بات کو رد نہیں کیا ہے؛
 اور اب تو خود صلاح الدین نے اُس سے بات چیت
 کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ — کیا واقعی میری عیسائیت
 میں اُس کی یہودیت سے زیادہ شدت ہے؟ —

اے آب کو بہلا کون اچھی طرح پہچان سکتا ہے؟ — اور اگر ایسا نہیں ہے تو مجھے اس بات پر کیوں اتنا غصہ آتا ہے کہ اس شخص نے عیسائیوں کی ذرا سی جوری کی ہے؟ مگر یہ میں نے کیا کہا؟ ”ذرا سی جوری!“ — ایسی دوشیزہ لڑکی کو چھین لینا کیا ذرا سی جوری ہے؟ — لیکن سوال یہ ہے کہ اب اس لڑکی کا دعویدار کون ہو سکتا ہے؟ یہ تو ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اس علام کا مال ہے جو اِس آن گھڑ یتھ کو زندگی کے تاریک ساحل پر چھوڑ کے خود چلتا بنا نہیں، بلکہ یہ تو اُس کاریگر کا مال ہے جس نے بے صورت یتھ میں خدا کے نور کا جلوہ دیکھا اور اُسے تراش کے ایسا بے نظیر بت بنایا! ہاں سچ ہے، ریشع کا اصلی باپ یہی یہودی ہے چاہے وہ کسی عیسائی ہی کی بجٹی کیوں نہ ہو — ابد تک یہی یہودی اُس کا باپ کہلائیکا، کیونکہ اگر وہ محض ایک عیسائی لڑکی ہوئی، اور اُس میں یہ سب خوبیاں نہ ہوتیں جو ایک ایسا یہودی ہی اُس میں پیدا کر سکتا

ہے ۔ تو میرا دل تو بیپی گواہی دیتا ہے کہ اُس کا مجھ پر ہرگز جادو نہ چلتا ! اُس حالت میں اس کی پیاری سے پیاری مسکراہٹ بھی ہونٹوں کی ایک دلکش حرکت سے زیادہ نہ ہوتی ۔ اور وہ چیز جس سے یہ مسکراہٹ پیدا ہوتی ہے ہرگز ہرگز اُس رونق کا سبب نہ ہوتی جو اُس کے چہرے پر نظر آتی ہے میں نے اکثر دیکھا ہے کہ رینس کے تسم سے زیادہ شیریں تسم متکسر حماقت ۔ بیہودگی اور مستخرے بن سے نامعقول ، حوشامدی امیدواروں پر صرف کر دیئے گئے ہیں ۔ لیکن کبھی مجھ پر بھی اُن مسکراہٹوں کا یہ اثر ہوا ہے کہ میں اُن کا دیوانہ ہو گیا ہوں ؟ یا میں نے اس بات کی تما کی ہو کہ وہ آفتاب کی کربوں کی طرح میری تاریک زندگی کو روشن کر دیں ؟ ہرگز نہیں ۔ مگر پھر بھی مجھے اس شخص پر غصہ آتا ہے جس نے اُسے وہ کچھ بنا دیا ہے جو وہ ہے ! آخر یہ کیا بات ہے ؟ کیا میں واقعی اُسی کا مستحق ہوں کہ صلاح الدین نے مجھے ایسی سخت حقارت کے ساتھ رخصت

کر دیا ؟ مستحق ہوں یا نہیں ہوں ، مگر اُس کا ایسا سمجھنا ہی کیا میرے لئے کم برائی ہے ۔
 افوہ ۔ اُس جیسے شخص کی نظر میں میں کیسا ذلیل ، کیسا خوار معلوم ہوا ہونگا ! — اور یہ سب صرف ایک لڑکی کی وجہ سے ! نہیں گرد نہیں ، ایسا نہ ہوا چاہئے — ارے ظالم ، کچھ تو اپنے اوپر قابو رکھ اور کیا یہ نہیں ہو سکتا کم دایہ تے یوں ہی بائیں بنائی ہوں ، جن کا کوئی ثبوت نہ ہو ہائیں ، ناتن آ بہنچا ! — مگر یہ کس سے باتیں کر رہا ہے ؟ ہو نہ ہو یہ وہی ہمارے پرانے دوست راہب صاحب ہیں ! ہاں ۔ اُسے تو اب سب ہی کچھ معلوم ہے ۔ معلوم ہوتا ہے بیچارہ بھودی بطریق کے ہاتھوں میں پھنس گیا ہے ۔ دیکھا ، ایک میری عطی سے کیا کیا جھگڑے جھیلے بھیلے ہیں اُف اُف ، کسبخت عرصے کی آگ کی ایک چنگاری سے انسان کا دماغ کیسا بھوک اُٹھتا ہے ! اب مجھے جلدی ہی فیصلہ کر لینا چاہئے کم کیا کروں ۔ اچھا ، اتنے ذرا میں ایک طرف ہی کو ہو جاؤں شاید راہب اُسے ابھی چھوڑ کے چل دے ۔

چوتھا سین

 فاتن اور برادر

فاتن

اچھے برادر، ایک دفعہ پیر میرا شکریہ
لیجئے

برادر

یہی تحفہ میری طرف سے بھی قبول
کیجئے۔

فاتن

مگر اب میرا شکریہ کیوں ادا کرتے ہیں؟
کیا محض اس لئے کہ میں آپ کو وہ چیز دینے
پر ضد کر رہا تھا جو آپ کے کسی کام کی
نہیں؟ کس اب کی ضد میری ضد سے دب جاتی۔
آپ نے مجھے زبردستی اس سے روکا کہ آپ کو اس
سے زیادہ دولتمند بڑا دون جتنا میں خود ہوں۔

برادر

بہر حال ، کتاب تو میری ہے ہی نہیں ۔
 وہ اُس لڑکی کی ملکیت ہے نہیں بلکہ یہ
 کہنا چاہئے کہ اس عریب کو اپنے باپ کے ترکہ
 میں صرف یہی ایک چیز تو ملی ہے —
 مگر ہاں ، سب سے بڑی چیز تو خود آپ ہیں ۔
 میری تو یہی دعا ہے کہ آپ نے جو کچھ اُس
 کی خدمت کی ہے ، خدا کرے آپ کو کبھی اس
 پر بچتنا نہ پڑے ۔

فاتن

پچھتا پڑے ، خوب ! یہ تو آپ یقین رکھئے
 کہ میں پچھتاؤنگا کبھی نہیں ۔

برادر

ہاں ، بشرطیکہ آپ کے یہ ٹیبلر اور بطریق
 لوگ —

فاتن

نہیں ، یہ لوگ خواہ مجھے کیسا ہی نقصان

بہنچائیں ۔ مگر میں اپنے کٹے پر کبھی ذرا سا
 بھی نہ بچتاؤنگا — مگر کیا واقعی آپ کو یقین
 ہے کہ کسی تمبلر ہی نے آپ کے بطریق کو
 اُکسایا ہے ؟

برادر

ہاں ، میرے خیال میں تو ضرور یہی ہوا ہے ۔
 ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ ایک تمبلر
 اُس سے کچھ باتیں کر رہا تھا ۔ اور میں جو کچھ
 بنی سن سکا اُس سے میرے اِس خیال کی تائید
 ہوتی ہے ۔

فاتن

آج کل سارے یروشلم میں لے دے کے صرف
 ایک ہی تمبلر تو ہے ، اور میں اُسے جانتا ہوں :
 نہیں بلکہ وہ میرا خاص دوست ہے ۔ بڑا ہی
 شریف اور نیک جوان ہے ۔

برادر

ہاں تھیک ہے — بالکل تھیک — مگر مصیبت

ایکٹ ۵ [نائن] سین ۳

یہ ہے کہ آدمی اصل میں جیسا کچھ ہوتا ہے اور دنیا اُسے مجبور کر کے جیسا بنا دیتی ہے ، اُس میں اور اِس میں بڑا فرق ہوتا ہے !

فاتن

ہاں ، افسوس ! ہے تو یوں ہی ! خیر ، تو میرا دشمن چاہے کوئی ہو اور جو بھلا برا اُس کا جی چاہے وہ کرے . مگر برادر صاحب ، آپ کب اِس کتاب کے ذریعے سے میں سب کا مقابلہ کر سکتا ہوں . میں ابھی اُسے لے کے سلطان کے پاس جاتا ہوں دیکھئے تو .

برادر

خدا آپ کو کامیاب کرے ! اچھا ، اب اجازت چاہتا ہوں .

فاتن

مگر ابھی تک آپ نے اُس بچی کو نہیں دیکھا . اچھا ، جلدی آئیگا ، اور میرے ہاں اکثر آیا کیجئے خدا کرے آج کے دن بطریق کو کوئی بات نہ معلوم ہو ! مگر خیر ، اب آپ جو کچھ چاہیں اُس سے کہہ سکتے ہیں .

برادر

جي نهين ، ميرو ڪڇهه نه ڪهونگا . — خدا
حافظ !

فادن

اچها ، برادر صاحب . هم لوگوں کو بهول نه
جائينگا .

[برادر چلا حاتا هه]

خدایا ! جي چاهتا هه ڪم يهين ڪهله آسان
ڪه نيجهه دوزانو هو ڪر تيرا شڪر بجا لاؤن . تيرا هي
فضل هه ڪم يهه گتھي ؛ جس ڪي سخت گرھون
کو ڪهولتے ڪهولتے ميں عاجز آگيا تها . اب خود
بخود ڪهلي جا رهي هه ! خدایا ، مجھے اس خيال
هي سه خوشي هوتي هه ، ڪم اب مجھے ڪسي بات
ڪه چهبانه ڪي ضرورت نهين رهي ، اور اب ميں
اپنه بني نوع ڪه سامنه بهي اُسي طرح به دهوڪ جا
سکتا هون جس طرح ميں تيرے سامنه آيا هون .
خدایا ، تيرا احسان هه ڪم تو همارے فعلوں سه
همارا اندازہ نهين ڪرتا — اور فعل بهي وه جو اڪثر
همارے نهين هوتے !

پانچواں سین

[ناتن، اور تمپلر جو ایک طرف سے آ نکلتا ہے .]

تمپلر

ناتن صاحب ! تھہرئے — مجھے بھی اُنے ساتھ لے چلئے .

ناتن

ہائیں، نائٹ صاحب ! آپ ہیں ؟ یہ کیونکر ہوا کہ آپ سلطان کے ہاں مجھے نہیں ملے ؟

تمپلر

ہاں، نہ میں آپ کو وہاں با سکا . نہ آپ نے مجھے یایا — خیر، اُس کا فکر نہ کیجئے .

ناتن

نہیں، مجھے تو کوئی فکر نہیں ہے، مگر سلطان تو جھنجھلائیگا نہ ؟

تھپلر

جب میں پہنچا ہوں مجھے معلوم ہوا کہ آف
اُسی وقت وہاں سے واپس ہوئے تھے

ناتن

تو آپ سے اُن سے باتیں ہو گئیں ؟ یہ بہت
اچھا ہوا .

تھپلر

ہاں . مگر سلطان یہ جانتے ہیں کہ میں اُردو آپ
دوبوں ایک ہی وقت میں وہاں موجود ہوں .

ناتن

یہ تو اور بھی اچھا ہے — آئیے میں ابھی اُن
ہی کے ہاں جا رہا تھا

تھپلر

ناتن صاحب میں آپ سے یہ بوچھنا چاہتا
تھا کہ یہ صاحب جو ابھی آف سے الگ ہوئے ہیں .
کون تھے ؟

فاتن

ہائیں ، آب کو معلوم نہیں ؟

تھپلر

ہو نہ ہو یہ وہی بھولے بھالے راہب ہیں ، جن سے بطریق صاحب مخبري کا کام لیا کرتے ہیں ۔

فاتن

ہاں ، ہوگا — دھتا تو یہ بطریق ہی کے ساتھ ہے ۔

تھپلر

جی ہاں ، یہ ترکیب تو اچھی ہے کم سادگی کے ذریعے بدمعاشی کا راستہ صاف کر لیا جائے !

فاتن

بے شک ، حماقت کی سادگی سے بہ کام ضرور نکلتا ہے ، مگر ایمانداری کی سادگی سے نہیں

تھپلر

بطریق لوگ ایمانداری کی سادگی کے قائل نہیں ہوا کرنے ۔

ذاتن

لیکن اُس راہب کی طرف سے تو مجھے پورا
اطمینان ہے — یہ شخص ہرگز ایسا آدمی نہیں
ہے جو شرارتوں میں بطریق کی مدد کرے

تھپلر

کم از کم وہ ایسا کہا تو ضرور کرتا ہے . مگر
کیا اُس نے کبھی آپ سے میرے متعلق کچھ نہیں
کہا ؟

ناتن

آپ کے متعلق ؟ نہیں ، خاص آپ کا کبھی
کوئی ذکر نہیں کیا — یہ غریب آپ کا نام تک تو
جانتا نہیں

تھپلر

ہاں ، شاید ہی جانتا ہو .

ناتن

ہاں البتہ ایک تسلر کے بارے میں اُس نے مجھ

سے اتنا ضرور کہا تھا کہ —

تمپلر

کیا کہا تھا ؟

فاتن

بہر حال اُس نے جو کچھ بھی کہا تھا اُس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی مراد اب سے نہیں تھی ۔

تمپلر

کیا معلوم ؟ اجھا ، بتائیے تو اُس نے کیا کہا تھا ؟

فاتن

اُس نے یہ کہا تھا کہ کسی تَمپلر نے بطریق سے جا کے میری غیبت میں سمجھ یر کچھ الزام لگایا ہے

تمپلر

آپ یر الزام لگایا ہے ، خوب ! میں اُن کی

عائدہ اجارت سے اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل جھوٹی بات ہے۔ میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ انہ کٹے سے مگر جاؤں، اور جو کچھ میں نے کیا سو کیا۔ اور نہ میری یہ عادت ہے کہ میں خواہ مخواہ بی بی یہ کہوں کہ میں جو کام کرتا ہوں ٹھیک ہی کیا کرتا ہوں۔ پھر اپنی غلطی پر میں کیوں شرمندہ ہوں؟ کیا میں نے یہ عہد نہیں کر لیا ہے کہ اپنی غلطی کی تلافی کرنے کی سوری سوری کوشش کروں گا اور کیا مجھے یہ معلوم نہیں کہ انسان تلافی کرنے پر آئے تو بہت کچھ کر سکتا ہے۔ اچھا، ناتن صاحب۔ سنئے راہب صاحب نے جس تسلیر کا ذکر کیا تھا۔ میں جانئے وہ میں ہی ہوں۔ اور میں نے ہی۔ بقول اُن کے، اب ہر یہ الزام لگایا تھا تاہم اب کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ اُس وقت میں کیوں دیوانہ وار آپ کے خلاف ہو رہا تھا، اور کیا سبب تھا کہ میری رگوں میں خون کیوں رہا تھا توبہ توبہ! مجھ سے کیا حماقت ہوئی ہے بات یہ ہے کہ میں پچھلی دفعہ برے خلوص اور جوش سے آیا تھا کہ

آپ مجھے اپنی خدمت میں قبول کر لیں —
 مگر آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے کیسی سردمہری
 سے کالم لیا تھا کیسا نیم گرم سا جواب دیا تھا،
 جو سردمہری سے بھی بدتر تھا۔ آپ نے کیسی
 احتیاط کے ساتھ مجھ سے اپنا بیچا چھڑایا تھا،
 اور کیسے کیسے بے تکی سوال مجھ سے کئے تھے!
 میں سچ کہتا ہوں اب بھی مجھے آپ کی وہ
 باتیں یاد آ جاتی ہیں تو مارے غصہ کے
 بے قابو ہو جاتا ہوں۔ خیر — اب ذرا غور کیجئے —
 میرے اس غیظ و غضب کے عالم میں دایہ چپکے
 سے میرے یاس آتی ہے اور ابھی ر کی باتیں
 میرے کان میں پھونک جاتی ہے؛ اور ان باتوں کو
 سن کے مجھے اپنی دانست میں گویا آپ کے عجیب
 و غریب برتاؤ کی ساری لم معلوم ہو جاتی ہے!

ناتن

یہ کیونکر؟

تھپلر

ہاں، دیکھئے: وہی تو بیان کر رہا ہوں —

تو، غرض کم میں نے خواہ مخواہ بھی یہ یقین کر لیا کہ آب نے جس ہستی کو اس طرح عیسائیوں سے لیا ہے اُسے آپ ہرگز کسی عیسائی کے حوالے نہ کریں گے اس لئے مجھے سب سے مختصر اور اچھی صورت یہی معلوم ہوئی کہ آپ کے گلے پر چھری رکھ کر آب کو اس پر مجبور کیا جائے۔

ناتن

یہ صورت مختصر تو ضرور ہے : مگر یہ میری سمجھ میں نہ آیا کہ اس میں اچھائی کیا ہے ؟

تھپلر

میری پوری بات تو سن لیجئے ! یہ تو میں خود ہی مانتا ہوں کہ میں غلطی پر تھا۔ اس میں آب کی تو کوئی خطا نہ تھی : اصل میں ہوا یہ کہ اس دیوانی دایہ نے بے سمجھ بوجھ جو کچھ مُدّہ میں آیا بک دیا۔ ممکن ہے

اُسے آب سے کچھ رنجش ہو ، اور وہ اِس دَہب سے آب کو کسی جال میں بھنسانے کی فکر میں ہو . اور یہ میری بیوقوفی اور ناسمجریہ کاری ہے کہ میں اِنے جوش میں کبھی ایک سرے پر پہنچ جاتا ہوں کبھی دوسرے سرے پر کبھی حد سے زیادہ نرم ہو جاتا ہوں ، کبھی ضرورت سے زیادہ گرم ناتن صاحب میں آپ سے معافی چاہتا ہوں

ذاتن

اچھا ، میں نے معاف کیا

تھپلر

یہ تو صحیح ہے میں نے بطریق سے اِس بات کا ذکر کیا ، مگر میں نے آب کا نام ہرگز نہیں لیا جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں ، یہ بالکل جھوٹ ہے کہ میں نے آب کا نام لیا ہے میں نے اِس معاملے کو محض ایک عام سوال کی صورت میں اِس کے سامنے پیش کیا تھا ، اور

وہ بھی صرف یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس بارے میں اس کی رائے کیا ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے اتنا بھی نہ کہنا چاہئے تھا۔ کیونکہ مجھے خوب معلوم تھا کہ بطریق بڑا جالباز ددمعاس ہے چاہئے یہ تھا کہ میں خود ہی اس پر اپنے دل میں سوچ سمجھ لیتا۔ اس کی کوئی ضرورت نہ تھی کہ اُس بچاری بچی کو ایسے مہربان سے جدا ہو جانے کے خطرے میں ڈالتا۔ خیر۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ بطریق کی شرارت نے جو اس کی فطرت میں ہے، میری آنکھیں کھول دی ہیں اور اب میں سمجھ گیا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے فرض کیجئے کہ اُسے آپ کا نام بھی معلوم ہو گیا ہے، تب بھی وہ کیا کر لیگا؟ اگر آپ کے سوا اُس لڑکی کا کوئی اور دعویدار ہو سکتا ہے تب تو وہ لڑکی ہر قبضہ کر سکتا ہے، مگر اُسے لے جا کر خاندان میں جب ہی داخل کر سکتا ہے کہ وہ آپ کے گھر میں رہتی ہو — آپ لڑکی کو میرے حوالے کر دیجئے، مجھے دے دیجئے —

یہر بطریق کو آنے دیجئے ، دیکھیں کیا کر لیتا ہے ! — اس کی کیا مجال ہے کہ میری بیوی کو مجھ سے چھین سکے ! آپ فوراً اُسے میرے حوالے کر دیجئے ؛ اب خواہ وہ آپ کی بچی ہو یا نہ ہو ، وہ یہودی ہو یا عیسائی ہو ، یا بالکل لامذہب ہو — کوئی مضائقہ نہیں میں آپ سے ہرگز یہ سوال نہ کروں گا کہ اُس کا مذہب کیا ہے ؟ میرے لئے سب یکساں ہے !

فاتن

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ سچ کو چھبانے سے مجھے کچھ فائدہ ہے ؟

تمپلر

خیر ، جو کچھ بھی ہو ، مجھے اُس سے بحث نہیں ۔

فاتن

نہ تو میں نے آپ کے سامنے کبھی اِس سے انکار کیا ہے ، اور نہ کسی اور پوچھنے والے سے

چھبانا چاہتا ہوں کہ ریشع عیسائی ہے اور میرا
اُس سے صرف یہ واسطہ ہے کہ میں نے اُسے اپنی
بیٹی بنا لیا ہے آپ شاید یہ سوال کرینگے
کہ اگر ایسا ہے تو میں نے خود ریشع سے کبھی یہ
بات کیوں نہیں کہی؟ مگر ظاہر ہے کہ مجھے
اگر اس کی معذرت کرنی ہے تو خود اس لڑکی
سے!

تپیلر

نہیں، بلکہ اُس کے سامنے بھی اِس کی
ضرورت نہیں — اُسے تو اب بھی آب کو وہی
سنبھنا چاہئے جو وہ ہمیشہ سنبھلا کی ہے۔ اِس
دار کے اظہار سے اُسے صدمہ نہ پہنچایا جائے تو
اچھا ہے۔ — اِس وقت وہ آپ کے قبضہ میں ہے،
اور میں آپ سے پھر التجا کرتا ہوں کہ آپ اُسے
میرے حوالے کر دیجئے۔ یقین مانئے کہ اب اِس
دوسری مرتبہ بھی ریشع کو اگر کوئی شخص آفت
سے بچا سکتا ہے اور بچائیگا تو وہ میں ہی ہوں!

فاتن

یہ صحیح ہے کہ ایک دفعہ آپ نے اسے بچایا
بہا مگر اب یہ ممکن نہیں۔ آپ بہت دیر
میں پہنچے۔

تمپلر

یہ کیا؟ بہت دیر میں کیسے؟

فاتن

اس کے لئے تو ہمیں بطریق کا شکرگزار ہونا
چاہئے۔

تمپلر

بطریق کا شکرگزار ہونا چاہئے؟ کس بات کے
لئے؟ کیا بطریق کا یہی مقصد تھا کہ ہم لوگوں
کو احسانند کر کے شکریہ وصول کرے؟ کیا خوب!
آخر کیوں ہم اُس کے شکرگزار ہوں، کچھ معلوم
تو ہو؟

ذاتن

اِس لئے کم محض اُس کی وجہ سے ہمیں یہ
معلوم ہو گیا ہے کہ ریشع کے رشتہ دار کون لوگ
ہیں — اور یہ کم اب ہم اُسے اطمینان کے ساتھ
کس کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں

تہپلر

اچھا اِس بات کا شکریہ — ہاں بھلا اور کون
سی بات ہو سکتی ہے جس کے لئے کوئی اُس
کا شکریہ ادا کرے .

ناتن

بہر حال ، اب اگر آپ کو ریشع درکار ہے تو
اب آپ اُس کے اُن ہی رشتہ داروں سے اُسے
طلب کر سکتے ہیں ، نہ کہ مجھ سے .

تہپلر

ہائے ریشع ! مجھے تو تجھ پر رحم آتا ہے
!بھی نہ معلوم اور کیسی کیسی گردشیں تیرے

لکھے میں لکھی ہیں ! آہ ، جو بات کسی اور یتیم
 بچہ کے لئے رحمت ہوتی ، وہی تیرے لئے رحمت
 ہے ! — مگر ناتن صاحب ، یہ تو بتائیے کہ یہ
 اُس کے بڑے چہیتے نئے رشتہ دار ہیں کہاں ؟

فاتن

کہاں ہیں ؟

تمپلر

ہاں ، اور وہ ہیں کون ؟

فاتن

”کون ہیں ؟“ کا جواب تو یہ ہے کہ ریشع کے
 ایک حقیقی بھائی کا نتہ جلا ہے ، اور اب آپ
 کو اُسی کے سامنے اپنی درخواست پیش کرنی
 چاہئے ۔

تمپلر

کیا کہا ، بھائی ؟ اچھا ، سو وہ ہے کیا ؟ سبھی
 ہے ، کہ پادری ؟ خدا کے لئے جلدی بتائیے

دیکھوں ، مجھے اُس سے کچھ اُمید بھی ہو سکتی
ہے یا نہیں !

ناتن

میرا تو خیال ہے کہ وہ نہ سببھی ہے ، نہ
یادری — یا یوں کہئے کہ وہ یہ دونوں ہے —
مجھے اب تک اُس کے حال کی پوری خبر
نہیں

تھپلر

آب کو اُس کا اور بھی کچھ حال معلوم ہے ؟

ناتن

ہاں ، میں نے سنا ہے کہ وہ بڑا سچا اور
ایماندار آدمی ہے ، اور ریشع اُس کے ساتھ بہت
اچھی طرح دھیگی ۔

تھپلر

اور عیسائی بھی ہے ؟ ناتن صاحب ، بعض
وقت تو اب مجھ سے خاصی بھیلیاں سی نکھوانے

لگتے ہیں . دیکھئے ناراض نہ ہو جائیگا آپ اتنا تو ضرور مابینگے کم ریسع کو عیسائیوں کے ساتھ عیسائی ہی بن کے رہنا چاہئے اور اِس طرح رھتے رھتے وہ آخر کار ایک دن سچ مچ عیسائی بن جائیگی . نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ نے جو اُس کی روح میں گپھوں کے پودے لگائے ہیں ، اِدھر اِدھر کے گھاس بھونس سے اُن کا بھی ناس ہو جائیگا ! مگر میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو کچھ یرواہ ہی نہیں ہے ' اور تعجب ہے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے بھائی کی نگرانی میں وہ کے بہت خوش رھیگی !

ناتن

ہاں ، میں تو یہی سمجھتا ہوں ، اور مجھے ایسی ہی اُمید ہے . اور اگر فرض کیجئے کہ اُس کے ساتھ وہ کے اُسے کسی چیز کی کمی بھی ہوگی ، تو میں اور آپ تو اُس کی خدمت اور خیر خواہی کے لئے موجود ہی ہیں !

تھپلر

اپنے بھائی کے ساتھ وہ کے اُسے کمی ہی کس چیز

کی ہوگی؟ اُس کا عزیز بھائی اینی بیاری بہن کے لئے کھانے پینے اور ہننے پہننے کا ہر طرح کا سامان مہیا کریگا، اچھی اچھی چیزیں لا کے دیگا: پھر اور کیا کمی رہ جائیگی؟ — سوا ایک سو کے — اور اُس کا بھائی گچھ دسوں میں بر بھی تھوندھ نکالیگا، بھلا اُس کی دنیا میں کیا کمی ہے۔ اور بھر وہ جتنا بکا عیسائی ہوگا اتنا ہی اچھا۔ افسوس! ایسی فرشتہ خصلت ہستی کی آپ نے ایسی محنت سے صرف اِس لئے درودش کی کہ وہ دوسروں کے ہاتھوں میں یز کے برباد جائے!

فاتن

مگر آپ کو اِن باتوں کا اتنا رنج کیوں ہے؟ آپ یہ یقین رکھئے کہ ہمارا یہ فرشتہ ہمیسہ ہماری محبت کے قابل رہیگا۔

تھیلر

آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ آپ اِس بری طرح سے اُس محبت کا ذکر کریں جو مجھے اُس سے ہے!

میری محبت ہرگز اُس کو گوارا نہیں کرتی کہ
 ریشم سے الگ ہو کے کسی اور کے پاس
 پہنچ جائے — ہرگز نہیں! خواہ یہ جدائی
 برائے نام ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن یہ تو بتائے
 کہ اب جو کچھ ہونے والا ہے اُس کا ریسع کو
 کچھ سان گمان بھی ہے؟

فاتن

کچھ نہ کچھ ہے تو ضرور۔ لیکن میری
 سمجھ میں نہیں آتا کہ اُس نے کیسے اور کہاں
 سے سن لیا!

تھیلر

نہیں نہیں۔ بس اب بہت کچھ ہو چکا —
 سب سے پہلے وہ میرے ہی منہ سے اُنے مقتدر کی
 خبر سنیگی؛ میں ہی سنائونگا۔ میں نے جو
 قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک میں اُسے ایسا
 نہ کہ سکونگا ہرگز اُس کی صورت نہ دیکھونگا۔
 آج وہ قسم توڑتی ہے! میں ابھی ابھی جاتا
 ہوں —

فاتن

کہاں ؟ کدھر کو ؟

تھپلر

دیشع کی طرف ! ممکن ہے اُس کی اِس
پاک دوشیزہ روح میں جوانمردی کا اتنا جوہر
موجود ہو کہ وہ اُس ارادے کو دل میں تھان
لے جو اُس کے شایان شان ہے !

فاتن

اور وہ ارادہ کیا ہے صاحب ؟

تھپلر

وہ یہ کہ آپ دونوں سے اپنا پیچھا چھڑا
لے — آپ سے ، اور اُنے بھائی سے —

فاتن

اور ؟

تھپلر

اور میرے ساتھ ہوئے چاہے پھر یہی ہو کہ

اُسے آخر کار کسی مسلمان سے نکاح کر لینا پڑے .

فاتن

تہہریئے تو! وہ اب وہاں نہیں ہے صلاح الدین
یا اُس کی بہن ستہ کے پاس ہے .

تہہپلر

وہ کب سے ؟ اور کیوں ؟

فاتن

اور اگر آپ وہاں اُس کے بھائی سے بھی ملنا
چاہیں ، تو آئیے میرے ساتھ آئیے .

تہہپلر

بھائی ؟ کس کا ؟ ستہ کا ، یا دینع کا ؟
کس کا ؟

فاتن

ممکن ہے دونوں کا بھائی مل جائے — مگر
آپ آئیے تو ؛ آئیے تو سہی !
[فاتن اُسے لے چلتا ہے .]

چمٹا سین

[ستہ کا کمرہ . ستہ اور ریشع باتیں کر رہی ہیں]

ستہ

بیاری بیٹی ، تمہیں دیکھ کے مجھے بڑی
خوشی ہوئی ! — گھبراؤ نہیں شرماؤ مت —
بولو ، باتیں کرو — اچھی طرح آرام سے بیٹھو

ریشع

شاهزادی —

ستہ

نہیں ، شاهزادی مت کہو — مجھے ستہ کہو .
میں تمہاری سہیلی ہوں : بہن ہوں . بلکہ ماں
ہوں ؛ کیونکہ تم مجھ سے عمر میں بہت چھوٹی
ہو اس عمر میں یہ سمجھ ، یہ نیکی ، یہ
پرہیزگاری ! معلوم ہوتا ہے تم سب کچھ جانتی
ہو ، اور سب کتابیں بھی پڑھ رکھی ہیں ،
آئیں ؟

ريشع

کس نے؟ میں نے! آج مجھ پر قوف سے
 ہنسی کرتی ہیں، مجھے تو پڑھنا بھی اچھی
 طرح نہیں آتا۔

ستہ

ادی جھوٹی!

ريشع

ہاں، ابا کا لکھا ہوا تو ضرور پڑھ لیتی ہوں،
 وہ بھی کچھ اُنک اُنک کر — میں سمجھی آپ
 کتاب کو کہ دہی ہیں۔

ستہ

ہاں اور کیا، میں کتابوں ہی کو تو کہ دہی
 ہوں۔

ريشع

جی نہیں، کتاب تو مجھ سے بالکل نہیں
 پڑھی جاتی۔

ستہ

کیا ؟ سیج مچ ؟

ریشع

جی ہاں ، میں بالکل سیج کہتی
میرے ابا کو کتابی علم پسند نہیں ہے ، ج
کے دماغ میں خالی لفظ ہی لفظ ٹھونس
پس .

ستہ

ہاں ، وہ یہ کہا کرتے ہیں ؟ ہاں
بہت جھوٹ تو نہیں کہتے اچھا ، تم ج
ساری باتیں جانتی ہو ، یہ سب تم نے سیکھیں ؟

ریشع

ابا ہی سے سنی ہیں . اور یہ تو میں
اب بھی بتا سکتی ہوں کہ یہ سب باتیں ا
کہاں بتائیں اور کیوں بتائیں .

ستہ

بات یہ ہے نہ کہ اُس طرح بتائی ہوئی باتیں
 ذہن میں بہت عرصہ تک رہتی ہیں۔ اُس سے
 یہ ہوتا ہے کہ آدمی جو کچھ سیکھتا ہے وہ اُس کے
 جی جان میں ییوست ہو جاتا ہے۔

ریشع

اور رہیں کتابیں : وہ تو شاید آپ نے بھی
 تھوڑی ہی پڑھی ہونگی ، یا شاید کوئی بھی نہ
 پڑھی ہو۔

ستہ

تم نے یہ کیسے کہا ؟ یہ سچ ہے کہ مجھے
 لیاقت کا دعویٰ نہیں مگر تم نے یہ کیونکر جانا
 یہ بتاؤ ؟ — ہاں ، جھجھکو مت ، بالکل بذر ہو
 کے بتاؤ۔

ریشع

یہ میں نے اُس واسطے کہا کہ ایک تو آپ
 بناوٹ کی باتیں نہیں کرتیں ، بالکل فطری باتیں ہوتی

هيئن آپ کي — بس بالڪل جيئسي آپ کي طبيعت
هه ويئسي هي آپ کي باتين هوتي هيئن .

ستھ

اچيا ، پهر ؟

ريئش

اباَ ڪها ڪرتي هيئن ڪم ڪتابين پڙهني سئ آدمي
ايسا نهين وه جاتا هه

ستھ

تمهارئ اباَ تو عجيب آدمي معلوم هوتي هيئن .

ريئش

هار ، هيئن تو .

ستھ

وه هميشه ڪيئسي سچي بات ڪهتي هيئن !

ريئش

جي هار ، مگر جب مُتجھ خيال آتا هه ڪم —

ستہ

کیا ہوا بیٹی ؟ کیا تمہیں کچھ تکلیف ہے ؟

ریشع

جب میں سوچتی ہوں کہ ایسے باپ —

ستہ

اللہ ! تم تو رونے لگیں ، آئیں ؟

ریشع

م مجھ سے — ہاں ، اب تو میں کہ ہی دالوں ۔
 نہیں تو میرا کلیجہ بہت جائیگا — مجھ سے —
 [سبکیاں لبتی ہوئی ستہ کے قدموں پر گر پڑتی ہے ۔]

ستہ

کیا ہے ، بیٹی ؟ آخر کچھ کہو تو سہی !

ریشع

ایسے باپ مجھ سے چھن جائینگے !

ستہ

کیا . تمہارے ابا تم سے چھن جائینگے ؟ وہ
کیسے ؟ تم بالکل مت گھبراؤ ایسا ہرگز نہیں ہو
سکتا ! اُتیو بیٹی . اُتیو

ریشع

آب میری بہن اور سہیلی ہیں . تو اُسے نداہئے
بچی .

ستہ

ہاں . بے شک نداہونگی ! اچھا بیٹی . بس
اب تم بیٹیو : نہیں تو کسی کو بلاؤں ؟

ریشع

[صبا کر کے اُتیے ہوئے]

مجھے معاف کیجیگا ، میں اپنی بریشانی میں
بالکل بھول گئی کہ میں کس سے باتیں کر رہی
ہوں — نہیں ستہ کے سامنے مایوسی کے آنسو کام
نہیں کرتے اُس پر اندر ڈالنا ہو ہو آدمی جو

کچھ کہے تہندے دل سے اور سمجھ بوجھ کے
کہے . اس کی عدالت میں تو اُسی کی جیت
ہے جو عقل کی بیرونی کرے !

ستہ

خیر ، اب تم اپنا حال کہو .

ریشع

میری بہن . میری سہیلی ! خدا کے واسطے اُن
لوگوں کو روک دیجئے کہ مجھے ناتن سے نہ
چھڑائیں ، کسی اور کو میرا باب بنا کے میرے سر نہ
مرہیں .

ستہ

کیا ! کسی اور کو باب بنا کے تمہارے سر
نہ مرہیں ! کون ایسا کر سکتا ہے بیٹی ؟ اور
کون ایسا کرنا چاہتا ہے ؟

ریشع

اور کون کرتا ؟ وہی میری نیک دل بدذات

دایہ ، اور کون ؟ وہی ایسا کرنا چاہتی ہے اور وہی
 کر بیہی سکتی ہے . آب اُسے بہیں جانتیں — وہ
 جتنی نیک ہے اتنی ہی بد بیہی ہے . خدا اس
 کے گناہ معاف کرے اور اس کے نیک کاموں کا
 اجر دے وہ مجھ پر بری مہربان تھی . مگر ،
 افوہ ! اس نے مجھ پر ظلم بیہی بہت کیا ہے !

ستہ

تم پر ظلم کیا ہے ؟ تب تو اُس میں کوئی
 نیکی نہیں ہو سکتی .

ریشع

جی نہیں ، اس میں نیکی ہے اور بہت کچھ
 ہے

ستہ

وہ ہے کون ؟

ریشع

وہ عیسائی ہے . اُس نے مجھ بچپن سے پیالا

ہے ، اور بڑی محنت سے ، بڑے پیار سے بالا ہے
 اس نے کبھی مبرے دل میں بہ خیال بھی
 نہیں آنے دیتا کہ میں بے مار کی ہوں ۔ خدا اُسے
 اس کا اجر دے ! مگر اتنی محنت کے ہونے ہوئے
 بھی اس نے مجھے ایسا ایسا ڈرایا ہے ، ایسا اُپسا
 ستایا ہے کہ میں کیا کہوں ۔

ستہ

مگر کیسے ستائی تھی ؟ کیوں ستاتی ہو ؟

ریشع

میں نے کہا تو ، کہ یہ بیچاری بڑھپا عیسائی
 ہے وہ بیچاری اس پر مجبور ہے کہ جسے پیار
 کرے اُسے ستائے بھی یہ اُن سادہ لوگوں میں
 سے ہے جو سمجھتے ہیں کہ خدا مک پہنچنے کا
 صرف وہی ایک راستہ ہے جو اُن کو معلوم ہے

ستہ

اُچھا ، میں اب سمجھی !

ریشع

ایسے لوگ اُسے اپنا لازمی فرض سمجھتے ہیں کہ جو کسی اور راستے پر چل رہا ہو اُسے زبردستی اپنے راستے پر چلائیں اور وہ غریب کریں بھی کیا؟ کیونکہ اگر یہ صحیح ہے کہ صرف ان ہی کے راستے پر حل کے آدمی ابدی خوشی پاسکتا ہے، تو جب وہ دیکھ رہے ہیں کہ دوسرے لوگ ایسے راستے پر چلے جا رہے ہیں جو اُن کے خیال میں ہمیشہ ہمیشہ کی تباہی اور بربادی کی طرف لے جاتا ہے، تو بتائیے وہ کیسے چپ چاپ دیکھا کریں؟ اور ایسی صورت میں یہ بالکل ممکن ہے کہ آدمی ایک ہی وقت میں کسی شخص سے محبت بھی کرے اور نفرت بھی۔ مگر اصل میں جس وجہ سے میں اس کی شکایت کرتی ہوں، وہ یہ بات نہیں ہے۔ اُس کی تنبیہ، اُس کی خوشامد، اُس کی دھمکیاں — میں یہ سب کچھ سہ لیتی۔ آخر اُس کی ان باتوں سے میرے دل میں اچھے اور مفید خیال ہی پیدا ہونے، اور کیا ہوتا۔

اور سچ یوجھئے تو یہ خوش ہونے کی بات ہے کہ
کسی کو ہم سے اتنی محبت ہو کہ اُسے اس
خیال ہی سے تکلیف ہوتی ہو کہ ہم ہمیشہ کے
لئے اس سے الگ ہوئے جاتے ہیں !

ستہ

سچ کہتی ہو .

ریشع

مگر — مگر — اب تو اُس نے حد کر دی . اب
تو مجھ سے نہ صبر ہو سکتا ہے ، اور نہ یہ ہی
سمجھ میں آتا ہے کہ کیا کروں . سچی بات ہے ،
اب مجھ سے نہیں دھا جاتا !

ستہ

آخر یہ قصور کیا تھا ؟

ریشع

قصور یہ ہے کہ آج ہی اُس نے مجھ سے ایک
بات کہی ہے ، جسے وہ سمجھتی ہے کہ بڑی بھید
کی بات ہے .

ستھ

بھيد کي بات ؟ آڃ هي بتائي ھے ؟

ريشع

جي ھاڻ . ابھي يھان آتے ھوئے راستے ميں
 ڪھا ھے . ابھي جب ھم ايڪ ٻراڻے گرجا ڪے
 ڪنڊر ڪے پاس يھنڇے . نو وھ ايڪ دم سے رڪ
 گئي اور خدا جانے اسے جي ھي جي ڪيا ڪيا سوچتي
 رھي . ڪيئي آبديده ھو ڪر آسمان ڪو ديڪھتي تھي
 اور ڪيھي ميري صورت ڪو . آخر سوچتے سوچتے
 ڪھتي ڪيا ھے ڪم — آؤ ھم يھان سے اس گرجا ڪے
 ڪنڊر ميں نڪل چليں يھ بالڪل سيدھا راستھ
 ھے ؛ اور پھ ڪھتے ھي اس راستے ٻر ھو لي .
 ميں بھي بيٺچے بيٺچے تھي . راستے ميں گرجا
 ڪے جو ٽڪرے اڏھر اڏھر بڪھرے پڙے تھے ، ميں
 انھين ديڪھ ڪے کانپ گئي . اچھا ، تھوڙي دير
 ميں وھ ٻھر ايڪ جڳھ رڪي ميں بھي رھيس
 ايڪ قربان ڳاھ ڪي اُڪھڙي ھوئي سيڙھيون سے لڳ
 ڪے اس ڪے پاس ھي ڪھڙي ھو گئي افوہ ! ٻھر

کیا ہوا کہ وہ ایک دم سے ہاتھ ملتی یہوت یہوت کے
روتی ہوئی میرے پاؤں پر گر پڑی ۔

ستہ

بیٹھی ! بیٹھی !!

ریشح

اور قسم ہے مقدس کنواری کی — جس نے
اگلے زمانہ میں وہیں اُسی قربان گاہ کے سامنے
کتنی کچھ دعائیں سنی ہونگی اور کتنے کچھ
معجزے دکھائے ہونگے — وہیں اُسی جگہ دایہ نے
محبت بیاہ سے اور بڑی ہمدردی کے ساتھ مجھے
قسمیں دے کے یہ کہا کہ بس اب اپنے اوپر رحم کرو ،
یا کم سے کم اتنا ضرور کرو کہ اب جو میں تمہیں
یہ بتاؤں کہ کلیسا کے تم پر کیا کیا حق ہیں
تو مجھے معاف کرنا ۔

ستہ

[علحدہ]

ہاے بد نصیب ! میرا پہلے ہی ماتھا ٹھنکا تھا ۔

ریشع

اُچھا، یہ کہہ کے اُس نے مجھے بتایا کہ میں عیسائی ماں باپ کی بچی ہوں، ناتن کی بیٹی نہیں ہوں۔ لو اور سنو، کہتی ہے ناتن میرے ابا نہیں ہیں! — خدایا، یہ کیسی مصیبت ہے کہ وہ میرے ابا نہیں ہیں! — آہ، شاہزادی ستہ! میں اب کے پاؤں پڑتی ہوں، مجھے بچائیے!!

ستہ

نہیں، ریشع، بیٹی، اُنہو — یہ دیکھو میرے بھائی آ رہے ہیں!

ساقواں سین

۔ صلاح الدین : اور باقی دھپ جو چھٹے سین میں تھا۔ [

صلاح الدین

ستہ، یہ کیا ہو رہا ہے؟

ستہ

یہ بجاری بہت پیرینان معلوم ہوتی ہے !

صلاح الدین

یہ کون ہے ؟

ستہ

آب جانتے تو ہیں .

صلاح الدین

آیں ؟ ناتن کی لڑکی ہے یہ ؟ اِس کا کیا حال ہے ؟

ستہ

اُنہو بیتا . یہ دیکھو سلطان صلاح الدین کھڑے ہیں ؟

ریشح

[جو ابھی تک دورانو ہے ، اور سر جھکائے ہوئے سلطان کے

قدموں تک پہنچ گئی ہے .]

جی نہیں ، میں ہرگز نہیں اُتھونگی — سلطان

کا چہرہ اس وقت تک نہیں دیکھونگی ، اس
آنکھوں میں اور اس کی پیشانی پر عدل اور
احسان کا جو نور ہے اس کا نظارہ اس وقت تک
نہیں کرونگی ، جب تک —

ستہ

اُتھو ، اُتھو !

ریشع

دہلے وہ وعدہ کر لیں کہ —

صلاح الدین

اچھا ، اُتھو میں نے وعدہ کیا ، اب چاہے وہ
کچھ بھی ہو .

ریشع

میں اور کچھ نہیں چاہتی آپ مجھ سے
صرف اتنا وعدہ کیجئے کہ اب میرے ابا کو میرے
ساتھ رہنے دینگے اور مجھے اُن سے الگ نہیں
کریں گے مجھے تو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں

کم وہ کون خدا کا بندہ ہے جو اُن کی جگہ میرا
باب بننا چاہتا ہے — اور نہ میں جاننا چاہتی
ہی ہوں — کیا باپ اُرد بیچے میں صرف خون ہی
کا تعلق ہوا کرتا ہے ؟

صلاح الدین

[لڑکی کو اُٹھاتے ہوئے]

ہاں ہاں ، میں سب سمجھ گیا — یہ کون ظالم
ہے جس نے یہ بات تمہارے دل میں بٹھا دی ہے ؟
مگر یہ تو بتاؤ کہ یہ بات سچ ہے ؟ بیوری طرح
ثابت ہو گئی ہے ؟

ریشح

ضرور سچ ہوگی دایہ کہتی تھی کہ اُس نے
خود میری دائی سے سنا ہے

صلاح الدین

تمہاری دائی کون ؟

ریشح

وہ جس نے مرتے مرتے دایہ کے کان میں یہ
بہید کہ دیا تھا ۔

صلاح الدین

مرتے مرتے ! — کہیں ہذیان تو نہیں بک رہی
تبی ؟ اور فرض کرو کہ یہ سب صحیح ہے ۔ تب
بھی ، جیسا کہ تم کہہ رہی ہو ، صرف خون ہی
کے تعلق سے کوئی شخص باپ تھوڑا ہی بن جاتا
ہے ۔ جانوروں میں بھی تو ایسا نہیں ہوتا —
زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ اس تعلق سے باپ
کہلانے کا حق حاصل ہو جاتا ہے — تم ڈرتی کیوں
ہو ؟ لو میں ایک ترکیب بتاتا ہوں ۔ اگر دو
آدمی تمہارا باپ بگنے کا دعویٰ کریں ، تو تم
اُن دونوں کو چھوڑ کے کسی تیسرے کو اختیار کر لو
— مجھ ہی کو اپنا باپ بنا لو ، بس !

ستہ

ہاں ہاں ، ضرور ضرور ۔

صلاح الدین

دیکھ لینا ، میں کیسا اچھا باپ ثابت ہوتا ہوں . دیکھو ، تہہرو ، ایک بات اور میرے خیال میں آئی — آخر تمہیں بابوں کی ضرورت کیوں ہے ؟ وہ تو بہت جلدی مر جایا کرتے ہیں — اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اب وقت کو ہاتھ سے نہ کھوؤ اور کسی ایسے شخص کو بلاش کرو جو اس زندگی کی دوز میں تمہارا ساتھ دے سکے . کیا تم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتیں ؟

ستہ

جانے بھی دیجئے ، کیوں بچاڑی کو شرمندہ کرتے ہیں آپ ؟

صلاح الدین

واہ ، یہی تو ، منشا تھا کہ وہ لجائے . لجانے سے بد صورت لوگ خوبصورت بن جاتے ہیں ، بھر بھلا جو خود حسین ہے اس کا حسن کیوں نہ دوبالا ہو جائیگا ، — بیٹی ، میں نے تمہارے باب ناتن

سے کہ دیا ہے کہ وہ ہم سے یہاں آ کے ملیں، اور ان کے ساتھ میں نے ایک اور شخص کو بلایا ہے۔ اور ستہ کی اجازت سے بلایا ہے۔ اچھا بتاؤ، وہ کون ہو سکتا ہے؟

ستہ

بھائی جان، آپ بھی غضب کرتے ہیں!

صلاح الدین

جو تمہیں شرمانا ہی ہے تو اُس وقت شرمانا جب وہ آ جاوے۔

ریشح

شرمانا! — کس کے سامنے؟

صلاح الدین

کیوں بنتی ہے، لڑکی! اچھا شرمانا نہ سہی گھبرا جانا۔ جو جی چاہے اور جو بن بڑے وہی کرنا۔

[ایک خادمہ کمرے میں داخل ہوتی اور ستہ کے قریب

آتی ہے]

آئیں؟ کیا وہ لوگ آ گئے۔

ستہ

ہاں بھائی جان ، وہی ہیں — اچھا اُنہیں
اندر آنے دو .

آخری سین

[ناتن ، ٹملر ، اور سابق کے استخاص .]

صلاح الدین

اؤ دوستو ، آؤ ! — اور ہاں ، ناتن ! سب سے
پہلے میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم
جتنی جلدی چاہو کسی کو بھیج کے اپنا رویہ
منگوا لو .

ناتن

یہ کیوں ، سلطان ؟

صلاح الدین

اب میری باری ہے کہ میں تمہاری خدمت کروں .

فاتن

میں سلطان کا مطلب نہیں سمجھا .

صلاح الدین

بات یہ ہے کہ قافلہ آ گیا ہے ، اور اب میں پھر ایسا دولتمند ہو گیا ہوں کہ ادھر عرصے سے نہیں تھا تو اب تم مجھے بتادو کہ تمہیں کسی بڑے کاروبار کے لئے کتنا روپیہ درکار ہوگا ؟ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم تاجر لوگوں کو بھی نقد روپیہ جتنا ملے کم ہے .

فاتن

لیکن حضور سب سے پہلے ایسی ذرا سی بات کا کیوں ذکر فرماتے ہیں ؟ وہ دیکھئے میرے سامنے خدا کی ایک بندی کی آنکھ میں آنسو دَبدبا رہے ہیں ، اور ان آنسوؤں کو خشک کرنا میرے لئے بہت ضروری اور سب سے مقدم کام ہے . ریشع بیٹی ، کیا تم روٹی تمہیں ؟ تمہیں کیا تکلیف ہے ؟ تم اب بھی میری بیٹی ہو !

ریشح

ابا ! ابا ! !

فاتن

بس بس، ہم دونوں ایک دوسرے کے دل کی
 بات سمجھ گئے — لے بس اب خوش ہو جاؤ،
 دل کو دھارس دو اگر تمہارا دل اب بھی
 تمہارے قابو میں ہے اور سمجھیں کوئی کھٹکا نہیں
 ہے، سو بھر کیوں پریشان ہونی ہو؟ تمہارا باب
 سم سے نہیں چھوٹا، اور نہ چھوٹیگا!

ریشح

بھر مجھے کس بات کا کھٹکا ہے؟

تھیلر

اور کسی بات کا نہیں! — تب تو میں نے
 بڑا دھوکا کھایا! جب انسان کو ایک چیز کے
 کھو جانے کا کھٹکا نہ ہو، سو گویا وہ اُسے نہ اپنی
 چیز سمجھتا ہے اور نہ حاصل کرنا چاہتا۔ اچھا،

یوں ہی سہی ، — ناتن صاحب ، اب اس معاملے کی نوعیت بدل جاتی ہے — بادشاہ سلامت ، میں حضور ہی کے حکم کی تعمیل میں یہاں حاضر ہوا تھا لیکن میں نے حضور کو دھوکا دیا — حضور اب میرا خیال مطلق دل میں نہ لائیں !

صلاح الدین

یہ کیوں ! میاں صاحبزادے ، پھر تم نے وہی جلدبازی کی نہ ! یہ کیا آفت ہے کم ہم سب تمہارے ذرا ذرا سے خیال کو ، تمہاری ہر خواہش کو ، پہلے ہی سے سمجھ لیا کریں !

تھپلر

حضور ، آپ خود سن رہے ہیں ، دیکھ رہے ہیں !

صلاح الدین

ہاں ، تھپک کہتے ہو — مگر افسوس ہے کہ تم نے اپنے معاملے کو پہلے سے یکسو نہ کر لیا !

تمپلو

مگر اب تو یکسوئی ہو گئی .

صلاح الدین

سنو میاں، جو شخص کوئی نیک کام کرے
اور پھر اُس پر فخر کرے، تو وہ اپنی نیکی
کو بھی برباد کر دیتا ہے جس لڑکی کی تم نے
جان بچائی ہے، وہ تمہارے اُس احسان کی
وجہ سے تمہارا مال نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی
ہوا کرتا تو ایک ڈاکو بھی، جو محض ایک
فائدے کے لالچ سے اپنے آپ کو آگ میں جھونک
دیتا ہے، تمہارے برابر بہادر اور جاں باز کہا
جا سکتا —

[ریشع کی طرف بڑھ کر، اور اس سے مخاطب ہو کر]

اُو بیٹی، اُو! اب اس غریب پر اتنی سختی
نہ کرو؛ کیونکہ اگر یہ شخص ایسا نہ ہوتا
جیسا وہ ہے، اگر اُس میں اتنی بیڑی، من چلا پن
اور جلد بازی نہ ہوتی، تو شاید یہ کبھی تمہاری

جان نہ بچا سکتا تم اس کی نیکبوں کی وجہ سے
 اس سے در گزر کرو آؤ، اسے عیبت دلاؤ — تم وہ کام
 کرو جو اس لڑکے کو کرنا چاہئے تھا تم اس کے
 سامنے اعتراف کر لو کہ سبب اس سے محبت ہے —
 اس سے شادی کی درخواست کرو یہ شخص ہرگز
 تمہاری درخواست کو رد نہیں کر سکتا اور نہ
 وہ کدھی بہ قبول سکتا ہے کہ تم اپنے اس طر عمل
 سے اس پر اتنا برا احسان کردگی کہ اس نے
 بچی ہم پر نہیں کیا۔ آخر اس نے تمہارے ساتھ
 کیا ہی کیا ہے؟ یہی نہ کہ ذرا سی دیر کے لئے
 دھوئیں میں گھس گیا؟ یہ کون سا ایسا برا کام
 ہے! اگر اس نے تمہاری درخواست قبول نہ کی
 تو میں سمجھوں گا کہ اس میں اسد کی کوئی بات
 ہی نہیں ہے اس کی شکل اس نے ضرور پائی
 ہے، مگر اس کا سا دل نہیں پایا آؤ بیٹی، آؤ

[ریشہ کو تہن کے پاس لے جانا چاہتا ہے]

ستہ

ہاں بیٹی جاؤ — تمہاری شکرگزاری کے جذبے

کے آگے یہ کچھ بڑی باب نہیں ہے

فاتن

میرے سلطان درآ نہہرے ! شاہزادی سنہ ۔
ذرا دم لیجئے !

صلاح الدین

کیوں راتن ۔ اب تم بھی وہی کرنے لگے ؟

فاتن

مجھے بھی اس معاملے میں بولنے کا حق ہے

صلاح الدین

ہاں ناسن ، اس سے کون انکار کرتا ہے کم تم
کو بولنے کا حق حاصل ہے ؟ تم جیسے یالنے
والے باب کو تو بولنے کا حق ہونا ہی چاہئے
نہیں ، بلکہ ہم سب سے زیادہ تو سمہارا ہی
حق ہے — لیکن انا میں ضرور کہونگا کہ اب میں
معاملے کی صورت سمجھ گیا ہوں

نائن

جي نهين ميرے خيال ميں آپ اب بهي
 سوري طرح نهين سمجھي — ميں اينا ذکر نهين
 ڪرنا هون بلڪم ڪسي اور کا . ائڪ بالڪن مختلف
 تشخص کا، جس سے اس وقت ضرور منسوخ ڪر ليغا
 چاهئے .

صلاح الدين

وہ کون ؟

نائن

اس لڑڪي کا بيائي .

صلاح الدين

ريشع کا ؟

نائن

جي شار جناب !

ريشع

ميرا بيائي ! ڪيا ميرا ڪوئي بيائي بيٺي هئ ؟

تپیلو

[چونک کر]

اُدے ! یہ بھائی ہے کہاں ؟ یہاں کہیں تو
 نہیں ہے ؟ — ہاں داد آیا اب نے مجھ
 سے کہا ، ہا کم اُس کے بھائی سے یہاں ملاقات
 ہرئی !

ناتن

درا صبر کرو

تپیلو

[خفگی کے ساتھ]

جب ان حضرت نے اُس کا باب بیدا کر دیا ہے ،
 تو کیا یہ ایک بھائی نہیں بیدا کر سکتے ؟

صلاح الدین

بس اب انتہا ہو گئی ! ایسی نامعقول بات
 میرے اُس کے ہونتوں تک کہی نہ آتی ۔ —
 شاباس ! اور بھی جو کچھ کہنا ہو کہ قالو

فائن

حضورؐ میں نے اُن کو معاف کیا : اب
حضورؐ بھی معاف فرمائیں اگر اُن کی سی عمر
میں تم کو بھی اُن کی سی اُرمائشوں کا
مقابلہ کرنا پڑتا تو نہ معلوم ہمارے خیالات بھی
کسے ہوتے :

[آج سے مہر-تی کے بستہ میں]

جنابِ دانت صاحب ! میں اِس بارے میں آپ
کو کوئی الزام نہیں دیتا ، کیونکہ بے اعتدالی سے
شہم پیدا ہونا بدتر ہے — افسوس یہ ہے
کہ آپ نے پہلے ہی مجھے اِن صلی نام نہیں
تھا دیا تھا :

تھپلر

یہ کیا :

فائن

بات یہ ہے کہ آپ کا نام اللہ تبارک و تعالیٰ نہیں ہے

تھپلر

سو بھر کیا نام ہے ؟

فاتن

حجاب ۔ آپ کا نام گُرد فون استٹاؤفن نہیں ہے ۔

تھپلر

سو بھر میرا کیا نام ہے ؟

فاتن

آپ کا نام ہے فون فلنک ۔ لیو فون فلنک

تھپلر

بہ کیونکر ؟

فاتن

ہائیں ! آپ کو حیرت ہوتی ہے ؟

تھپلر

حیرت کی تو بات ہی ہے -- کون کہتا ہے

میرا یہ نام ہے ؟

فاتن

میں کہتا ہوں اور کون کہتا اچھا۔ ابھی
اور سنئے — کیا میں آپ کو جھوٹا سمجھتا
ہوں؟ — ممکن ہے کہ آپ کے یہ دونوں نام ہوں

تمپلر

میں تو خود ہی یہ سوچ رہا تھا۔ خدا نے
اس شخص کے منہ سے کہلوایا ہے۔

فاتن

ہاں صاحب آپ کی والدہ اشتاؤفن خاندان
سے تھیں۔ اُن کے بھائی یعنی آپ کے ماموں نے
آپ کی پرورش کی تھی۔ آپ کے والدین چونکہ
جرمنی کی سخت آب و ہوا برداشت نہیں کر سکتے
تھے۔ اس لئے اُنہوں نے آپ کو تو وہیں آپ کے
ماموں کے پاس جرمنی میں چھوڑا، اور خود
فلسطین کو واپس آ گئے تھے۔ آپ کے ماموں کا
نام گرد فون اشتاؤفن تھا۔ اور ممکن ہے کہ اُنہوں
نے آپ کے بچپن ہی میں آپ کو متبنی کر لیا

ہو۔ اچھا۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ اُن کے سامنے یہاں کب پہنچے تھے؟ اور کہا وہ ابھی زندہ ہیں؟

تھپلر

اب میں کیا بتاؤں ناتن صاحب۔ آپ کا کہنا تھیک ہے! میرے ماموں کا انتقال ہو چکا ہے۔ — اور میں یہاں ابھی اِس آخری جرگے کے ساتھ آیا ہوں، جو ہماری جماعت کی کمک کے لئے روانہ کیا گیا تھا — مگر بہ فرمائے کہ اِن سب باتوں کو ریشع کے اِس نئے بھائی سے کیا علاقہ ہے؟

ناتن

ہاں۔ سو آپ کے والد —

تھپلر

آہں! — کیا آپ اُن سے واقف تھے؟

ناتن

جی ہاں۔ وہ میرے دوست تھے!

تہہ پسر

آپ کے دوست ہے : — واقعی ؟

فائق

وہ اپنے آپ کو فون فلنک کہا کرے تھے — ولت
فون فلنک — ہاں وہ فون کے مہرمن تھے ۔

تہہ پسر

آپ کو سہ بیبی معلوم ہے ؟

ذوق

صرف ان کی بیوی جرمن نہیں اور وہ ان کے
ساتھ تھوڑے سی عرصہ کے لئے جرمنی گئے تھے ۔

تہہ پسر

اچھا اب بس کبجئے — اب آپ جلدی سے یہ
نتائجے کم تساری دسنع کا بھائی کون ہے ؟

فائق

آپ ہی اُس کے بھائی ہیں !

تھپلر

آیں! — میں اُس کا بھائی ہوں!

ویشج

ارے! یہ میرے بھائی ہیں!

ستہ

تو یہ دونوں بھائی بہن ہیں؟

صلاح الدین

بھائی بہن!

ویشج

[تھپلر کی حالت بڑھتے ہوئے]

بھائی جان!

تھپلر

[پیچھے ہٹتے ہوئے]

میں سہارا بھائی ہوں؟

ریشہ

[رک کر - اور باتن کی طرف دھڑک کر]

ہیں ایسا نہیں - ایسا نہیں ہو سکتا - اُن کا
دل اُس کی گواہی نہیں دیتا - خدایا - یہر ہم
سب دھوکے بار نہیں تو اور کیا ہیں !

صلاح اندین

[تپلڑے]

دھوکے بار ! کیوں ؟ نم باتن کو دھوکے بار سمجھتے
ہو ؟ ایسا سمجھ بھی سکتے ہو ؟ تم خود دھوکے بار
ہو ! کیونکہ تمہاری ہر چیز میں بناوٹ ہے -
جہرہ - آواز - چال : اُن میں سے کچھ بھی تو
تمہارا نہیں ہے - اور اب تو اُس جیسی لڑکی
کو بھی ایسا نہیں بناتے ! دور ہو جاؤ یہاں سے !

تپلڑے

[عاجزہ سے سلطان کی طرف دھڑکتے ہوئے]

میری حیرت سے آپ کو کسی طرح کی غلط
فہمی نہ ہونی چاہئے اب مجھے ایک ایسے

نارک لہکے میں دیکھ رہے ہیں جس میں پآ
نے اپنے اسد کو بھی کیہی نہیں دیکھا تھا —
خدا کے لئے اُس کے اور میرے درمے منں علط
وائے قائم نہ کیجئے .

[ناتن سے]

ناتن صاحب . آف نے مجھے لوٹ لیا ، مگر
مالدار بھی کر دیا لوتا بھی خوب ، ارر دبا
بھی جی کھول کے — مگر آف نے مجھے جو کچھ
دبا ہے وہ اُس سے کہیں زیادہ ہے جو آف نے
مجھ سے لیا ہے

[ریشع سے بعلکبڑ ہررتے ہوئے]

میری بہن . میری اچھی بہن :

ناتن

اب ان کو بلاندا فون فلنک کہئے :

تھپلر

بلاندا ؟ بلاندا ؟ دو کیا اب ریشع سے کہہ دینا ؟
اب اس سے قطع قعلق کئے لیتے ہیں ؟ اور بعد

سے اسی نرانے فرنگی نام سے یاد کرنے لگیں !
 اور بہ سب میرے سب سے ! — ناتن صاحب !
 ناتن صاحب ! آج میرے قصور کی سزا اسے
 کیوں دیتے تھے ؟

فقر

بہ کیا کہ رہے ہو ؟ — میرے بچے . میرے
 بچے ! — جیسے ریشم منہی بیٹی ہے . ویسے ہی
 اس کا بیٹا ہی بیٹی تو میرا بیٹا ہو ! — جو وہ
 حالت ہے .

[ناتن ریشم اور تہسار سے کہتا ہے . اتنے میں
 صلاح الدین قہقہات حرج کے عالم میں ابتر بہن
 کی طرف جاتا ہے]

صلاح الدین

کہوں بہن یہ کیا تماشا ہے ؟

ستہ

میرا دل بے قابو ہوا جاتا ہے —

صلاح الدین

اور میں — میں تو ابھی اس سے بھی زیادہ
حیوت انگیز انکشاف کے خیال سے ہی کانبا جاتا
ہوں ! تم سے بھی کہتے ہوئے در معلوم ہوتا ہے
درا دل کو مضبوط کر لو ، تو سناؤں

ستہ

وہ کیا ؟

صلاح الدین

ناتق : درا تم سے ایک بات کہنی ہے ۔ بس
ایک بات

[صلاح الدین اور ناتق آپس میں بہت دھیمی آواز
میں باتیں کرتے ہیں ۔ اتنے میں سننا سمجھ رہی
اور مہربانی کے انداز سے تہلو اور رینج کی طرف
بڑھتی ہے ۔]

م ابھی کہ رہے تھے کہ تمہارے کا باب ییدائینی
جرمن نہیں تھا ۔ تو تمہیں کچھ معلوم ہے وہ
کون تھا ، اور کہاں سے آیا تھا ؟

فائقن

خود انہوں نے تو مجھے کبھی نہیں بتایا
 اُن کے منہ سے میں نے اُس کا کوئی ذکر نہیں
 سنا

صلاح الدین

کیا وہ فرنگی نہیں تھا؟

فائقن

یہ تو وہ صاف صاف کہا کرے ہے کہ میں فرنگی
 نہیں ہوں اور اُن کی زبان فارسی نہیں

صلاح الدین

کیا کہا؟ فارسی؟ ہاں بس یہی تو میں
 سنا چاہتا تھا — تھیک تھیک۔ وہی تھا
 ضرور وہی تھا!

فائقن

آپ کی مراد کس سے ہے؟

صلاح الدین

میری مراد اُنے بھائی سے ہے وہ بلا شکہ وہی
بھا . وہ میرا اسد ہی بھا : :

ناقن

اب چونکہ آج بے خود ہی اُس کا ہتھ لگا لیا
ہے ، سو بہ لیجئے اِس کتاب کی تحریر سے اِس
خیال کی تصدیق بھی کر لیجئے
[سلطان کُر راہب کی کتاب دے دینا ہے .

صلاح الدین

[کتاب کو سرق سے کھڑنے ہوئے]
ہاں ! بہ دیکھو . یہ اُسی کا تو خطا ہے . میں
نے بھیجاں لیا

ناقن

اب تک اُن دونوں کو اُس حقیقت کی خبر
نہیں ہے -- ابھی آج کے اختیار میں ہے کہ آج
انہیں بتائیں یا نہ بتائیں .

دعویٰ

کتاب پر - بکتے دیکھئے

کیا تم سمجھتے ہو کہ میں بے بھائی کے سچوں
کا دعویٰ دار نہ ہوں گا — اپنی بپتیجی کو نمنے کا
دعویٰ نہ کروں گا • اور بپتیجی کو بھی ؟ کیا خراب !
اپنوں کو نہ لہر ! کیا تم سمجھتے ہو کہ میں ان
دونوں کو تمہارے حوالے کر دوں گا ؟

سب سے مشائب ضرور • بند آواز سے

ستہ • یہ دونوں میرے بھی بچے ہیں —
ہاں • ہیں • ضرور ہیں ! یہ دونوں میرے ہیں —
تمہارے بھائی کے بچے ہیں !

دو آئے دونوں کر گئے نگا لٹتا ہے

ستہ

سلطان نے حد • حدی سے آگے نہیں گئے

شکر ہے خدا کا • میں تو دل میں در رہی
بھی کہ نہ معلوم اور کیا بات نکلیگی !

صلاح الدین

[تہیلر سے]

او ضدی لڑکے - اب تو مجھے مجھ سے مستحبت
کرنی بیگی — ضرور کرنی بیگی !

[ریشع سے]

تم میری بیٹی نہیں بنتی تھیں ! لو اب مو
بناؤ !

ستہ

اور میری بھی ! میری بھی ! !

[پھر تہیلر سے]

بیٹا ! میرے اسد ! میرے اسد کے بچے !

تہیلر

نو کہا واقعی میں آہ ہی کے خاندان سے
ہوں ؟ اگر یہ صحیح ہے نو وہ لوریاں جو میں
بچپن میں سنا کرتا تھا صرف خواب و خیال

کی باتیں نہ تھیں !

صلاح الدین کے قدموں پر گر پڑتا ہے

صلاح الدین

[اسد کو آتیاتے ہوئے]

ذرا اس شریعہ لڑکے کی باتیں سنو ، اُس کے
کلن میں بھنگ بڑ چکی تھی مگر اُس نے
مجھ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا ! — بال بال
سچ گیا ، نہیں تو میں اُس کا قاتل ہوتا — خدا
کی بناء ، میں اُس کا قاتل ہوتا ! !

[سب ایک دوسرے کو کالے لگاتے ہیں دیرہ گرتے ہیں]

تمام شد

نوٹ

صفحہ ۲۸

یورپ کے ایک وحشی کے جہرے میں ”
 ناتن نے اُس قول کی تفسیر کیجئے، مسکلی
 سرجوں سے۔ وہ یورپین کو وحشی اُس وجہ سے
 بتاتا ہے کہ اُس ماہ میں مشرقی تہذیب کے
 مقابلے میں یورپ واقعی وحشت اور بربیت ہی
 نے درجے میں تھا۔“

صفحہ ۳۸

حفاظی کے لغوی معنی ہیں ”وہ شخص جو
 نئے باؤں کو یا اُس طرح بھرتا ہو“ ایک
 درویش شخص کے لئے یہ نام کسی طرح ناموزوں
 نہیں معلوم ہوتا

صفحہ ۶۱۵

تذہبن : یاقوت حموی کا بیان ہے کہ ”تذہبن

نوٹ

نوعامر کے پہاڑوں میں ایک مقام ہے۔ اُس کے قلعہ سے شہر بانیاں نظر آتا ہے یہ شہر دمشق اور صُور کے درمیان واقع ہے۔ ”منہر عرب سیاح ابن جبیر جو سنہ ۱۱۸۵ عیسوی میں وہاں پہنچا ہے“ لکھتا ہے کہ وہ تبنین اہل فرنگ کے زبردست قلعوں میں سے ہے۔ یہاں قافلوں سے جنگی وصول کی جاتی ہے اُس پر ایک عورت حکمران ہے جس کا نام خنزیرہ ہے اُسے ملکہ بھی کہتے ہیں اور وہ بادشاہ خنزیر کی ماں ہے۔ حو عکہ کا حاکم ہے ہم لوگ قلعہ کے نیچے خیسہ رن ہوئے ”عمادالدین اصفہانی (جس نے سلطان صلاح الدین کے حالات لکھے ہیں) بیان کرتا ہے کہ سلطان صلاح الدین نے سنہ ۵۸۲ ہجری (= سنہ ۱۱۸۲ عیسوی) میں ماہ جمادی الاولیٰ (= اگست) میں ایک ہفتہ کے محاصرہ کے بعد اُس شہر کو فتح کیا تھا

صور انگریزی میں ٹائر Tyre اور عبرانی میں تسور ہے یعقوبی کے بیان کے مطابق یہ

ثبوت

صوبہ اُردن میں ساحلی اضلاع کا سب سے بڑا شہر ہے اسی میں سلاح خانہ بھی ہے سلطان کے جہاز یہیں سے اٹھل فرنگ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا کرتے تھے یہ ایک خوبصورت شہر ہے اور محکموں کے انس کی آبادی میں متفرق قومیں شامل تھیں (مندی نے (سنہ ۱۹۱۵ء میں) لکھا ہے کہ وہ صوبہ ساحل بحر ایک محکمہ ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ سمندر کے اندر ہے کیونکہ اس میں داخل ہونے کے لئے صرف ایک دروازہ ہے اور دل ب سے شہر کے اندر آنا پڑتا ہے سمندر نے اسے حارون طرف سے تھپیر دیکھا ہے یہ ایک خوبصورت شہر ہے اور اس کی آب و ہوا خوشگوار ہے حکیم ناصر خسرو (سنہ ۱۰۳۷ھ میں) نے وہاں سچے میں لکھتا ہے کہ یہ سید سلیم سے حل کے بندوبست کے فاصلے پر ہے صبر پہنچے جو ساحل بحر واقع ہے شہر کو چٹان پر اس طرح بنایا گیا ہے کہ شہر کی فصیل صرف ایک سو کوڑے تک خنکی پر واقع ہے باقی کل فصیل دانی کے اندر غرو ہے۔

نوٹ

شام کے بھری شہروں میں صور ابنی دولت اور صولت کے لئے مشہور ہے " سنہ ۱۱۲۳ ع میں یورپ کے صلیبی جنگیوں نے اُس کا محاصرہ کر کے فتح کیا یہ شہر اہل فرنگ کے قبضہ میں رہا۔ تا آنکہ سنہ ۱۲۹۱ ع میں اُسے بہر مسلمانوں نے فتح کر لیا۔ ادریسی (سنہ ۱۱۵۳ میں) اُس کے متعلق لکھتا ہے کہ " یہاں سور اور سعال کے گلدان بنتے ہیں یہاں کا کبوتر نہایت بزرگ اور انسانی ہوتا ہے " ابن جبیر جو سنہ ۱۱۰۵ میں صور پہنچا ہے لکھتا ہے کہ " صور یک قلعہ نما شہر ہے اور فرنگیوں کے قبضے میں ہے اُس کا قلعہ عجائب درگاہ میں ہے اور زابل فتح ہے " اُسوالد سنا سنہ ۱۳۲۱ میں صور کو کینڈر کی حالت میں داتا ہے

صفحہ ۷۰

یہاں فلپ (Philip) سے فرانس کا بادشاہ - فلپ دوم مراد ہے - جس نے سنہ ۱۱۹۵ سے سنہ ۱۲۲۳ عیسوی تک حکومت کی وہ تیسری صلیبی جنگ میں

ہجرتِ اول بادشاہ انگلستان کے سابق شریک تھا
 مکین دوسرے تھے سالِ واپس جا گیا تھا یہ
 بقا دینا ضروری محترم شہر ہے کم جس واقعہ کا اس
 جگہ ذکر ہے قلب اس سے بیستہ تھی اسے وطن کو
 اس سے چلا ہوا

صحت

طوبیٰ : - اس کے بعد نامہ
 حدید میں طوسی اور مدت نامہ قدیم میں عکو، Aecho
 اس شہر کا نام ہے جسے تھ (انگریزی 'یکر' Aker)
 دتے تھے۔ عربی مکتورے میں جلتی دلتی گرم دیت
 تھ تھ کہتے تھے اور اس مقام کی آب و ہوا کے
 لحاظ سے اس کے لئے یہ نام بالکل موزوں ہے۔ تھ
 یروشلم سے شمال اور شمال مغرب کے گوشہ میں
 سب سے پہلے کے فاصلے پر واقع ہے اور آج کل
 ایک ریلوے لائن کے ذریعہ دمشق سے ملا ہوا ہے
 عربوں نے اسے سنہ ۶۳۸ مسیحی میں فتح کیا
 سنہ ۱۱۰۴ء کی صلیبی جنگ میں عیسائیوں نے
 اسے تسلط حاصل کیا تھا مگر سنہ ۱۱۸۷ء میں

سلطان صلاح الدین نے اُسے نہر فتح کیا لیکن چار سال کے بعد سنہ ۱۱۹۱ میں انگلستان کے بادشاہ رچرڈ اول کے ہانہوں ایک دفعہ نہر عیسائیوں کے قبضے میں پہنچ گیا ، اور یوری ایک صدی کے بعد سنہ ۱۲۹۲ میں دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھ میں آیا اُس کے بعد سنہ ۱۵۱۷ میں ترکوں نے اُس پر قبضہ جما یا سنہ ۱۷۹۹ میں نپولین بونا پارت نے اُس کا محاصرہ کیا مگر ترکوں نے مقابلے میں شکست کھائی . اُس وقت سے اب تک عکہ برابر مسلمانوں ہی کے قبضے میں ہے اُس کی آبادی آج کل بارہ ہزار کی بتائی جاتی ہے

صفحہ ۸۳

اِس میں جرمنی کے فریڈرک Frederick اول (باربروسہ) کی موت کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے . سنہ ۱۱۹۰ عیسوی (ماہ جون) کا واقعہ ہے کہ وہ ایشیائے کوچک کی ایک جھوٹی سی ندی میں ڈوب کر مر گیا سنہ ۱۱۸۹ میں :۱

نوٹ

صلیبی جنگوں میں شریک ہونے کی غرض سے وہاں بھیجا تھا — گویا موت ہی لاتی بھی ۔

صفحہ ۸۶

حرمنی کے ایک علاقے کا نام شوابن لاند، Schwaben-
Land ہے وہاں کے باشندے کو شوابی (حرمین
Schwabe) کہتے ہیں ۔

صفحہ ۹۵

حرمین، یان میں فریبین کو "ملک" کہتے ہیں
اسی لئے ستہ نے اُسے "بیگم" کہا ہے اور حسن
خلق کی بناء پر اُسے دیتا نہیں بلکہ ویسے ہی
دھنے دیا علاوہ اُس کے اُس قدرے میں اُس حقیقت
کی طرف بھی اشارہ ہے کہ سلطان صلاح الدین نے کئی
مشرقی اور مغربی بادشاہوں کی ہنگامات پر احسان
کئے تھے اور ہمدسہ ان سے اچھے سلوک سے بیس آتا
ہوا

صفحہ ۹۷

امام صاحب سے مراد ہے ایسا شخص جو اپنے آپ

نوٹ

کو اتنا پرہیزگار سمجھتا ہو کہ تصویردار چیزوں کو حرام جانتا اور اُس لئے اُن سے دُھن کرنا ہو، مولوی زاہد خٹک، مٹلا

صفحہ ۹۸

یہ کوئی تاریخی واقعہ نہیں ہے بلکہ مصنف کے دماغ کی اُترتی ہوئی بات ہے

صفحہ ۱۰۹

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ انگلستان کے بادشاہ رچرڈ دے شائر داں ۴^۰ نے تیسری صلیبی جنگ کے دوران میں یہ سجدہ بندش کی بھی کہ اُس کی بہن کا سلطان صلاح الدین کے اہلانی ملک العادل سے نکاح کر دیا جائے اور ملک موصوف کو یروشلمہ کا بادشاہ بنا دیا جائے رچرڈ کے اُس بہن کا نام جون تھا اور وہ سسلی کے بادشاہ ولیم کی بیوہ تھی۔ یہ ولیم بھی تیسری صلیبی جنگ ہی میں مارا گیا تھا افسوس یہ ہے کہ رچرڈ شیدر داں کی یہ حسرت دوری نہ ہونے پائی۔

ساریج کی رو سے بہ واقعہ بھی صحیح نہیں ہے۔ کدوئہم جن واقعات کا یہاں ذکر ہے اُن سے بہتے ہی سلطان کے والد کا انتقال نہ چکا تھا

صفحہ ۱۴۸

بہرہ میں تیسرے کے مُنف سے اُس قسم کی تمام تحریکوں کے خلاف آؤ، 'تھا' رہا ہے یہ عیال رکھنا جائزے کم لیسنگ صلیبی جنگوں سے خصوصیت کے ساتھ ناخوش رہا اور اُنہی کتاب Diamant میں اُن جنگوں کے متعلق یہ کہہ دیا کہ غالباً عیسائیوں نے ایسی اُسامیت سے خارج اور وحشیانہ حرکتیں کدپی نہیں کیوں جیسی کہ صلیبی جنگیں تھیں

صفحہ ۲۵۴

معتجزوں کی زمین دو وجہ سے کہا جاسکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اس سرزمین میں بہت سے دغدر گزرے ہیں (عیسائیوں اور یہودیوں کے

عقیدے کے متعلق) ہمیشہ معجزے دکھایا کرتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ دایہ ابھی دو چار منٹ میں اُبسی بانیں بنانے والی تھیں جنہیں وہ معجزوں سے کم نہیں سمجھتی۔

صفحہ ۳۲۶

یروشلم (انگریزی میں Jericho) فلسطین کا ایک قدیم اور مشہور شہر جو یروشلم سے شمال مشرق کی طرف بندرہ مبل کے فاصلے پر واقع تھا۔ ہدوت اور انجیل میں اس کا ذکر کئی مرتبہ آتا ہے۔

اس کے فریب سی گُرنتل نام ایک نہاری ہے۔ جس پر عیسائی درویشوں اور راہبوں کے بہت سے مکانات اور خانقاہیں تھیں۔ صلیبی جنگوں کے زمانہ تک بھی اس میں خانقاہیں موجود تھیں۔ یہودیوں کی جنگوں تک یہ شہر ایک اہم مقام رہا، مگر اُس کے بعد سے ویران ہو گیا۔ یہی گُرنتل وہ مقام ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وہاں چالبس دو: تک شیطان کے

نوت

سکر اور شیطننت سے پریشان دیرا کئے۔ غالباً اسی وجہ سے اس کا نام وہ طمع کی بہاری ہو گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے بعد میں لوگ اس کی ریارت کے لئے جایا کرے تھے اور بہت ممکن ہے کہ اسی سبب سے وہیں 'نفی خانقاہیں اور راتس خانے بن گئے ہوں

صفحہ ۳۴۷

نور حضرت عیسیٰ کے وطن ناصریہ سے چھ میل کے فاصلے پر مسرق کی طرف ایک بہاری ہے آج کل اسے جیل الطور کہتے ہیں۔ انجیل میں اس کا ذکر نہیں ہے البتہ سورات میں ملتی جگہ نام آتا ہے۔

صفحہ ۳۴۸

غزہ فلسطین کا ایک جموٹا سا شہر ہے اس کی بڑی اہمیت یہ ہے کہ یہ ہمیشہ سے جنگوں میں نہایت ضروری مقام رہا ہے اور اس کی حائے وقوع سے ہر طرف بڑی خوبی سے وار ہو سکتا

ہے سنہ ۳۳۲ قبل مسیح میں اسے سکندر اعظم نے فتح کیا تھا اسی طرح صلیبی جنگوں میں اس کو استعمال کیا گیا تھا اور اس کے آس پاس معرکہ کی لڑائیاں ہوئی تھیں۔ پھر سنہ ۱۷۹۹ میں نپولین نے اسے فتح کیا اب بھی بندرہ بیس ہزار کی آبادی اس میں موجود ہے سنہ ۱۹۱۷ عیسوی میں اسی مقام پر انگریزوں اور ترکوں میں جنگ ہوئی جس میں ترکوں کو ہزیمت ہوئی

درون جات کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں تھا
(دیکھو جات)

صفحہ ۳۳۱

عسقلان غزہ سے چودہ میل کے فاصلے پر شمال مغرب کی طرف واقع ہے چونکہ غزہ کی طرح سمندر کے ساحل پر واقع ہے اس لئے اہم مقامات میں سے ہے۔ صلیبی جنگوں کے زمانہ میں یہ بہت ضروری مقام تھا سنہ ۱۱۸۷ میں صلاح الدین نے

نوٹ

اُسے عیسائیوں سے لیا مگر سنہ ۱۲۷۰ میں سلطان
بیدرس نے اُسے مسمار کرا دیا تھا اِس جنگ
عظیم کے دوران میں سنہ ۱۹۱۷ میں اُس پر قبضہ
کر لیا گیا تھا۔ آج کل وہ ایک ذلیل اور خستہ
حالت میں ہے وہ پرانی عظمت اور شان ختم
ہو چکی ہے۔

صفحہ ۳۳۵

حان، مشہور ظالم جالوت کا جنم بہوم تھا
اُس کی اصلی جائے وقوع کا تہیک تہیک پتہ
نہیں لگتا۔ حضرت داؤد نے ایک مرتبہ یہیں
یضاہ لی تھی۔ صلیبی جنگوں میں یہ عیسائیوں
کے قبضہ میں تھا، لیکن سلطان صلاح الدین نے
(سنہ ۱۱۹۱ میں) اُسے فتح کر لیا تھا — گو دوسرے
برس پھر اُن کے ہاتھ سے نکل گیا۔

صفحہ ۳۵۹

نو آمون مصر کا ایک شہر، جو نہایت قدیم
زمانے میں مصر صعید کا پایہ تخت تھا۔ قدیم

ترین مصری کتبوں وغیرہ میں اس کا نام "ت آب" لکھا ہوا ملتا ہے۔ غالباً اسی سے یونانی لوگ اُسے تھیبز اور تھیبے کہتے تھے؛ چنانچہ انگریزی زبان میں بھی یہ شہر آج تک تھیبز ہی کے نام سے موسوم ہے۔ نو آمون نام کا تعلق قدیم مصر کے دیوتا آمون سے ہے، جس کی بوجا اسی شہر میں ہوئی تھی۔ نو آمون کے معنی "امون کا شہر" یا "امون کا گھر" کے ہوتے ہیں گویا یہ شہر قدیم مصریوں کا بیت الصنم یا خانہ خدا تھا۔ عہد عتیق کی کتاب نکوم کے تیسرے باب میں لکھا ہے کہ نو آمون "ندیوں کے کنارے بسا ہوا اور پانی اُس کے چاروں طرف تھا؛ اس کی شہر پناہ سمندر تھی اور اس کی دیوار دریا پر ہوئی۔" اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زبردست شہر دریائے نیل کے وسط میں اس طرح آباد تھا کہ اُس کی آبائی نیل کے مشرقی اور مغربی دونوں کناروں پر پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ آج بھی اُس کے کھنڈر نیل کے دونوں طرف پائے جاتے ہیں۔ اس شہر کی تباہی اور بربادی کے بارے میں

عہد عتیق کی کتاب حرفی ایل (باب ۰۳۰ آیت ۱۶) میں ان الفاظ میں ییسگوئی کی گئی ہے کہ ”میں (خدا) نو امون کو کات ڈالوں گا!“ اس کے کہندروں کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی زبردست زلزلے کے صدمے سے تباہ ہوا ہے۔ اُس کے جو قدیم آثار اور کتبے وغیرہ نکلے ہیں ان سے قدیم بادشاہوں نے وقت سے لے کر بطلمیوس کے زمانے تک کی مصری تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے مغربی حصے کے بعد جو میدان ہے اُس میں اب بھی اس زمانے کے بادشاہوں کے مقبروں اور عبادتگاہوں کے کہندر موجود ہیں، جن میں سے کئی بادشاہوں اور اُن کی بیگموں کی مومیائیاں دستیاب ہوئی ہیں۔

الآباد

منروا پریس

۱۹۳۰
